باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

ماہِ
جمادی الاولیٰ
و
جمادی الاخریٰ

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

ماہِ جمادی الاولیٰ

و

جمادی الاخریٰ

ماہِ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ سے متعلق احکام، اور تاریخی واقعات
اور چند سالانہ غیر شرعی وغیر اسلامی رسمیں

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نام کتاب: ماہِ جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ

مُصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: صفر ۱۴۳۰ھ فروری/ 2009ء۔ طباعتِ دوم: رجب ۱۴۳۴ھ مئی 2013ء

صفحات: ۱۶۴

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔ فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون 048-3226559

مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔ فون: 0321-5180613

ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ، نزد اریگیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130

تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634

مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536

الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اسلامی مہینوں پر فرداً فرداً تالیف کرتے وقت خیال یہی تھا کہ دوسرے مہینوں کی طرح ''جمادی الاولیٰ'' اور ''جمادی الاخریٰ'' پر بھی الگ الگ رسائل ترتیب دیے جائیں گے۔

لیکن ان دو مہینوں کے متعلق شریعت کی طرف سے مخصوص احکام کے نہ پائے جانے کی وجہ سے معاملہ مؤخر ہوگیا، اور دیگر تمام دس اسلامی مہینوں سے متعلق الگ الگ تالیفات تیار ومطبوع ہوگئیں، اور بحمداللہ تعالیٰ ''تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ'' کا مصداق بن گئیں، تو متعدد طالبین کی طرف سے ان دونوں مہینوں سے متعلق تالیفات کا مطالبہ ہوتا رہا، جس کے بعد خیال پیدا ہوا کہ اگرچہ ان دونوں مہینوں سے متعلق تو اسلام کے مخصوص احکام نہیں، لیکن ہم نے دیگر مہینوں سے متعلق اسلامی احکامات وہدایات ومنکرات تحریر کردیے ہیں، اور آج کل بعض رسوم ایسی بھی سال کے مختلف حصوں میں رائج ہیں کہ جن کا اگرچہ کسی مخصوص اسلامی مہینے سے تعلق نہیں ہے، بلکہ غیر اسلامی اور بالخصوص مروجہ عیسوی مہینوں سے تعلق ہے، لیکن کیونکہ یہ رسوم بھی ہر سال گھوم پھر کر آتی ہیں، تو کیوں نہ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ کے مہینوں سے متعلق تالیف میں ان پر کچھ روشنی ڈال دی جائے، تاکہ ایک طرف تو ہر مہینہ کے متعلق شریعت کے مخصوص احکام کا علم ہو، اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں غیر شرعی رسوم ورواج کا بھی پتہ چلے، اور اس طرح مسلمان اپنے بارہ مہینے اسلامی احکام کو پیشِ نظر رکھ کر اور غیر اسلامی رسوم ورواج سے بچ کر گزاریں۔

اس غرض سے ماہِ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ کے عنوان سے یہ تالیف آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں چند غیر اسلامی رسوم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو دنیوی واخروی صلاح وفلاح عطا فرمائیں۔ آمین۔ فقط

محمد رضوان، ۲/صفر المظفر /۱۴۳۰ھ، 29/جنوری/2009ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ جمادی الاولیٰ

جمادی الاولیٰ پانچواں مہینہ

ماہِ ''جمادی الاولیٰ'' اسلامی سال کا پانچواں قمری (چاند والا) مہینہ ہے۔

کیونکہ محرم کے مہینے سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد ''صفر'' پھر ''ربیع الاول'' اور ''ربیع الآخر'' کا مہینہ آتا ہے۔

اور اس کے بعد پانچویں نمبر پر ''جمادی الاولیٰ'' کی باری آتی ہے۔

جمادی الاولیٰ کی لفظی و معنوی تحقیق

''جمادی الاولیٰ'' بھی دوسرے اسلامی مہینوں کے ناموں کی طرح عربی زبان کا نام ہے۔

اور یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے:

(۱)...... جمادی **(۲)**......الاولیٰ۔

جمادی کے معنٰی جمی ہوئی چیز کے آتے ہیں اور اولیٰ پہلی کو کہتے ہیں، تو جمادی الاولیٰ کے معنٰی ہوئے پہلی جمی ہوئی چیز۔

جمادی الاولیٰ نام رکھنے کی یہ وجہ ممکن ہے کہ جس سال اس مہینہ کا نام رکھا گیا، اس سال یہ مہینہ کڑکڑاتی ہوئی سردی کے موسم میں آیا ہو، اور پانی میں جمود پیدا ہو گیا ہو، اور یہ پانی جمنے کا پہلا مہینہ ہو (کذا فی تفسیر ابنِ کثیر)[1]

اور عربی قواعد کے اعتبار سے اس کا صحیح تلفظ ''جمادی الاولیٰ'' لام کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

---

[1] جمادی سمی بذلک لجمود الماء فیه ،قال و کانت الشهور فی حسابهم لاتدور وفی هذا نظر اذکانت شهورهم منوطة بالاهلة فلا بدمن دورانها فلعلهم سموه بذالک اول ماسمی عندجمود الماء فی البرد (ابنِ کثیر ج۲ ص۴۶۶، سورہ توبہ تفسیر آیت ۳۶)

اور بعض لوگ جو ''یا'' کے بغیر ''جمادی الاول'' استعمال کرتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ [۱]

ماہِ جمادی الاولیٰ کی فضیلت اور اس مہینے کے شرعی احکام

اس مہینے کی فضیلت کے متعلق مستقل اور متعین طور پر کوئی قرآنی آیت یا حدیث نظر سے نہیں گزری البتہ بعض واقعات اس مہینہ میں وقتاً فوقتاً رونما ہوتے رہے ہیں، جن میں سے کچھ کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے کیا جائے گا۔

اسی طرح اس مہینہ سے متعلق متعین طور پر شریعت کی جانب سے کوئی خاص حکم وابستہ نہیں۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق سے انسانوں کی کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ وابستہ ہے، لہٰذا یہ مہینہ بھی اپنی ذات میں ایک اچھا مہینہ ہے۔

جس میں مسلمانوں کو دوسرے عام مہینوں کی طرح عبادت واطاعت کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے، اور اسے فضول اور خالی مہینہ سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح خاص قسم کے رسم ورواج اور گناہوں سے بھی بچنا چاہیے۔ اسلامی مہینوں کے تمام نام سِوائے ان دو مہینوں کے ناموں کے مذکر ہیں، اور صرف یہ دو نام مؤنث ہیں۔ [۲]

---

[۱] جمادی الاولیٰ: بضم اول وفتح دال، بحذفِ الف مقصورہ، درتلفظ کہ بصورتِ یاست چرا کہ چون الف از الف ولام تعریف بدرج کلام ساقط شد اجتماع ساکنین لازم آمد میان الف مقصورہ ولام پس الف مقصورہ را در تلفظ حذف کردند۔
وجمادیٰ: صیغۂ مفرد صفتِ مشبہ است بروزن حباریٰ بمعنیٰ افسردہ ویخ بستہ، چون در آخر این لفظ الف مقصورہ کہ علامت تانیث ست واقع گشت صورت مؤنث پیدا شد۔
لہٰذا وصف آن بلفظ اولیٰ کہ مؤنث اول ست آوردند نہ بلفظ اول تا تطابق صفت وموصوف در تذکیر وتانیث از دست نرود، وجمادی الاول چنانکہ مشہورست خطاست، از صراح ومزیل ومناظرۃ الانشا ومنتخب وقاموس وصحاح وبحر الجواہر وغیرہ۔
ودر کتابی معتبر نوشتہ است کہ چون در وقت تسمیۂ شہور این مادہ در ابتدای موسمیکہ دران انجماد آبہا میشد واقع گشت، لہٰذا باین اسم مسمیٰ گشت (غیاث اللغات فارسی ڈکشنری ص ۱۴۸، ایچ، ایم، سعید، کراچی)

[۲] قال الفراء: الشهور كلها مذكرة إلاّ جماديين؛ فإنهما مؤنثان لأن جمادى جاء ت بالياء على بنية فُعالى: وهى لا تكون إلاّ للمؤنث؛ ولهذا قيل: جمادى الأولى وجمادى الآخرة، فإن سمعت تذكير جمادى فى شعر فإنما يذهب به إلى الشهر. وقال: الأيام كلها تثنى وتجمع إلاّ الاثنين فإنه تثنية؛ لا يُثَنَّى. (المزهر لعبدالرحمن بن ابى بكر جلال الدين، النوع الاربعون معرفة الاشباه والنظائر، ذكر ضوابط واستثناء ات فى الابنية وغيرها ج ۲ ص ۷۷، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، لبنان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ جمادی الاخریٰ

ماہِ ’’جمادی الاخریٰ‘‘ چھٹا مہینہ

ماہِ ’’جمادی الاخریٰ‘‘ اسلامی اعتبار سے سال کا چھٹا قمری مہینہ ہے۔
اور یہ ’’جمادی الاولیٰ‘‘ کا مہینہ ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے۔

جمادی الاخریٰ کی لفظی ومعنوی تحقیق

لغت میں جمادیٰ کے معنٰی پہلے گزر چکے ہیں کہ جم جانے کے آتے ہیں اور اخریٰ پہلے کے بعد والے کو کہتے ہیں۔

جمادی الاخریٰ نام رکھنے کی وجہ بھی بظاہر وہی معلوم ہوتی ہے جو پیچھے جمادی الاولیٰ کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔

گویا کہ یہ مہینہ پانی جم جانے کا دوسرا مہینہ تھا، یعنی یہ مہینہ اس پہلے مہینہ کے بعد کا مہینہ تھا (کذا فی تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ در تفسیر آیت ۳۶)

’’جمادی الاخریٰ‘‘ کو ’’جمادی الآخرۃ‘‘ بھی کہہ سکتے ہیں۔
لیکن بعض لوگ جو ’’جمادی الثانیۃ‘‘ کہتے ہیں۔
اس کو عربی کے ماہرین نے بہتر قرار نہیں دیا، کیونکہ ’’ثانیۃ‘‘ کے معنٰی ایسی دوسری چیز کے ہیں کہ جس کے بعد تیسری چیز ہو، اور یہاں اس نام سے کوئی تیسرا مہینہ یعنی جمادی الثالثۃ نہیں ہے۔ [1]

---

[1] جمادی الاخریٰ: بضم اول وفتح دال بحذف الف مقصورہ کہ بشکل یای تحتانی است وموصوف کردن بلفظ اخریٰ یا بلفظ آخرہ اولیٰ چرا کہ بیشتر باستعمال عرب ہمین است، وجمادی الثانی چنانکہ مشہور شدہ بہتر نیست گویند کہ اطلاق لفظ ثانے آنجا باشد کہ برای او بعد ازان ثالث نیز بود، از صراح ومناظرۃ الانشا ومزیل وصحاح ومنتخب وقاموس وبحر الجواہر۔ چون بوقت تسمیۂ شہور این ماہ در آخر موسمیکہ دران انجماد آبہامیشد واقع گردید لہٰذا باین اسم مسمیٰ شد (غیاث اللغات فارسی ص ۱۴۸)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ماہِ جمادی الاخریٰ کی فضیلت اور اس مہینے کے شرعی احکام

اس مہینے کی بھی جمادی الاولیٰ کے مہینے کی طرح قرآن وحدیث میں متعین طور پر کوئی فضیلت منقول نہیں، اور نہ کوئی خاص حکم اس مہینے سے متعلق شریعت کی طرف سے وارد ہے۔

لہٰذا اس مہینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کا سلسلہ جاری رکھنا اور گناہوں سے بچنا چاہیے، اور کوئی خاص رسم ورواج اس مہینے میں انجام نہیں دینا چاہیے۔

چند سالانہ غیر اسلامی رسمیں

جب ہم اکثر اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام سے فارغ ہوگئے تو ہم نے دیکھا کہ جمادی الاولیٰ اور جمادی الاخریٰ کے مہینوں سے متعلق کوئی مخصوص اسلامی حکم وابستہ نہیں۔

اور کیونکہ ہمارا موضوع بارہ مہینوں یعنی پورے سال سے متعلق اسلامی حکم سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا تھا۔

اس لیے مناسب خیال کیا کہ جو بعض سالانہ غیر شرعی وغیر اسلامی رسمیں ہمارے معاشرے میں رائج ہوگئی ہیں، اور وہ اسلامی مہینوں میں سے کسی خاص مہینے میں تو انجام نہیں دی جاتیں لیکن سال میں ایک مرتبہ اُن سے لوگوں کو سابقہ پڑتا ہے۔

اور دیکھا دیکھی بہت سے مسلمان اپنی نادانی یا نفس وشیطان کی چالبازی سے ان میں مبتلا یا کسی نہ کسی حیثیت سے شریک ہوجاتے ہیں۔

اس لئے جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ کے مہینوں سے متعلقہ رسالہ میں اُن غیر اسلامی وغیر شرعی رسموں پر کچھ روشنی ڈال دی جائے تاکہ ایک طرف تو مسلمان پورے سال اسلامی احکام سے وابستہ رہیں، اور دوسری طرف اس قسم کے غیر اسلامی رسوم ورواج سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔

اور قبل اس کے کہ ہم چند غیر اسلامی رسوم ورواج پر فرداً فرداً روشنی ڈالیں، پہلے مناسب ہے کہ غیر مسلموں کے طور وطریق بالخصوص ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنے پر شریعت نے کیا حکم لگایا ہے، اس کا جائزہ لے لیں۔

تاکہ جتنی بھی غیر اسلامی رسوم ورواج ہیں، ان کو اختیار کرنے یا ان میں شرکت کے بارے میں اسلام کی اصولی تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوجائے۔

کافروں کی رسوم اور تہوار اختیار کرنے کا شرعی حکم

اسلام نے اس چیز کا بڑا اہتمام کیا ہے کہ اس کا ہر کام دوسرے مذہب وقوم سے ممتاز اور جدا ہونا چاہیے، اور کسی کام میں بھی کسی دوسرے مذہب وقوم کے ساتھ کلی یا جزئی کسی بھی قسم کی مشابہت ومماثلت اور متابعت پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے یہود ونصاریٰ اور دوسرے تمام کافروں کی مشابہت و متابعت سے بچنے اور ان کے خلاف کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام اور سلفِ صالحین نے بھی اپنے قول وفعل سے اس ہدایت پر عمل کرنے کا بہت اہتمام فرمایا ہے۔

کافروں کے ساتھ تشبّہ ومشابہت کا حکم

شریعت نے بلاضرورت کافروں کی مخصوص وضع اختیار کرنے کو منع کیا ہے، اور اسے تشبہ بالکفار کا نام دیا ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ (ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۹، ابواب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی کراھیۃ اشارۃ الید بالسلام)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے غیروں (یعنی کافروں) کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔

تم یہود (یعنی اسرائیلیوں) اور نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کے ساتھ ہرگز مشابہت اختیار نہ کرو۔

پس یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہے

(ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے قابلِ اعتبار اور درست ہے، اور اس کی دوسری احادیث سے بھی تقویت ہوتی ہے۔ [۱]

اس حدیث میں حضور ﷺ نے غیر مسلموں کے طور طریق کو اختیار کرنے والوں کے لیے سخت وعید اور تنبیہ سنائی ہے کہ یہ لوگ ہم میں سے نہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غیر مسلموں کے مذہبی شعاروں کو اختیار کریں تو وہ حقیقت میں اسلام سے خارج ہیں۔

اور دوسری چیزوں میں ان کے طور وطریق کو اختیار کرنے والے کم از کم ہماری ہدایت پر عمل پیرا اور ہمارے طریقہ پر چلنے والے نہیں ہیں۔

اور اس حدیث میں خاص طور پر یہودی جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔

اور نصاریٰ (یعنی عیسائی) جو گمراہ ہوئے۔

ان کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے سے خصوصیت کے ساتھ منع فرمایا۔

---

[۱] "وفی لفظ "لیس منا من تشبه بغیرنا "وهو حدیث جید(جامع الرسائل لابنِ تیمیه، الجزء الثانی، الفرق بین السفر الطویل والقصیر ،ومجموع الفتاویٰ ج۲۵ ص ۳۳۱)

وقال الترمذی حدثنا قتیبة حدثنا ابن لهیعة عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال لیس منا من تشبه بغیرنا لا تشبهوا بالیهود ولا بالنصاری فإن تسلیم الیهود الإشارة بالأصابع وتسلیم النصاری الإشارة بالأکف قال وروی ابن المبارک هذا الحدیث عن ابن لهیعة ولم یرفعه . وهذا وإن کان فیه ضعف فقد تقدم الحدیث المرفوع من تشبه بقوم فهو منهم وهو محفوظ عن حذیفة بن الیمان أیضا من قوله وحدیث ابن لهیعة یصلح للاعتضاد کذا کان یقول أحمد وغیره (اقتضاء الصراط المستقیم مخالفة أصحاب الجحیم لابنِ تیمیه، ج۱ ص ۸۴)

وروی ابن المبارک هذا الحدیث عن ابن لهیعة فلم یرفعه . "قلت :والموقوف أصح إسنادا .لأن حدیث ابن المبارک عن ابن لهیعة صحیح لأنه قدیم السماع منه وکذلک عبد الله بن وهب وعبد الله بن یزید المقری .وفی معناه حدیث ابن عمر الذی سبق تخریجه قبله(إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل للالبانی، کتاب الجهاد، ج۵ص ۱۱۱)

یہاں تک کہ ان کے طریقہ پر اشارہ سے سلام کرنے کو بھی ناپسند فرمایا۔ [۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَلَا تُسَلِّمُوْا بِتَسْلِيْمِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ بِالْأَكُفِّ، وَتَسْلِيْمَ النَّصَارَى بِالْإِشَارَةِ (مسند الشاميين للطبراني حديث نمبر ۴۸۹)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے غیروں (یعنی کافروں) کے ساتھ تشبہ اختیار کی، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔

اور تم یہود ونصاریٰ کے سلام کی طرح سلام نہ کرو۔ اور یہود کا سلام ہتھیلی کے اشارے سے اور نصاریٰ (عیسائیوں) کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے (ترجمہ ختم) [۲]

فائدہ: اس حدیث میں حضور ﷺ نے پہلے تو اصولی طور پر ایک قاعدہ بیان فرمادیا کہ جو مسلمان بھی

---

[۱] (ليس منا) أى من العاملين بهدينا والجارين على منهاج سنتنا (من تشبه بغيرنا) من أهل الكتاب في نحو ملبس وهيئة ومأكل ومشرب وكلام وسلام أو ترهب وتبتل ونحو ذلك فلا منافاة بينه وبين خبر لتتبعن سنن من كان قبلكم وخبر ستفترق أمتى على ثلاث وسبعين فرقة إذ المراد هنا أن جنس مخالفتهم وتجنب مشابهتهم أمر مشروع وأن الإنسان كلما بعد عن مشابهتهم فيما لم يشرع لنا كان أبعد عن الوقوع في نفس المشابهة المنهى عنها (لا تشبهوا) بحذف إحدى التاءين للتخفيف (باليهود) الذين هم المغضوب عليهم (ولا بالنصارى) الذين هم الضالون (فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارى الإشارة بالأكف) أى بالإشارة بها فيكره تنزيها الإشارة بالسلام كما صرح به النووى لهذا الخبر وبوب عليه باب ما جاء في كراهة الإشارة بالسلام باليد ونحوها بلا لفظ (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۷۶۷۹)

[۲] اس روایت میں ہتھیلی کے اشارہ سے سلام کو یہودیوں کا اور انگلیوں کے اشارہ سے سلام کو نصاریٰ (عیسائیوں) کا سلام بتلایا گیا، اور اس سے پہلی روایت میں اس کے برعکس بتلایا گیا، دونوں میں فی الواقع کوئی تعارض نہیں، کیونکہ اصل مقصود یہ بتلانا ہے کہ یہود ونصاریٰ سلام کے اشارہ پر اکتفاء کرتے ہیں، خواہ ہتھیلی کے اشارہ پر اکتفاء کریں یا انگلی کے اشارہ پر اور ہمیں اس طرح سلام کرنے سے بچنا چاہیے، اور ہمیں زبان سے سلام کرنا چاہیے، پھر اگر زبان سے سلام کرنے کے ساتھ ساتھ کسی کے دُور ہونے کی وجہ سے اسے مطلع کرنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی کرنا پڑ جائے، تو اس کی ضرورت میں گنجائش ہے، اور اس میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، کیونکہ اصل سلام تو زبان سے کیا گیا، جس میں ان کی مخالفت ہوگئی، اور اشارہ بھی ضرورت کی وجہ سے کیا گیا، بلا ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان

غیر مسلموں اور کافروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں۔

ہم میں سے نہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اگر وہ غیر مسلموں کے کسی مذہبی شعار اور وضع کو اختیار کرتا ہے، تو وہ مسلمانوں سے خارج ہے، ورنہ کم از کم وہ ہمارے اسلامی تقاضوں پر چلنے والا نہیں۔

اور غیروں کا تشبہ اختیار کرنے کی وجہ سے خطرہ ہے کہ وہ قیامت کے دن مسلمانوں کے بجائے ان ہی کافروں کے ساتھ اٹھایا جائے، جن کا اس نے تشبہ اختیار کیا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ کے طریقہ پر سلام کرنے سے بھی منع فرما دیا۔

اور فرمایا کہ یہود و نصاریٰ زبان سے سلام کرنے کے بجائے صرف ہاتھ یا انگلیوں کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو اس طریقہ سے بچنا چاہیے، اور انہیں زبان سے سلام کرنا چاہیے۔ [1]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۵۰۲۴، کتاب الجهاد، باب فی الاقامة بارض

---

[1] أی لا تتشبهوا باليهود ولا بالنصارى زيد لا لزيادة التأكيد فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارى الإشارة بالأكف بفتح فضم جمع كف والمعنى لا تشبهوا بهم جميعا فی جميع أفعالهم خصوصا فی هاتين الخصلتين ولعلهم كانوا يكتفون فی السلام أورده أو فيهما بالإشارتين من غير نطق بلفظ السلام الذی هو سنة آدم وذريته من الأنبياء والأولياء وكأنه كوشف له أن بعض أمته يفعلون ذلك أو مثل ذلك من الانحناء أو مطأطأة الرأس أو الاكتفاء بلفظ السلام فقط ولقد رأيت فی المسجد الحرام واحدا من المتصوفة الداخلة فی سلك السالكين المرتاضين المتوكلين الزاهدين فی الدنيا المكتفی بإزار ورداء صائم الدهر لازم الاعتكاف ليس شیء عنده من أسباب الدنيا وهو على ذلك أكثر من أربعين سنة ثم اختار السكوت المطلق فی آخر العمر بحيث يكتفی فی رد السلام بإشارة الرأس مع أنه ما كان خاليا عن نوع معرفة ودوام تلاوة وحسن خلق وسخاوة نفس إلا أنه كان ما يرى أنه يطوف.

والله أعلم بالحال ويرحمنا وإياه فی المآل.

رواه الترمذی وقال إسناده ضعيف ولعل وجهه أنه من عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده وقد تقدم الخلاف فيه وأن المعتمد أن سنده حسن لا سيما وقد أسنده السيوطی فی الجامع الصغير إلى ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الإشكال (مرقاة المفاتيح، باب السلام)

الشرک، واللفظ لہٗ،المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۶۸۷۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مشرک کے ساتھ (ان کی مذہبی یا قومی رسم ورواج وعادت میں) موافقت کی، اوراس کے ساتھ رہائش اختیار کی، تو وہ اسی کے مثل ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اصل ممانعت تو کافروں کی مشابہت وموافقت اختیار کرنے کی تھی، لیکن کیونکہ ان کے ساتھ رہنا سہنا اور اٹھنا بیٹھنا، مختلف کاموں میں ان کی موافقت ومشابہت کا ذریعہ بن جاتا ہے، اوران کے اعمال اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا بھی باعث ہوتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ بلاضرورت رہائش اختیار کرنے سے بھی منع کردیا گیا۔ [2]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ مختلف طریقوں سے مروی ہے، چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح نقل کی ہے کہ:

قَالَ لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ وَلَا تُجَامِعُوهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِثْلُهُمْ(ترمذی ، ابواب السیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُقَامِ

---

[1] قال الالبانی:

و بالجملة ، فالحديث عندی حسن بمجموع الطريقين ، و لاسيما و قد مضى له شاهد بنحوه (السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۲۳۳۰)

[2] من جامع المشرك ای اجتمع معه فی دار او بلد ،والاحسن ان يقال معناه اجتمع معه ای اشترك فی الرسوم والعادة والهيئة والزی ، واما قوله وسكن معه علة ، ای سكناه معه ،صار علة لتوافقه فی الهيئة والزی والخصال، فانه مثله نقل فی الحاشية عن فتح الودود فانه مثله، ای يقارب ان يصير مثلاً له لتأثير الجوار والصحبة ،ويحتمل انه تغليظ (بذل المجهود جلد ۵ صفحه ۶۷ كتاب الجهاد، باب فی الاقامة بارض الشرك)

غیر مسلموں کے ملکوں وعلاقوں میں بلاضرورت رہائش اختیار کرنا منع ہے، لیکن اگر کسی ضرورت ومجبوری سے رہائش اختیار کرنی پڑے، تو ان کے طور وطریق سے بچنے کا اہتمام کرتے ہوئے، ضرورۃً رہائش اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔

(غیر مسلم ملک میں رہائش اختیار کرنے کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فقہی مقالات جلد ۱، صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۵)

بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مشرکوں کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو، اوران کی (کسی رسم ورواج میں) موافقت نہ کرو، پس جو شخص ان کے ساتھ رہا یا ان کی موافقت (ومشابہت) کی، تو وہ انہی کے مثل ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں اوراس سے پہلی روایت میں مشرکوں کے ساتھ رہنے سہنے اوران کی موافقت اختیار کرنے والے کوان کے مثل قرار دیا گیا ہے۔

اورامام طبرانی نے اس روایت کواس طرح روایت کیا ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":لا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ، وَلا تُجَامِعُوهُمْ، فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ ,فَهُوَ مِنْهُمْ "(المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۷۶۲،مسند البزار حديث نمبر ۴۵۶۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مشرکوں کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو، اوران کی (کسی مذہبی یا قومی رسم ورواج وعادت میں) موافقت نہ کرو، پس جو شخص ان کے ساتھ رہا یا ان کی موافقت (ومشابہت) اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہوگا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں مشرکوں کے ساتھ رہنے سہنے اوران کی موافقت اختیار کرنے والے کو مشرکوں میں سے قرار دیا گیا ہے۔

اورمستدرک حاکم وغیرہ میں اس طرح روایت ہے کہ:

لاَ تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ ، وَلا تُجَامِعُوهُمْ ، فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَلَيْسَ مِنَّا(مستدرک حاکم حديث نمبر ۲۶۲۷، السنن الكبرىٰ للبيهقى حديث نمبر ۱۸۸۸۶، باب الاسير يؤخذ عليه العهد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مشرکوں کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو، اوران

---

[1] وقال الحاكم:
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ و تعليق الذهبى قى التلخيص : على شرط البخارى ومسلم(حواله بالا)

کی (کسی رسم ورواج میں) موافقت نہ کرو، پس جو شخص ان کے ساتھ رہا یا ان کی موافقت (ومشابہت) اختیار کی، تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں مشرکوں کے ساتھ رہنے سہنے اور ان کی موافقت کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بعض روایات میں مشرکوں کے ساتھ رہنے سہنے اور ان کی موافقت اختیار کرنے والے کو ان کے مثل اور بعض روایات میں مشرکوں میں سے ہونے جبکہ بعض روایات میں ہم (یعنی مسلمانوں) میں سے نہ ہونے کا حکم لگایا گیا، مطلب سب کا ایک ہی ہے، کیونکہ ان میں سے ہونا ان کے جیسا ہونا بھی ہے، اور ایسا شخص ہم (یعنی مسلمانوں) میں سے بھی نہیں ہے، یعنی اس کا طریقہ مسلمانوں والا نہیں بلکہ مشرکوں والا ہے، اور اگر وہ مشرکوں کی کسی مذہبی وضع وشعار کو اختیار کرتا ہے، تو پھر وہ حقیقت میں ہی اسلام سے خارج اور ان ہی میں سے اور ان ہی جیسا ہے۔

مشرکوں کے طور وطریق کی مشابہت وموافقت اختیار کرنے سے ان کے ساتھ محبت اور دوستی پیدا ہوتی ہے، اور کافر کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور شیطان کے ولی ہیں، اور مسلمانوں کے ولی اللہ تعالیٰ ہیں، اور شیطان ان کا دشمن ہے، اس لیے مسلمانوں کو کافروں سے دوستی رکھنا ہرگز بھی درست نہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو مشرکوں وکافروں کی معاشرت ومخالطت اور ان کی مجالست سے دُور رہنا ضروری ہے، کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے مسلمانوں کے ایمان میں فتور وبگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] (من جامع المشرك) بالله والمراد الكافر ونص على الشرك لأنه الأغلب حينئذ (وسكن معه) أى فى ديار الكفر (فإنه مثله) أى من بعض الوجوه لأن الإقبال على عدو الله وموالاته توجب إعراضه عن الله ومن أعرض عنه تولاه الشيطان ونقله إلى الكفران قال الزمخشرى :وهذا أمر معقول فإن موالاة الولى وموالاة عدوه متنافيان قال :تود عدوى ثم تزعم أننى صديقك ليس النول عنك بعازب وفيه إبرام وإلزام بالتصلب فى مجانبة أعداء الله ومباعدتهم والتحرز عن مخالطتهم ومعاشرتهم (لا يتخذ المؤمنون الكافرين أولياء من دون المؤمنين) (آل عمران) والمؤمن أولى بموالاة المؤمن وإذا والى الكافر جره ذلك إلى تداعى ضعف إيمانه فزجر الشارع عن مخالطته بهذا التغليظ العظيم حسما لمادة الفساد (يا أيها الذين آمنوا إن تطيعوا الذين كفروا يردوكم على أعقابكم فتنقلبوا خاسرين) (آل عمران) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت جعفر فرماتے ہیں کہ ہم سے مالک بن دینار نے بیان کیا کہ:

أَوْحَى اللهُ إِلَى نَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ قُلْ لِقَوْمِكَ لَا تَدْخُلُوا مَدَاخِلَ أَعْدَائِيْ وَلَا تُطْعِمُوا مَطَاعِمَ أَعْدَائِيْ وَلَا تَلْبِسُوا مَلَابِسَ أَعْدَائِيْ وَلَا تَرْكَبُوا مَرَاكِبَ أَعْدَائِيْ فَتَكُوْنُوا أَعْدَائِيْ كَمَا هُمْ أَعْدَائِيْ (حلية الاولياء، الجزء الثاني، صفحه ۳۸۰، باب مالك بن دينار، الجواب الكافى لابن جوزى، فصل فلنرجع الى ما كنا فيه مما ذكرنا من ذكر دواء الداء الذى إن استمر أفسد دنيا العبد وآخرته الخ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں میں سے کسی نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولم يمنع من صلة أرحام من لهم من الكافرين ولا من مخالطتهم فى أمر الدنيا بغير سكنى فيما يجرى مجرى المعاملة من نحو بيع وشراء وأخذ وعطاء ليوالوا فى الدين أهل الدين ولا يضرهم أن يبارزوا من لا يجاريهم من الكافرين ذكره الحرالى ، وفى الزهد لأحمد عن ابن دينار أوحى الله إلى نبى من الأنبياء قل لقومك لا تدخلوا مداخل أعدائى ولا تلبسوا ملابس أعدائى ولا تركبوا مراكب أعدائى فتكونوا أعدائى كما هم أعدائى وقوله من جاء مع المشرك ظن بعضهم أن معناه أتى معه مناصرا وظهيرا فجاء فعل ماض ومع المشرك جار ومجرور وقال بعضهم :معناه نكح الشخص المشرك يعنى إذا أسلم فتأخرت عنه زوجته المشركة حتى بانت منه فحذر من وطئه إياها ويؤيده ما روى عن سمرة بن جندب مرفوعا لا تساكنوا المشركين ولا تجامعوهم فمن ساكنهم أو جامعهم فهو منهم وأفاد الخبر وجوب الهجرة أى على من عجز عن إظهار دينه وأمكنته بغير ضرر.

(تنبيه) قال ابن تيمية :المشابهة والمشاكلة فى الأمور الظاهرة توجب مشابهة ومشاكلة فى الأمور الباطنة والمشاركة فى الهدى الظاهر توجب مناسبة وائتلافا وإن بعد المكان والزمان وهذا أمر محسوس فمرافقتهم ومساكنتهم ولو قليلا سبب لوقوع ما مر واكتساب أخلاقهم التى هى ملعونة ولما كان مظنة الفساد خفى غير منضبط علق الحكم به وأدير التحريم عليه فمساكنتهم فى الظاهر سبب ومظنة لمشابهتهم فى الأخلاق والأفعال المذمومة بل فى نفس الاعتقادات فيصير مساكن الكفار مثله وأيضا المشاركة فى الظاهر تورث نوع مودة ومحبة وموالاة فى الباطن كما أن المحبة فى الباطن تورث المشابهة وهذا مما يشهد به الحس فإن الرجلين إذا كانا من بلد واجتمعا فى دار غربة كان بينهما من المودة والائتلاف أمر عظيم بموجب الطبع وإذا كانت المشابهة فى أمور دنيوية تورث المحبة والموالاة فكيف المشابهة فى الأمور الدينية ؟ فالموالاة للمشركين تنافى الإيمان(ومن يتولهم منكم فانه منهم)(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۸۶۱۳)

دیجیے، کہ میرے دشمنوں (یعنی کافروں) کے داخل ہونے کی جگہ (مثلاً ان کے عبادت خانوں، ان کے میلوں، تہواروں، اوران کے مخصوص رہائشی علاقوں میں) داخل مت ہو، اور میرے دشمنوں کے (مخصوص) کھانے مت کھاؤ، اور میرے دشمنوں کا (مخصوص) لباس مت پہنو، اور میرے دشمنوں کی (مخصوص) سواریوں پر سوار مت ہو، کیونکہ ایسا کرنے سے تم بھی میرے دشمن بن جاؤ گے، جس طرح کہ وہ میرے دشمن ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: قطع نظر اس بحث سے کہ یہ کون سے نبی کو حکم دیا گیا تھا، اوران کی شریعت کا حکم شریعتِ محمدی سے مختلف تھا وغیرہ وغیرہ، اس روایت میں کتنی وضاحت وصراحت کے ساتھ سب سے پہلے تو کافروں کو اللہ تعالیٰ کا دشمن بتلایا گیا، اور پھر ان کے مخصوص علاقوں وتہواروں، ان کے عبادت خانوں اور تقریبوں وغیرہ میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا، کیونکہ ان علاقوں میں کفر وشرک وغیرہ کے اثرات کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب وغصہ نازل ہوتا ہے۔

اوراس کے بعد کافروں کے مخصوص کھانوں (مثلاً ان کے ذبیحوں، ان کے مخصوص متبرک مذہبی قرار دیئے ہوئے کھانوں اوران کے قومی مطعومات وغیرہ) کے کھانے سے منع فرمایا گیا۔

اور پھر کافروں کے مخصوص لباس کے پہننے سے منع فرمایا گیا۔

اوراس کے بعد کافروں کی مخصوص سواریوں پر (جوان کی امتیازی علامت ہوں) سوار ہونے سے منع فرمایا گیا۔

اور رہنے سہنے، کھانے پینے، پہننے اور سواری کرنے میں فرداً فرداً ان کے مخصوص طریقوں کی مخالفت کا حکم فرما کر آخر میں ان کے ساتھ تشبہ کا انجام یہ بتلایا گیا کہ اس کی وجہ سے تم بھی ان کی طرح میرے دشمن سمجھے جاؤ گے۔

اس سے زیادہ سخت وعید اور کیا ہوسکتی ہے۔

خلاصہ اس روایت کا یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کے ساتھ تشبہ کا اختیار کرنا پسند نہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو کافروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔

جو چیزیں کافروں کا مذہبی شعار اور خاص مذہبی امتیاز ہوں یا کافروں کا قومی رواج ہوں، جیسے ان کے مذہبی عید وتہوار تو اس معاملہ میں شریعت نے ان کی مشابہت اور کسی بھی جہت سے ان کی مماثلت اختیار کرنے سے بہت سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

کیونکہ ایسی چیزوں میں ان کی تشبہ اختیار کرنا کم از کم گناہ اور بعض صورتوں میں کفر ہے (کذانی امدادالاحکام ج۱ص۲۸۶) [۱]

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداؤد، حديث نمبر ۹۵۹، كتاب الصلاة، صلاة العيدين، واللفظ لهٗ، نسائی حديث نمبر ۱۵۳۸، صلاة العيدين، مسند ابويعلىٰ الموصلى حديث نمبر ۳۷۳۸، مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۱۳۹۵، مشكل الآثار للطحاوی ،باب

---

[۱] فليس للمسلم أن يتشبه بهم لا فی أعيادهم ولا مواسمهم ولا فی عباداتهم . "لان الله تعالى شرف هذه الامة بخاتم الانبياء الذی شرع له الدين العظيم القويم الشامل الكامل الذی لو كان موسى بن عمران الذی أنزلت عليه التوراة وعيسى بن مريم الذی أنزل عليه الانجيل حيين لم يكن لهما شرع متبع بل لو كانا موجودين بل وكل الانبياء لما ساغ لواحد منهم أن يكون على غير هذه الشريعة المطهرة المشرفة المكرمة المعظمة فإذا كان الله تعالى قد من علينا بأن جعلنا من أتباع محمد صلى الله عليه وسلم فكيف يليق بنا أن نتشبه بقوم قد ضلوا من قبل، وأضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل قد بدلوا دينهم وحرفوه وأولوه حتى صار كأنه غير ما شرع لهم أولا (البداية والنهاية)

فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضى تحريم أبعاض ذلك، وقد يحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلک (فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير)

من تشبه بقوم فهو منهم يحمل على أنه يكون كافرا مثلهم إن تشبه بهم فيما هو كفر كتعظيم يوم عيدهم تبجيلا لدينهم، أو لبس شعارهم قاصدا الاستخفاف بالدين وإلا فإنه يكون آثما مثلهم فقط (المفصل فی شرح حديث من بدل دينه فاقتلوه لعلى بن نايف الشحود)

ماروی عن رسول اللہ ﷺ فی التقلیس فی الاعیاد، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۱۰۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر) مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینے کے لوگ (جن میں بہت سے لوگ پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکے تھے، سال میں) دو تہوار منایا کرتے تھے، اوران میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ:

یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے؟)

انھوں نے عرض کیا کہ: ہم جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج اب تک چل رہا ہے)

تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے تمہیں اِن دو تہواروں کے بدلے میں اِن سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) ایک عید الاضحیٰ کا دن، دوسرا عید الفطر کا دن‘‘ (ترجمہ ختم)

فائدہ: وہ دو دن جن میں مدینہ کے لوگ کھیل کود کیا کرتے تھے ان میں سے ایک کا نام ’’نیروز‘‘ (Nairooz) تھا اور دوسرے کا نام ’’مہرجان‘‘ (Mahrajan) تھا۔

نیروز دراصل فارسی کے ’’نوروز‘‘ سے عربی بنایا گیا ہے۔

وہ یہ تہوار اپنی مروجہ تاریخ والے سال کے شروع دن پر منایا کرتے تھے، اور ’’مہرجان‘‘، شمسی سال کے آغاز پر منایا کرتے تھے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ان تہواروں سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو تہوار عطا فرما دیے ہیں۔

آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ’’ان دو تہواروں کے بدلہ میں‘‘ تو اس سے اس بات کی وضاحت

فرمادی کہ اب ان تہواروں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں رہی، کیونکہ تبادلہ میں ایک چیز آ جاتی ہے، اور دوسری چیز چلی جاتی اور ختم ہو جاتی ہے۔ ؎

؎ (عن أنس قال قدم النبی ﷺ المدینة) أی من مکة بعد الهجرة (ولهم)قال الطیبی أی لأهل المدینة ولولا استدعاء الراجع من الحال أعنی ولهم لكانت لنا مندوحة عن التقدیر اه یعنی ولقلنا للأنصار أو للأصحاب (یومان یلعبون فیهما) وهما یوم النیروز ویوم المهرجان كذا قاله الشراح وفی القاموس النیروز أول یوم السنة معرب نوروز قدم إلی علی رضی الله عنه شیء من الحلاوی فسأل عنه فقالوا للنیروز فقال نیروزنا كل یوم وفی المهرجان قال مهرجاننا كل یوم اه والنوروز مشهور وهو أول یوم تتحول الشمس فیه إلی برج الحمل وهو أول السنة الشمسیة كما أن غرة شهر المحرم أول السنة القمریة وأما مهرجان فالظاهر بحكم مقابلته بالنیروز أن یكون أول یوم المیزان وهما یومان معتدلان فی الهواء لا حر ولا برد ویستوی فیهما اللیل والنهار فكان الحكماء المتقدمین المتعلقین بالهیئة اختاروهما للعید فی أیامهم وقلدهم أهل زمانهم لإعتقادهم بكمال عقول حكمائهم فجاء الأنبیاء وأبطلوا ما بنی علیه الحكماء (فقال ما هذان الیومان قالوا كنا نلعب فیهما) أی فی الیومین فی الجاهلیة أی فی زمن الجاهلیة قبل أیام الإسلام (فقال رسول الله ﷺ قد) للتحقیق (أبدلكم الله بهما خیرا) الباء هنا داخلة علی المتروک وهو الأفصح أی جعل لكم بدلا عنهما خیرا (منهما) أی فی الدنیا والأخری وخیرا لیست أفعل تفضیل إذ لا خیریة فی یومیهما(یوم الأضحی ویوم الفطر)وقدم الأضحی فإنه العید الأكبر قال الطیبی نهی عن اللعب والسرور فیهما أی فی النیروز والمهرجان وفیه نهایة من اللطف وأمر بالعبادة لأن السرور الحقیقی فیها قال الله تعالی قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فلیفرحوا قال المظهر فیه دلیل علی أن تعظیم النیروز والمهرجان وغیرهما أی من أعیاد الكفار منهی عنه قال أبو حفص الكبیر الحنفی من أهدی فی النیروز بیضة إلی مشرک تعظیما للیوم فقد كفر بالله تعالی وأحبط أعماله وقال القاضی أبو المحاسن الحسن بن منصور الحنفی من اشتری فیه شیئا لم یكن یشتریه فی غیره أو أهدی فیه هدیة إلی غیره فإن أراد بذلک تعظیم الیوم كما یعظمه الكفرة فقد كفر وإن أراد بالشراء التنعم والتنزه وبالاهداء التحاب جریا علی العادة لم یكن كفرا لكنه مكروه كراهة التشبه بالكفرة حینئذ فیحترز عنه اه وأما أهل مكة فیجعلون أیضا أیام دخول الكعبة عیدا ولیس داخلا فی النهی إلا أن یوم عاشوراء فیه تشبه بالخوارج باظهار السرور كما أن إظهار آثار الحزن من شیم الروافض وإن كان الثانی أهون من الأول ولكن الأولی تركهما فإنهما من البدع الشنیعة ظهرت فی أیام مناصب النواصب وزمان غلبة الشیعة وأهل مكة بحمد الله غافلون عنهما غیر عالمین بأحوالهما وشاركت الرافضة المجوسیة أیضا فی تعظیم النیروز معللین بأن فی مثل هذا الیوم قتل عثمان وتقررت الخلافة لعلی رضی الله عنهما وإنما ذكرت هذا مع ما فیه من الشناعة للإحتراز والاحتراس عن الشباهة قال ابن حجر قد وقع فی هذه الورطة أهل مصر ونحوهم فإن لمن بها من الیهود والنصاری تعظیما خارجا عن الحد فی أعیادهم وكثیر من أهلها ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضور ﷺ کے اس صاف ارشاد کے ہوتے ہوئے بعض مسلمانوں کا عیسائیوں، یہودیوں، یا ہندوؤں کے بعض مذہبی یا قومی تہوار منانا، اوران میں شرکت کرنا کتنا خطرناک کام ہے۔

اس قسم کی احادیث میں نظر کرتے ہوئے فقہاء و محدثین نے تو یہاں تک بھی فرمایا کہ غیر مسلموں کی مذہبی وقومی تقریبات اورمیلوں میں تماشہ بینی اور بلاسخت ضرورت خرید وفروخت کے لئے بھی جانا جائز نہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يوافقونهم على صور تلك التعظيمات كالتوسع فى المأكل والزينة على طبق ما يفعله الكفار ومن ثم أعلن النكير عليهم فى ذلك ابن الحاج المالكى فى مدخله وبين تلك الصور وكيفية موافقة المسلمين لهم فيها بل قال إن بعض علمائها قد تحكم عليه زوجته فى أن يفعل لها نظير ما يفعله الكفار فى أعيادهم فيطيعها ويفعل ذلك (رواه أبو داود) وسكت عليه هو والمنذرى ورواه الترمذى والنسائى أيضا ذكره ميرک(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح)

(قدمت المدينة ولأهل المدينة يومان يلعبون فيهما فى الجاهلية) هما يوم النيروزوالمهرجان (وإن الله تعالى قد أبدلكم بهما خيرا منهما يوم الفطر ويوم النحر) قال الطيبى :وهذا نهى عن اللعب والسرور فيهما وفيه نهاية من اللطف وأمر بالعبادة وأن السرور الحقيقى فيهما (قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا) قال مخرجه البيهقى :زاد الحسن فيه أما يوم الفطر فصلاة وصدقة وأما يوم الأضحى فصلاة ونسک قال المظهر :وفيه دليل على أن تعظيم يوم النيروز والمهرجان ونحوهما منهى عنه وقال أبو حفص الحنفى :من أهدى فيه بيضة لمشرک تعظيما لليوم كفر وكان السلف يكثرون فيه الاعتكاف بالمسجد وكان علقمة يقول اللهم إن هؤلاء اعتكفوا على كفرهم ونحن على إيماننا فاغفر لنا وقال المجد ابن تيمية :الحديث يفيد حرمة التشبه بهم فى أعيادهم لأنه لم يقرهما على العيدين الجاهليين ولا تركهم يلعبون فيهما على العادة وقال أبدلكم والإبدال يقتضى ترک المبدل منه إذ لا يجتمع بين البدل أو المبدل منه ولهذا لا تستعمل هذه العبارة إلا فى ترک اجتماعهما(فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير)

۱؎ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَالْإِعْطَاءُ بِاسْمِ النَّيْرُوزِ وَالْمِهْرَجَانِ لَا يَجُوزُ) أَيْ الْهَدَايَا بِاسْمِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ حَرَامٌ بَلْ كُفْرٌ وَقَالَ أَبُو حَفْصٍ الْكَبِيرُ رَحِمَهُ اللَّهُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا عَبَدَ اللَّهَ تَعَالَى خَمْسِينَ سَنَةً ثُمَّ جَاءَ يَوْمُ النَّيْرُوزِ وَأَهْدَى إلَى بَعْضِ الْمُشْرِكِينَ بَيْضَةً يُرِيدُ تَعْظِيمَ ذَلِکَ الْيَوْمِ فَقَدْ كَفَرَ وَحَبَطَ عَمَلُهُ وَقَالَ صَاحِبُ الْجَامِعِ الْأَصْغَرِ إذَا أَهْدَى يَوْمَ النَّيْرُوزِ إلَى مُسْلِمٍ آخَرَ وَلَمْ يُرِدْ بِهِ تَعْظِيمَ الْيَوْمِ وَلَكِنْ عَلَى مَا اعْتَادَهُ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَكْفُرُ وَلَكِنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ لَا يَفْعَلَ ذَلِکَ فِي ذَلِکَ الْيَوْمِ خَاصَّةً وَيَفْعَلُهُ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ لِكَيْ لَا يَكُونَ تَشْبِيهًا بِأُولَئِکَ الْقَوْمِ ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت سعید بن ابی سلمۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :اجْتَنِبُوْا أَعْدَاءَ اللَّهِ فِيْ عِيْدِهِمْ (السنن الكبرى للبيهقي حديث نمبر ۱۹۳۳۴، باب كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي كَنَائِسِهِمْ وَالتَّشَبُّهِ بِهِمْ يَوْمَ نَيْرُوزِهِمْ وَمِهْرَجَانِهِمْ)

ترجمہ: حضرت ابوسلمۃ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں (یعنی غیر مسلموں) کی عیدوں سے بچو (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد ہیں، جن کی بطورِ خاص اتباع کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کافر تو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر وشرک کرتے ہیں، اور اس کے دین کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا تم ان کی خوشی ومیلوں میں شرکت کرنے سے بچو۔

اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس روایت کو مزید تفصیل کے ساتھ اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ:

سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ :اجْتَنِبُوا أَعْدَاءَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى فِي عِيْدِهِمْ يَوْمَ جَمْعِهِمْ فَإِنَّ السَّخَطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ فَأَخْشَى أَنْ يُصِيْبَكُمْ وَلَا تَعْلَمُوْا بِطَانَتَهُمْ فَتَخَلَّقُوْا بِخُلُقِهِمْ "(شعب الإيمان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَقَالَ فِي الْجَامِعِ الْأَصْغَرِ رَجُلٌ اشْتَرَى يَوْمَ النَّيْرُوزِ شَيْئًا يَشْتَرِيهِ الْكَفَرَةُ مِنْهُ وَهُوَ لَمْ يَكُنْ يَشْتَرِيهِ قَبْلَ ذَلِكَ إنْ أَرَادَ بِهِ تَعْظِيمَ ذَلِكَ الْيَوْمِ كَمَا تُعَظِّمُهُ الْمُشْرِكُونَ كَفَرَ ، وَإِنْ أَرَادَ الْأَكْلَ وَالشُّرْبَ وَالتَّنَعُّمَ لَا يَكْفُرُ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق)

امداد الفتاویٰ میں ہے:

میلۂ پرستش گاہِ ہنود میں عموماً مسلمانوں کا جانا اور خصوصاً علماء کا جانا اور یہ بھی نہیں کہ ضرورتِ شدیدہ دنیاوی ہی ہو، محض سیر وتماشے کے لیے سخت ممنوع وقبیح ہے (امداد الفتاویٰ، جلد۴ صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰)

للبیهقی، حدیث نمبر ۹۳۸۵)

ترجمہ: حضرت ابوسلمۃ نے (خلیفۂ راشد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی یہود و نصاریٰ کی عیدوں سے بچو، جس دن کہ وہ لوگ جمع ہوتے ہیں، کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، مجھے خوف ہے کہ کہیں (ان کے ساتھ شرکت کرنے سے) تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کا غضب نہ پہنچ جائے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے اجتماعی، مذہبی یا قومی تہواروں وعیدوں کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کو ان سے بچنا اور دُور رہنا ضروری ہے؛ ورنہ ان کو بھی دنیا یا آخرت میں اللہ تعالیٰ کا غضب وغصہ پہنچنے کا خطرہ ہے۔

پس آج کل بعض مسلمانوں کا یہودیوں، عیسائیوں یا ہندوؤں کے بعض مذہبی یا قومی تہواروں اور عیدوں کو منانا اور ان میں شرکت کرنا کتنا غضب ناک عمل ہے۔

حضرت عطاء بن دینار ہذلی سے روایت ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ, قَالَ " :إِيَّاكُمْ وَمُوَاطَنَةَ الْأَعَاجِمِ, وَأَنْ تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي بِيَعِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ فَإِنَّ السَّخَطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ (شعب الإيمان للبيهقي)

ترجمہ: (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ:

تم عجمی (یعنی کافر) لوگوں کے ساتھ رہنے سہنے سے اور ان کے عید کے دنوں میں ان کے گرجوں میں داخل ہونے سے بچو، اس لیے کہ اُن پر (اللہ تعالیٰ کی) ناراضگی اُترتی ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ [1]

---

[1] وَقَدْ رَوَى البيهقى بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ فِي بَابِ كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ عِيدِهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ ؛ وَالتَّشَبُّهِ بِهِمْ يَوْمَ نيروزهم وَمَهْرَجَانِهِمْ -عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ :قَالَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ وَلَا تَدْخُلُوا عَلَى الْمُشْرِكِينَ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ فَإِنَّ السَّخَطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ "(مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيميه، ج۲۵ ص ۳۲۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت کافروں کے ساتھ بود و باش اختیار کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں۔

کیونکہ اس سے مسلمانوں کے اعمال واخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے، اور پھر ان کے مذہبی تہواروں کے موقع پر ان کی تقریبات میں شرکت کرنا اور بھی خطرناک ہے۔

کیونکہ ان کی مذہبی تقریبات کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، اور ان میں شریک ہونے والے کے لیے بھی اس غضب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

مَنْ بَنَى بِبِلَادِ الْأَعَاجِمِ وَصَنَعَ نَيْرُوْزَهُمْ وَمِهْرَجَانَهُمْ وَتَشَبَّهَ بِهِمْ حَتَّى يَمُوتَ وَهُوَ كَذَلِكَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجزية، باب كراهية الدخول، حديث نمبر ۱۹۳۳۵، واللفظ لهٗ؛ الكنى والأسماء للدولابي)

ترجمہ: جس نے عجمی (یعنی کافر) لوگوں کے شہروں میں گھر بنایا، اور ان کے نَیروز اور مہرجان (نامی تہواروں) کو منایا، اور ان کے ساتھ تشبہ اختیار کی، یہاں تک کہ وہ اسی حال میں فوت ہوگیا، تو وہ قیامت کے دن انہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عجمیوں سے مراد غیر مسلم ہیں اور یہ پہلے گزر چکا کہ غیر مسلموں کے ملک وعلاقہ میں بلاضرورت رہنا سہنا شرعاً پسندیدہ عمل نہیں، کیونکہ اس سے مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی حالت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

اور پھر غیر مسلموں کے عید وتہوار میں شرکت وشمولیت اختیار کرنا اور بھی بُرا ہے، کیونکہ یہ غیر مسلموں کے ساتھ ان کے مذہبی یا قومی عمل میں تشبہ اختیار کرنے میں داخل ہے۔

اور جو شخص غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ اختیار کرتا رہا، اور اللہ نہ کرے کہ اس کی سچی توبہ کرنے سے پہلے اسی حال میں موت واقع ہوگئی تو وہ قیامت کے دن غیر مسلموں کے ساتھ ہی اُٹھے گا۔

اندازہ لگائیے کہ غیر مسلموں کے مذہبی وقومی طور وطریقوں اور خاص کر ان کے تہواروں میں شرکت

کرنا ایمان کے لیے کتنا خطرناک عمل ہے۔ [1]

حضور ﷺ کا اگر کبھی عذاب یافتہ بستیوں کے مقام سے بھی گزر رہوا تو آپ وہاں سے تیزی سے گزر گئے، اور دوسروں کو بھی تیزی سے گزرنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ (بخاری، حدیث نمبر ۴۰۶۷)

ترجمہ: نبی ﷺ جب حجر (یعنی قومِ ثمود کے عذاب زدہ علاقہ) سے گزرے تو فرمایا کہ تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے رہائشی علاقوں میں داخل نہ ہوؤ، اس سے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچا تھا، مگر یہ کہ تم روتے ہوئے وہاں داخل ہوؤ (یا گزرو) پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر پر چادر ڈال لی، اور سواری کو تیز کر دیا، یہاں تک کہ آپ اس وادی سے آگے نکل گئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] وهذا عمر نهى عن تعلم لسانهم، وعن مجرد دخول الكنيسة عليهم يوم عيدهم، فكيف بفعل بعض أفعالهم أو بفعل ما هو من مقتضيات دينهم أليست موافقتهم فى العمل أعظم من الموافقة فى اللغة ؟ أو ليس عمل بعض أعمال عيدهم أعظم من مجرد الدخول عليهم فى عيدهم ؟

وإذا كان السخط ينزل عليهم يوم عيدهم بسبب عملهم ؛ فمن يشركهم فى العمل أو بعضه :أليس قد يعرض لعقوبة ذلک ؟

ثم قوله " :واجتنبوا أعداء الله فى عيدهم "أليس نهيا عن لقائهم والاجتماع بهم فيه ؟ فكيف بمن عمل عيدهم ؟

وأما عبد الله بن عمرو :)فصرح أنه " :من بنى ببلادهم ، وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت ؛ حشر معهم "وهذا يقتضى أنه جعله كافرا بمشاركتهم فى مجموع هذه الأمور، أو جعل ذلک من الكبائر الموجبة للنار، وإن كان الأول ظاهر لفظه، فتكون المشاركة فى بعض ذلک معصية ؛ لأنه لو لم يكن مؤثرا فى استحقاق العقوبة لم يجز جعله جزءا من المقتضى، إذ المباح لا يعاقب عليه، وليس الذم على بعض ذلک مشروطا ببعض؛ لأن أبعاض ما ذكره يقتضى الذم مفردا (اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ وَيُهَرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءِ

(بخاری، حدیث نمبر ۳۱۲۷)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حجر (یعنی قومِ صالح) کے علاقہ میں اُترے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ان کے کنوئیں سے نہ تو خود پانی پییں، اور نہ اس سے پانی حاصل کریں، صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے تو اس سے آٹا گوندھ لیا ہے، اور پانی کھینچ لیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس آٹا کو پھینک دینے اور پانی کو انڈیل دینے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

فائدہ: کافر ومشرک اللہ تعالیٰ کے دشمن ہوتے ہیں، اور ان پر کسی بھی وقت عذابِ الٰہی نازل ہوسکتا ہے، خصوصاً جس مقام پر وہ کفریہ وشرکیہ حرکات کرتے ہوں، اس لیے ان مواقع پر داخل ہونے سے بچنا چاہیے۔

دیکھیے! حضور ﷺ نے عذاب نازل شدہ مقام کے بارے میں کتنی سختی فرمائی، گزرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے، اور ضرورت میں وہاں پڑاؤ ڈالنا پڑا، تو اس جگہ کے پانی وغیرہ کے استعمال سے بھی بچنے کا حکم فرمایا۔

حضرت سعید سے روایت ہے کہ:

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّيْرُوْزِ فَكَرِهَهُ، وَقَالَ يُعَظِّمُونَهُ الْأَعَاجِمُ (الْمُصَنَّفُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے (کافروں کے) نیروز (تہوار) کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کو ناپسند قرار دیا، اور فرمایا کہ اس دن کی عجمی (یعنی کافر) لوگ تعظیم کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: غیر مسلموں کے مذہبی تہوار کے دن روزہ رکھنے میں اس دن کی تعظیم وتکریم اور ان کے ساتھ

تشبہ لازم آتا تھا،اس لیےاس دن روزہ رکھنا بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔

حضرت ہشام سے روایت ہے،وہ فرماتے ہیں:

سُئِلَ الْحَسَنُ ، عَنْ صَوْمِ يَوْمِ النَّيْرُوْزِ ، فَقَالَ :مَا لَكُمْ وَالنَّيْرُوْزَ ، وَلاَ تَلْتَفِتُوْا إِلَيْهِ فَإِنَّمَا هُوَ لِلْعَجَمِ (الْمُصَنَّفُ لِابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نیروز کے دن کے روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:تمہارا نیروز سے کیا تعلق؟تم اس دن کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہو،یہ تو عجمی (یعنی کافر) لوگوں کا تہوار ہے(ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت حسن کا مقصد یہ تھا کہ نیروز تو غیر مسلموں کا مذہبی تہوار اوران کی عبادت وتعظیم کا دن ہے،نہ کہ مسلمانوں کی عبادت وتعظیم کا دن،لہٰذا اس دن مسلمانوں کے روزہ رکھنے کا کیا مقصد ہے؟ مسلمانوں کوتو غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں کی طرف متوجہ ہی نہیں ہونا چاہیے۔

ان تمام احادیث وروایات کے مجموعہ سے غیر مسلموں اور کافروں کے مذہبی اور قومی رسوم ورواج اوران کےطور وطریقوں کواختیار کرنے کا ناجائز ہونا ثابت ہوگیا۔

اور خاص طور پر ان کےتہواروں کے موقع پر ان کی مذہبی یا قومی وضع وطریق کواختیار کرنے کا ایمان کے لیےخطرناک ہونا معلوم ہوگیا۔

اس لیے ہر مسلمان کوکافروں کےطور وطریقوں اوران کی وضع وتشبہ سے بچنا چاہیے۔

فقہاء ومحدثین نے تشبہ ومشابہت سے متعلق مختلف احادیث وروایات میں غور کرکے فرمایا کہ جو چیزیں کافروں کی مذہبی وضع ورسم اور مذہبی شعار ہوں (یعنی ان کے مذہب کی خاص علامت وپہچان) ہوں (جیسے صلیب لٹکانا) تو ایسے تشبہ کا اختیار کرنا حرام اورعام حالات میں باعثِ کفر ہے۔

اور جو چیزیں کافروں کی مذہبی وضع تو نہ ہوں،لیکن ان کی قومی وضع اوران کی عادت ورواج ہوں (مثلاً کھانے پینے اورلباس کےطریقے)اوران کے مقابلے میں مسلمانوں کی وضع وعادت ان سے الگ ہو۔

ان میں اپنے طریقوں کو چھوڑ کر کافروں کے طریقوں کو اختیار کرنا گناہ ہے (کذافی حیاۃ المسلمین، روح بستم وپنجم؛ امدادالاحکام ج۱ص۲۸۶) [۱]

پھر اگر کسی چیز میں تشبہ کے علاوہ کوئی دوسری خرابی یا گناہ بھی پایا جاتا ہو تو ایسی چیز میں اگر کسی وقت کافروں کے ساتھ تشبہ بھی نہ رہے، تب بھی وہ چیز گناہ رہتی ہے، مثلاً داڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھانا وغیرہ۔

اور اگر کسی عادت کی چیز میں تشبہ کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ وخرابی شامل نہیں تھی، لیکن وہ چیز کسی زمانے میں کافروں کی خصوصیت نہ رہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہنوں میں کافروں کا تصور قائم نہ ہوتا ہو، تو پھر یہ چیز تشبہ میں داخل نہیں رہے گی (کذافی حیاۃ المسلمین، روح بستم وپنجم)

---

[۱] البتہ عادات کے بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر ان کی مشابہت کا قصد وارادہ ہو تو مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر کافروں کی مشابہت کا قصد وارادہ نہیں ہے اور کسی دوسری مصلحت سے اس کو اختیار کیا ہے، تو مکروہِ تحریمی کے بجائے مکروہِ تنزیہی ہے، اور شاید اسی فرق کی وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے قصد کی صورت کو تشبہ (از بابِ تفعل) اور عدمِ قصد کی صورت کو، اس کے مقابلہ میں مشابہت (از بابِ مفاعلت) کا عنوان دیا ہے، یعنی تشبہ میں تکلف پایا جاتا ہے، جو ارادہ وقصد سے متحقق ہوتا ہے، اور مشابہت میں مسلم وکافر کے عمل میں نفسِ مشارکت پائی جاتی ہے (بلاقصد)

مگر چونکہ عوام الناس جواز کے حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں، اور ان کا عام طور پر قصد وارادہ تشبہ کا ہی ہوتا ہے، علاوہ ازیں قصد وارادہ امرِ مخفی ہے، اس پر مطلع ہونا متعذر رہے، اس لئے احتیاطاً وانتظاماً اس تشبہ بمعنیٰ مشابہت سے بھی منع کیا جاتا ہے، اور عام حالات میں قصد وارادہ کی تفصیل بیان کئے بغیر ممانعت کا ہی حکم بیان کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو، امدادالاحکام ج۱ص۲۸۶)

اور جو چیزیں نہ تو کافروں کی مذہبی وضع ہوں، اور نہ قومی وضع ہوں، اگرچہ ان کی ایجاد ہوں، اور وہ عام ضرورت کی چیزیں ہوں، جیسے گھڑی، حلال دواء، مختلف سواریاں، یا ضرورت کے بعض نئے آلات، جیسے ٹیلی فون وغیرہ، ان کو استعمال کرنا جائز ہے

اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں، خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں، خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں، ان کی وضع ومشابہت اختیار کرنا بھی گناہ ہے، اگرچہ اس کا گناہ کافروں کی وضع ومشابہت سے کم ہو، اور اسی طرح مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع ومشابہت اختیار کرنا گناہ ہے۔

پھر ان سب ناجائز وضعوں ومشابہتوں میں اگر پوری مشابہت اختیار کی جائے، تو زیادہ گناہ ہوگا اور اگر ادھوری اختیار کی جائے تو کم گناہ ہوگا۔

نیز یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی بُرائی کرے تو اس سے کفر لازم آجاتا ہے (ماخوذ از حیاۃ المسلمین، روح بستم وپنجم، ملخصاً)

ہم نے تشبہ ومشابہت کے مسئلہ کو مزید مدلل ومفصل انداز میں ایک الگ رسالہ ''تشبہ اور اسلام'' میں ذکر کیا ہے، مزید تفصیل کے لیے اس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ محمد رضوان

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پتنگ بازی اور ''بسنت''

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج مسلم قوم دین اور اسلام سے دوری کے جس موڑ پر کھڑی ہے اس کی حقیقت کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو شاید آج ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی بھی جرأت نہ ہو ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　　یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آج ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے غیر اسلامی و غیر شرعی رواج اور رسمیں ایجاد ہوگئی ہیں کہ جو نہ صرف آخرت کے اعتبار سے نقصان دہ اور گناہ ہیں بلکہ دنیا کے اعتبار سے بھی تباہ کن اور مہلک ہیں لیکن ہماری قوم ان رسموں میں اس طرح منہمک ہے کہ کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں خواہ ان کی خاطر کتنا ہی مال و دولت اور قیمتی اوقات ضائع نہ کرنے پڑیں اور کتنی ہی جان کیوں نہ کھپانی پڑے اور دین سے بھی محرومی ہو اور اس شعر کا مصداق ہی کیوں نہ بن جائیں۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم　　　نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

یوں تو مسلم قوم آج بے شمار معصیتوں اور گناہوں، منکرات وفواحش اور بے ہودہ و غیر اسلامی رسوم ورواج میں مبتلا ہے ان سب کو شمار کرنے کے لئے بڑے دفتر درکار ہیں۔

ہمارے معاشرے کی ان گندی اور گھناؤنی رسموں میں سے ایک رسم بسنت کی رسم یا بسنت کا تہوار ہے، جس میں آج ہماری قوم اپنی جان، مال، وقت اور تن، من دھن کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کر رہی بلکہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ غیروں کا نہیں ہمارا تہوار ہے۔

حالانکہ بسنت کی ابتداء اصلاً ہندوؤں کی طرف سے ایک خاص موقعہ پر ہوئی تھی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) اور قیام پاکستان سے پہلے بسنت کو عام سطح پر بھی ہندوؤں کا ہی تہوار سمجھا جاتا تھا،

لیکن بعد میں دیکھا دیکھی سادہ لوح مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ دیدہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس رسم کو اپنانا شروع کر دیا۔

پہلے تو یہ رسم کسی ایک شہر ہی تک محدود تھی، لیکن بڑھتے بڑھتے اب اس رسم کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اس رسم کو ہر بڑے شہر میں عمومی اور اجتماعی سطح پر منانا شروع کر دیا گیا ہے (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟)

اب صورتِ حال یہ ہے کہ بسنت کی تاریخ کا اعلان کرنے اور دیگر انتظامی امور انجام دینے کے لئے ملکی اور شہری سطح پر باقاعدہ اس کے لئے کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں۔

بڑے بڑے نام نہاد دانشور، سیاست دان، کھلاڑی، طلبہ، طالبات، صحافی، فلمی و غیر فلمی اداکار، موسیقی کے فنکار، مرد، عورتیں، امیر و غریب، چھوٹے بڑے بلاتفریق سب ہی بڑھ چڑھ کر کسی نہ کسی حیثیت سے اس میں حصہ لیتے ہیں، اور اپنے آپ کو ماڈرن کہلانے اور جدت پسند ظاہر کرنے کا مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔

امیر گھرانوں کی خواتین، سیاست دان اور بیوروکریٹ نعوذ باللہ شراب و کباب کی محفلیں سجا کر اہتمام کے ساتھ اس کا جشن مناتے ہیں۔

اس رسم میں شرکت کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کیا جاتا ہے۔

اور اس رسم کے لیے ایک دوسرے کی دعوتیں کی جاتی ہیں، بلکہ اس کے لئے باقاعدہ دعوت نامے جاری کئے جاتے ہیں۔

بڑے بڑے ہوٹلوں کی چھتیں اس کے لئے بک کرائی جاتی ہیں۔

کئی کئی دن پہلے گڈیوں کی خرید و فروخت کے لئے پتنگ فروشوں کی دوکانوں کے چکر لگانا شروع کر دیئے جاتے ہیں، جہاں ہر قسم کی رنگ برنگی اور نت نئی چھوٹی بڑی پتنگوں اور گڈیوں کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے، جن میں اعلیٰ، درمیانی اور ادنیٰ درجہ اور ہر طرح کی پتنگیں اور گڈیاں دستیاب ہوتی ہیں، بعض لوگوں کی طرف سے تو انسانی قد و قامت سے اونچی، مہنگی ترین گڈیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

نہ انہیں خریدنے اور بیچنے کو کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ اڑانے اور لوٹنے کو بلکہ اس کو خوشی منانے اور عید کی طرح کا ایک تہوار اور اپنی شان و شوکت بڑھانے کا ایک مہذب طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

بسنت کی رات میں اس قدر روشنی کا انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے کہ دن کا سماں محسوس ہوتا ہے۔

بڑے بڑے ڈیکوں کے ذریعہ موسیقی اور گانوں کی آواز سے ساری رات علاقہ کی فضاء کو مسموم رکھا جاتا ہے۔

لاؤڈ اسپیکر، آتش بازی، فائرنگ بگل شنکھ اور بو کاٹا کے نعروں سے کان پڑی سنائی نہیں دیتی۔

اونچی اونچی کئی منزلہ عمارتوں کی چھتوں پر چڑھ کر پتنگ بازی کا مقابلہ ہوتا ہے جس کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں اور دیگر عمارتوں کی چھتوں کو پہلے سے بک کرالیا جاتا ہے۔

پھر اس مقابلہ پر جوا لگایا جاتا ہے اور کھلے آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کو دعوت دی جاتی ہے۔

عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع اور بے پردگی کا بازار گرم ہوتا ہے۔

مختلف قسم کے رنگوں نقشوں اور گڈی پر بنی ہوئی تصاویر وغیرہ کے ذریعہ ''عشق بازی'' اور شریعت کی نظر میں ''فسق بازی'' کے مراسم اور تعلقات کو ہوا دی جاتی ہے۔

بعض اوقات اشتعال انگیز جملوں سے لڑائی اور قتل و غارت گری تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے، جدید ترین اسلحہ کے استعمال اور اندھا دھند فائرنگ سے مریضوں بوڑھوں اور بچوں کو تکلیف پہنچنا تو درکنار کئی موتیں تک واقع ہو جاتی ہیں یا بہت سے لوگ زخمی ہو جاتے ہیں۔

کٹی ہوئی گڈیاں اور ڈور لوٹنے کے چکر میں کئی انسانوں کی جانیں یا اعضاء ضائع ہو جاتے ہیں۔

اور راستوں، گزرگاہوں پر ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔

بعض بچے بلند و بالا عمارتوں کی چھتوں سے گر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا سخت زخمی ہو کر ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتے ہیں۔

پتنگ میں استعمال ہونے والی تیز ترین (پلاسٹک، لوہے کی تار یا دھاگے کی) ڈور سے انسانی اعضاء کٹ جاتے ہیں، بجلی کے تاروں سے ٹرانسفارمر جل جاتے ہیں اور پورا علاقہ اندھیرے میں ڈوب

جاتا ہے۔
بجلی منقطع ہوجانے سے مسجدوں میں وضواور گھروں میں پانی کے لئے شدید مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں۔
بار بار بجلی کے جھٹکوں سے لوگوں کے بلب پنکھے، موٹریں، فریج بلب اور دیگر مشینریاں و آلات جل جاتے ہیں۔
بجلی کی فراہمی بند ہونے سے کئی مریض آپریشن تھیٹر میں ادھوری حالت میں دم توڑ جاتے ہیں
شور وغل کی وجہ سے مسجدوں اور گھروں میں نماز پڑھنا اور ذکر و تلاوت کرنا محال ہوجاتا ہے، گھروں میں بوڑھوں، بچوں اور بیماروں کو آرام کرنا اور سونا دوبھر ہوجاتا ہے۔
ان تمام خرابیوں کے باوجود ذرائع ابلاغ بڑھ چڑھ کر اس کھیل کی پذیرائی میں حصہ لیتے ہیں، مثلاً یہ کہ ''بسنت روایتی جذبے اور عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا''
وغیرہ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانوں کی عقیدت و احترام کا اس سے کیا تعلق ہے؟

نماز روزے سے زیادہ اہتمام

زیادہ تر بسنت کی رسم میں پیش پیش وہ لوگ نظر آتے ہیں جنہیں نہ تو نماز کی پابندی کی توفیق ہوتی اور نہ ہی دوسرے فرائض ادا کرنے کی، ان کے پاس نہ تو صدقہ خیرات کی گنجائش نظر آتی اور نہ ہی کسی غریب کے نان شبینہ کا انتظام کرنے کی، نہ زکوٰۃ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی اور نہ ہی صدقۂ فطر نکالنے کی، ہزاروں بندگانِ خدا نماز، روزہ کی نعمت سے محروم ہیں زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی ادا نہیں کرتے، غریب نان شبینہ تک کے محتاج ہیں مگر اس کے باوجود بسنت کی وباء سے نہیں بچاتے۔

نماز روزے کے پابند ہوکر بھی اس رسم میں مبتلا ہیں

بعض لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو نماز روزے کی پابندی بھی کرتے ہیں بلکہ حج بھی کیے ہوئے ہوتے ہیں اور عمر کے اعتبار سے بھی بزرگ معلوم ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بسنت کی

رسم میں مبتلا ہیں، اوراس رسم کوانجام دینے سے نہ ان کے نماز روزے میں خلل واقع ہوتا اور نہ ہی حج ان کے لئے رکاوٹ بنتا اور نہ ہی ان کا صورت اور شکل اور عمر کے اعتبار سے بزرگ یا صاحبِ اولاد ہونا ان کے لئے شرم کا باعث ہوتا بلکہ کچھ منچلے تو ایسے بھی سننے میں آئے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کراس رسم کوانجام دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اس کا مصداق بن جاتے ہیں ؎

ہم تو ڈوبے تھے صنم تمہیں بھی لے ڈوبے

بسنت کے لیے شب بیداری

جن لوگوں کو عمر بھر بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ایک رات جاگنے کی توفیق نہیں ہوتی یہی لوگ بسنت کے موقع پر پوری پوری رات کھلے آسمان تلے گرمی اور سردی کی پرواہ کئے بغیر جاگ کر اور قیام کر کے گزار دیتے ہیں، ان لوگوں کو اس موقع پر نہ سردی کا خوف ہوتا اور نہ گرمی کا، نہ کمزوری اور بیماری کا اور نہ ہی کسی قسم کی مصروفیت کا، مگر جب اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کا معاملہ آتا ہے تو یہی لوگ مختلف قسم کے مذکورہ حیلے بہانے پیش کرنا شروع کردیتے ہیں۔

بسنت کی مروجہ رسم میں کئی بڑے بڑے گناہ اور حرام چیزیں جمع ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش ہیں:

کھیل تماشا اور غفلت

بسنت اور پتنگ بازی ایک ایسا کھیل اور تماشا ہے جس میں بہت زیادہ انہماک اور غفلت پائی جاتی ہے اور قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ایسی چیزوں کی ممانعت آئی ہے، جو ایسی غفلت کا باعث ہوں اور ان چیزوں کو مشرکوں کا طرزِ عمل بتلایا گیا ہے، اور بہت سی قوموں پر اسی کھیل کود کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سخت عذاب بھی نازل کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو سورہ اعراف آیت نمبر ۹۸)

کھیل کود کو زندگی کا مقصد بنانا کسی حال میں درست نہیں، ایسا کرنا دراصل انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا وآخرت کے خسارے کو دعوت دیتا ہے۔

غفلت ہی کو قرآن مجید میں جوئے اور شراب کے حرام ہونے کی وجہ بتلائی گئی ہے۔

بسنت کی رسم ایک نئی ایجاد

بسنت نام کی رسم کا قرآن وحدیث اور خیر القرون کے دور میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، کسی صحابی، تابعی، یا تبع تابعی نے اس رسم کو انجام نہیں دیا بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے، اس کو عید کے اسلامی تہواروں کی طرح سمجھنا سراسر دین میں زیادتی اور بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے (کمافی الحدیث)

بسنت غیر اسلامی تہوار

تاریخی حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بسنت بنیادی طور پر ہندوؤں اور غیر مسلموں کا تہوار تھا اور مسلمانوں کا اس سے دور کا بھی کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا، گذشتہ دوسو سالوں میں ہندو اِسے لاہور میں حقیقتِ رائے نامی شخص کے یومِ شہادت کے طور پر مناتے تھے، اس تہوار کا آغاز ہندوؤں کی طرف سے نبی ﷺ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کی یاد میں ہوا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (۱) پنجاب آخری مغل دورحکومت (Punjab Under the later last Mughals) مصنف: ہندومورخ جناب ڈاکٹر ایس۔ بی نجار (Dr.S.B. Nijjar) (۲) تاریخ گوردوارہ شہید گنج، مصنف: گیانی خزان سنگھ سابق لیکچرار اورینٹل کالج لاہور (۳) **ٹرانسفرمیشن آف سکھ ازم**، مصنف: ڈاکٹر سرگوکل چند نارنگ (۴) کتاب الہند، مصنف: علامہ ابوریحان البیرونی (۵) تفصیلی حوالہ جات کے لئے دیکھئے ''بسنت کیا ہے'' مطبوعہ: دارالافتاء والارشاد: ناظم آباد کراچی)

اور اسلامی نقطۂ نظر سے ہرگز گستاخِ رسول ﷺ کو شہید کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

افسوس کا مقام ہے کہ دشمنانِ اسلام کے تہوار کے لئے نام نہاد مسلمانوں نے بسنت کے نام پر اپنے تن من دھن کی قربانی لگا رکھی ہے۔

غور کرنا چاہئے کہ حشر کے دن بسنت منانے اور اس میں تعاون کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

اسلامی ملک میں تو غیر مسلموں کو بھی اپنے مذہبی تہواروں کو کھلے عام منانے کی شرعاً اجازت نہیں، تو

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خود مسلمانوں کا غیر مسلموں کے تہوار میں شریک ہونا اور اس کو خود سے انجام دینا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔

غیر مسلموں کے تہوار اور عیدوں میں شریک ہونے کے بارے میں کئی احادیث وروایات پہلے گزر چکی ہیں، جن میں کافروں اور مشرکوں کو اللہ کا دشمن فرما کر ان کے تہواروں میں شرکت سے منع فرمایا گیا ہے، اور ان میں شرکت وشمولیت پر سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

لہٰذا بسنت منانے والوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

بعض لوگ مروجہ بسنت کے بارے میں مختلف تاویلات کرتے ہیں مثلاً یہ کہ اس تہوار کا ہندوؤں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں یا یہ کہ ہندوؤں کے ہاں اس کے ساتھ دوسرے کام بھی کئے جاتے ہیں اور ہم وہ کام نہیں کرتے، یا یہ کہ اب یہ ہندوؤں کا تہوار نہیں رہا بلکہ مسلمانوں کا تہوار بن گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تاویلات کا جواب بھی اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوگیا دراصل یہ تاویلات بھی صرف اپنے آپ کو تسلی دینے اور اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے ہیں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان تاویلات کو پیش کر کے نجات ممکن نہیں۔

سیٹی اور تالی بجانا

بسنت کے موقع پر دوسرے ہنگاموں کے ساتھ بار بار سیٹی اور تالیاں بجا کر مزید اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دی جاتی ہے، جبکہ سیٹی اور تالی بجانے کو قرآن مجید میں مشرکوں کی عبادت قرار دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: سورہ انفال آیت ۳۵)

مال و دولت کا ضیاع

بسنت کی رسم میں پیسے کا بے جا اسراف ہے، ہر سال اس بے ہودہ رسم پر لاکھوں، کروڑوں روپیہ برباد کردیا جاتا ہے، اچھے سے اچھے کاغذ اور زیب وزینت اور بڑے بڑے سائز والی گڈیوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، بعض گڈیاں پانچ، پانچ، چھ، چھ سو روپے اور اس سے زیادہ قیمت کی بھی ہوتی

ہیں اسی طرح ڈور بھی مہنگی ہوتی ہے اور اسپیشل طور پر باہر کے ملکوں سے برآمد کی جاتی ہے، بسنت کی ایک رات میں بجلی کی بہت بڑی مقدار خرچ ہوجاتی ہے اور اس سے ملک وملت کی کوئی ترقی ظاہر نہیں ہوتی کئی مقامات پر بجلی کے ٹرانسفارمرز جل جاتے ہیں جوکہ سراسر فضول خرچی ہے اور فضول خرچی حرام ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

بے شک بے موقع (مال ودولت)اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں ،
اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے(بنی اسرائیل آیت ۲۷پ۱۵)

معلوم ہوا کہ فضول خرچی کا گناہ کرنے والے ان گناہوں میں شیاطین کے دوست اور تابعدار ہیں اور خطرہ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے جہنم میں شیاطین کے ہمراہ اوران کے ساتھی ہوں (العیاذ باللہ)(کذافی روح المعانی)

ایک حدیث میں ہے کہ لوگ قیامت کے دن مال کے بارے میں سوال ہونے سے پہلے اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹاسکیں گے (صحیح مسلم)

اس رسم کی وجہ سے لاکھوں روپیہ ضائع ہوکر ردی کی نظر ہوجاتا ہے نہ کوئی دین کا فائدہ ہوتا بلکہ الٹا نقصان ہی ہوتا ہے اور نہ دنیا کا کوئی فائدہ۔اگر یہی رقم غریبوں،مسکینوں، ناداروں، دینی مدرسوں اور رفاہی کاموں پر خرچ کی جائے تو کتنے تنگدست گھرانے خوشحال ہوجائیں ، بیمار تندرست ہوجائیں ،روزی کے محتاج برسر روزگار ہوجائیں ،جاہل علم کی دولت سے بہرہ ور ہوجائیں،اور دوسرے اجتماعی ضرورت کے کاموں کا انتظام ہوجائے۔

جان کا ضیاع

پتنگ بازی اور خاص طور پر بسنت کے موقع پر بے شمار قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے،چھت سے نیچے گر کر مرنے یا ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء ناکارہ اور ضائع ہونے کے واقعات کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ، پتنگ میں استعمال ہونے والی ،تانبے ودھات اور دوسری چیزوں سے تیار شدہ تیز ترین ڈور سے ذبح ہوکر یا بجلی کا کرنٹ لگ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور ہمیشہ کے لئے معذور ہوجانے

والے افراد اس کے علاوہ ہیں ، اسی طرح پتنگ اور ڈور لوٹنے کے دوران ٹریفک حادثات اور ایکسیڈنٹ سے کئی افراد اور بچے فوت یا زخمی ہو جاتے ہیں اور اپنے اختیار سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یا کوئی ایسا کام کرنا جو ہلاکت کا سبب بنے ایک طرح سے خودکشی کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۵)

ترجمہ: یعنی اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

اس کے برعکس پتنگ بازی کی خاطر فوت ہو جانے والے کے بارے میں منچلوں کا دعویٰ یہ ہے کہ:

''عاشق نے جان کا نذرانہ پیش کردیا''

تف ہے ان لوگوں کی گندی سوچ پر کیونکہ جان کا نذرانہ وقربانی تو اللہ تعالیٰ کے راستہ اور جہاد میں پیش کی جاتی ہے نہ کہ ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر۔

یہ دعویٰ تو دیوی اور دیوتاؤں کے پجاری کافر بھی اپنی دیوی اور دیوتاؤں کے نام پر بھینٹ چڑھانے کے بارے میں کرتے ہیں۔

جان کے نذرانے اور خودکشی کے درمیان اصل فیصلہ قیامت کے دن ہی ہوگا، جبکہ دوسری طرف یہی منچلے لوگ عیدالاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی کو فضول خرچی قرار دیتے اور اس سے جان چراتے نظر آتے ہیں۔

وقت کا ضیاع

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بہت تھوڑے وقت کے لئے ایک خاص مقصد کی غرض سے بھیجا ہے انسان کا اصلی سرمایہ اور رأس المال خود اس کا وقت ہے اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

پتنگ اور بسنت بازوں کا وقت جس بے دردی اور بے فکری کے ساتھ ضائع اور برباد ہوتا ہے اس کا اندازہ پوری طرح قیامت کے روز ہی ہوگا، جس دن ایک ایک لمحہ کا حساب ہو رہا ہوگا اور فضول وقت ضائع کرنے والوں کو حسرت اور کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جمعہ کی بے حرمتی

عموماً چھٹی کا دن سمجھ کر جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن پتنگ اڑانے اور خاص کر بسنت منانے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور عین جمعہ کی نماز کے وقت بھی بسنت کی ہنگامہ آرائی جاری رہتی ہے، یہ اور بھی غضب ناک بات ہے جمعہ کا دن اور اس کی رات تو اسلام میں عبادت کے لئے مخصوص تھے۔[1] مگر ان لفنگوں اور ملنگوں نے اس کا یہ حق ادا کیا کہ عبادت کی جگہ کافروں اور ہندوؤں کے تہوار کو دے دی، کیا قیامت کے روز اپنے مسلمان ہونے کا یہی ثبوت پیش کیا جائے گا؟

بعض لوگ عید کے دن پتنگ اڑاتے ہیں، یہ بھی گناہ در گناہ والا عمل ہے۔

ایذاءِ مسلم

بسنت منانے والے پڑوسیوں اور اہلِ علاقہ کے لوگوں کو تکلیف اور ایذاء پہنچانے کا بھی باعث ہوتے ہیں، ہوائی فائرنگ، موسیقی، نعرہ بازی، شور و شغب اور غیر ضروری روشنی کی وجہ سے بعض خواتین وحضرات پریشان اور نیند و آرام سے محروم رہتے ہیں، مریضوں کو آرام اور عبادت کرنے والوں کو اپنی عبادت میں خلل آتا ہے اور بے پردگی کی وجہ سے بعض لوگوں کو اپنے گھریلو معاملات میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، مسافروں اور راہگیروں کو اپنی منزل تک پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے اور کسی مسلمان کو بے جا تکلیف پہنچانا اسلام کی رو سے سخت گناہ کی بات ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ (بخاری، مسلم، ترمذی)

صحیح مسلمان وہی ہے جس کی زبان، ہاتھ (اور دوسرے اعضاء) سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے

---

[1] جمعۃ المبارک اور اس کی رات کی اہمیت وفضیلت معلوم کرنے کے لئے ہماری کتاب ''جمعۃُ المبارک کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

حق تلفی

عام طور پر پتنگ اور بسنت باز بغیر اجازت کے جہاں چاہیں چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اس کی چھت یا دیوار پر چڑھنا جائز نہیں، جس سے بعض اوقات دوسروں کے گھروں میں بھی نظر پڑتی ہے یہ مستقل گناہ ہے۔

پھر پتنگ اڑانے والوں میں سے ہر ایک کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کی پتنگ کو کاٹ کر اس کو نقصان پہنچائے۔

اسی طرح دوسروں کی پتنگ کو لوٹنے اور ڈور وغیرہ حاصل کرنے کا بھی معاملہ ہے، اور یہ تمام چیزیں دوسرے کی جانی یا مالی حق تلفی میں داخل اور گناہ ہیں۔

بے پردگی و بدنظری

بہت سے مواقع پر بسنت کے موقع پر عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور بے پردگی، بدنظری اور بے حیائی کا گناہ عام ہوتا ہے جس کو حدیث میں آنکھوں کا زنا بتلایا گیا ہے۔ [1]

ہر مسلمان بخوبی واقف ہے کہ نامحرم عورت یا مرد کو بلا کسی شدید شرعی ضرورت کے دیکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں بے راہ روی کی پہلی بنیاد نامحرموں کو دیکھنا ہے جس انسان کو نت نئی عورتوں کو مختلف انداز میں دیکھنے کی چاٹ لگ جاتی ہے وہ انسان رفتہ رفتہ تباہی کے راستہ پر نکل جاتا ہے۔

آتش بازی

بعض لوگوں کی طرف سے بسنت کے موقع پر آتش بازی کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔

اور آتش بازی کی رسم بھی بنیادی طور پر ہندوؤں کے مذہب سے لی گئی ہے۔

---

[1] عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي (مسند احمد مسند أبی یعلی الموصلی)

اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَهُ لَا مَحَالَةَ وَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ (مسند احمد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھراس کی زد میں آ کر بے شمار بچے اور بڑے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتے ہیں، اور قوم کا جو پیسہ برباد ہوتا ہے وہ الگ ہے، یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں آتش بازی میں اپنے مال کا ضائع کرنا ہے اور بے جا اسراف ہے، جو دنیا و آخرت میں خسارے کا ذریعہ ہے۔

موسیقی

بعض جگہ بسنت کے موقعہ پر بے ہودہ اور لچر موسیقی اور گانے بجانے کے مناظر سامنے آتے ہیں، بسنت باز پورے علاقہ اور فضاء کو موسیقی اور گانوں کی ملعون ومبغوض اور شیطانی آواز سے مکدر کر دیتے ہیں پتنگ اور بسنت کے موضوع پر مستقل گانے تیار کئے جا چکے ہیں اور اس موقع پر خاص قسم کا باجا ''بگل'' زیادہ استعمال کیا جاتا ہے جو کہ خاص ہندوؤں کی تہذیب اور مذہب کا حصہ ہے کیونکہ ان کے ہاں خاص موقعوں پر عبادت سمجھ کر اس کو بجایا جاتا ہے۔

اور اس کی آواز سراسر شیطانی آواز محسوس ہوتی ہے۔

پھر اس کے ساتھ ساتھ ناچ کر اور بھنگڑے ڈال کر رہی سہی کسر بھی پوری کر دی جاتی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ(ابو داؤد)

ترجمہ: گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے (ترجمہ ختم) [1]

تصویر کا گناہ

بہت سی پتنگوں میں مختلف جانوروں یا انسانوں کی تصویریں ہوتی ہیں، جن میں بہت سی تصویریں

---

[1] عن أبی وائل ، أنه دعی إلی ولیمة فرأی لعابین فخرج وقال : سمعت ابن مسعود یقول : الغناء ینبت النفاق فی القلب ، کما ینبت الماء البقل(الإبانة الکبری لابن بطة)
عَنِ ابْنِ مسعود رضی اللہ عنه قال ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ قال هو واللہ الغناء
هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ الإسناد ولم یخرجاه(الْمُسْتَرَکُ عَلَی الصَّحِیحَیْنِ)

عریاں اور نیم عریاں اور فحش انداز کی ہوتی ہیں۔

اللہ کی پناہ! ذرا سوچئے ایک تو خود پتنگ بازی اور بسنت کا گناہ پھر تصویر کا گناہ کس قدر غضبناک بات ہے، ان تصاویر کا کھینچنا، بنانا، چھاپنا، دیکھنا، پسند کرنا یہ سب چیزیں درجہ بدرجہ گناہ میں داخل ہیں۔

مقابلہ بازی

عموماً بسنت منانے والوں میں آپس میں اعلیٰ سے اعلیٰ پتنگیں اڑانے کا مقابلہ ہوتا ہے ہر شخص اس گناہ میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ اس کی زیادہ سے زیادہ تعریف ہو، گناہوں میں مقابلہ کرنا اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور دوڑ لگانا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور پھر اس گناہ پر فخر، دکھلاوا اور بڑائی اس گناہ کی سنگینی کو اور بڑھا دیتا ہے۔

بسنتی اور تحفہ تحائف

بعض لوگوں میں بسنت کے موقع پر ایک دوسرے کو تحفہ تحائف کا بھی نذرانہ پیش کیا جاتا ہے جس کو بسنتی کا نام دیا جاتا ہے اس موقع پر تحفہ تحائف پیش کرنا ایمان شکن معاملہ ہے۔

حکومت، والدین اور سرپرستوں کی مجرمانہ غفلت

شریعت کی طرف سے خصوصاً والدین اور سرپرستوں پر یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور ماتحت افراد کو گناہوں سے روکنے اور ان کی اصلاح کا اہتمام کریں۔

بطور خاص اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بزور طاقت گناہوں سے لوگوں کو باز رکھے، کیونکہ قیامت کے روز ان کے بارے میں بھی سوال اور کوتاہی پائے جانے پر مؤاخذہ ہوگا۔

بہت سے لوگ خود تو بڑے دین دار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند نظر آتے اور دوسرے گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ بسنت اور پتنگ بازی سے بھی پرہیز کرتے اور اس عمل کو گناہ بھی سمجھتے ہیں لیکن ان کی اولاد یا ماتحت افراد پتنگ بازی اور بسنت کی لعنت میں گرفتار ہیں، مگر ان کو اس لعنت سے

بچانے کی فکر نہیں، بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو اس رسم کے لئے رقم فراہم کرتے ہیں یا ان کے لئے اس رسم کو پورا کرنے کے واسطے راہ ہموار کرتے ہیں۔

اور بہت سے حکومت کے ذمہ داران خود اس رسم میں نہ صرف شریک ہوتے ہیں بلکہ اس کی سرپرستی بھی کرتے ہیں یہ اور بھی خطرناک طرزِ عمل ہے۔

بسنت میلہ دیکھنا

بسنت کے موقع پر بے شمار گناہ اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام ہو رہے ہوتے ہیں اور گناہ کے مواقع پر جانا یا اس میں کسی قسم کی شرکت کرنا بھی گناہ ہے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ایسی بستیوں کے کھنڈرات پر ہوا جن پر عذاب آیا تھا، حضور ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور سواری کو بہت تیز چلا کر اس مقام سے جلدی سے گزر گئے۔ [1]

جب سیدُ الاولین والآخرین، غضب والی جگہ سے بچنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو عوام کا کیا حشر ہوگا؟

سوچنا چاہئے کہ گناہوں کی وجہ سے اس وقت کوئی عذاب آگیا تو کیا نظارہ دیکھنے والے اس عذاب

---

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ(بخاری حدیث نمبر ۴۰۶۷)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُو زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ وَيُهَرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ وَيُرْوَى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَأَبِي الشُّمُوسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اعْتَجَنَ بِمَائِهِ(بخاری حدیث نمبر ۳۱۲۷)

سے بچ جائیں گے؟

اور جس طرح عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے اس کے علاوہ گناہ کے مواقع پر شریک ہونے سے گناہ گاروں کی رونق بڑھتی ہے اور ان کی رونق بڑھانا گناہ ہے، احادیث و روایات میں اس کی ممانعت آتی ہے۔

بسنت میلے میں شریک ہونے میں اس رسم منانے والوں کے ساتھ تشبہ ہے، اور تشبہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں شمار ہوگا (ابوداؤد، مسند احمد)

لہٰذا بسنت اور پتنگ بازی کے میلوں میں شریک ہونا جائز نہیں۔

بسنت منانے اور پتنگ بنانے کے لئے جگہ فراہم کرنا

بعض لوگ پتنگ سازوں اور پتنگ فروشوں کو اپنی دوکان و مکان وغیرہ کرایہ پر دیتے ہیں، یہ بھی شریعت کی نظر میں گناہ ہے کیونکہ اس میں گناہ کا تعاون پایا جاتا ہے اور گناہ کا تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔

بعض لوگ خاص بسنت منانے کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں اور عمارتوں کی چھتیں یا کھلی جگہیں کرایہ پر فراہم کرتے ہیں اس کا گناہ ہونا بھی واضح ہے۔

پتنگ بنانا اور اس کی خرید و فروخت

کیونکہ پتنگ و بسنت بازی ناجائز ہے اس لئے پتنگ کا بنانا اور بیچنا بھی ناجائز ہے اور اس کو بیچ کر جو پیسہ کمایا ہو وہ بھی ناجائز ہے۔ حلال آمدنی کے حق تعالیٰ نے دوسرے بے شمار ذرائع پیدا فرمائے ہیں ان سب کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرنا صحیح نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ہماری محنت کی کمائی ہے یہ کیسے ناجائز ہوسکتی ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ یہ شبہ تو ہر ناجائز محنت کرنے والا کرسکتا ہے جیسا کہ ایک چور نے کہا تھا کہ صاحب ہم تو زیادہ محنت کرتے ہیں وہ اس طرح کہ لوگ رات کو میٹھی نیند سوتے ہیں مگر ہم راحت اور نیند کو قربان کرکے

روزی کا انتظام کرتے ہیں۔

تو کیا چور کے یہ بات کہنے سے چوری کرنا جائز ہوگیا؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں، اس طرح یہاں پر بھی سمجھ لیجئے۔

چند تاویلات اور حیلے

اب تک کی گزشتہ تفصیل سے پتنگ بازی اور خاص کر بسنت کا ناجائز اور گناہ ہونا معلوم ہوگیا، اب اس رسم کے شوقین لوگوں کی طرف سے اپنے جواز کے لئے پیش کردہ چند تاویلات پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(۱)......بعض حلقوں سے یہ آواز سننے میں آتی رہتی ہے کہ:

موسمِ بہار کی آمد پر اظہارِ مسرت کی آزادی ہونی چاہئے کیونکہ موسمِ بہار قدرت کا نمونہ ہے لہٰذا یہ شکر کا ایک طریقہ ہے۔

مگر یاد رکھئے کہ موسمِ بہار کی آمد کے موقع پر مسلمانوں کا اپنا کوئی انداز اور کھیل نہیں ہے اور اگر ہندوؤں کا ہی کھیل اپنانا ضروری ہے تو ان لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس حیثیت سے اس سے زیادہ بہتر بظاہر ہولی کا تہوار ہے کیونکہ اس میں صرف ایک دوسرے پر ''رنگ افشانی'' ہوتی ہے ایک دوسرے کے لباس اور جسم پر رنگ ڈال کر اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے اس میں جانوں کا ضیاع نہیں صرف کپڑوں وغیرہ کا ضیاع ہوتا ہے اور مادی اعتبار سے بھی ہولی کا کھیل پتنگ بازی سے زیادہ سستا اور آسان ہے۔

بسنت اور پتنگ بازی کے حامیوں کو اس سستے اور آسان کھیل کی افادیت اور فلسفہ کی بھی راہ نکالنی چاہئے، کیونکہ بھرم کھلنے اور اسلام اور کفر کا دوقومی نظریہ پروان چڑھانے کی اس سے بہتر صورت شاید کوئی اور میسر نہ آئے، مگر عقل کے ماروں اور خواہشات کے پجاریوں سے یہ بھی بعید نہیں۔

(۲)......پتنگ بازی کے جواز کے بارے میں کچھ لوگوں کو یہ فرماتے بھی سنا گیا ہے کہ:

صاحب اس کے ساتھ ہزاروں افراد کی روزی وابستہ ہے اگر اس پر پابندی عائد کردی

گئی تو ہزاروں لوگ روزی سے محروم ہوجائیں گے۔

لیکن یہ دلیل بھی بالکل لچر ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ جناب چوری ڈکیتی، جوے اور نشہ آور اشیاء سے لاکھوں افراد کی روزی چل رہی ہے اور لاکھوں لوگ ان کے ذریعہ سے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔لہٰذا اگر اس کو شرعاً ناجائز اور قانوناً ممنوع اور جرم قرار دیا گیا تو بہت سے لوگ روزی سے محروم ہوجائیں گے۔

ظاہر ہے کہ اس دلیل کو کوئی بھی عقلمند، سیاست دان اور قانون دان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا تو بسنت جیسی رسم کو جو کہ اجتماعی طور پر معاشرے کے لئے مہلک اور ملک وملت کے لئے سخت نقصان دہ ہے کیسے روزی وابستہ ہونے کا ذریعہ خیال کیا جارہا ہے۔

پھر حکومت کی طرف سے ہر جائز کاروبار اور ذریعۂ معاش پر ٹیکس عائد کرنے میں بڑی مستعدی اور بہادری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہیں جنرل وغیر جنرل ٹیکس، کہیں پراپرٹی ٹیکس کہیں دوسرے قسم کے ٹیکس تو اگر حکومت پتنگ فروشوں اور پتنگ بازوں کے مہنگے کاروبار پر بھی مخصوص ٹیکس عائد کردے تو ملک کے ذخائر میں کافی اضافہ ہوکر ملک وملت کا اجتماعی بھلا ہوسکتا ہے۔

اس کو آزما کر دیکھ لیا جائے جلد ہی بہتر نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔

(۳)......بعض مہربانِ قوم کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ:

''بسنت موسمی تہوار ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں''

تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں ایسے لمحات بھی آنے شروع ہوگئے، جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اسلام تو ایک جامع دستور اور پوری زندگی کا جامع لائحہ عمل اور نصبُ العین پیش کرتا ہے۔

اسلام دوسرے مذہبوں کی طرح کوئی جز وقتی اور محدود مذہب نہیں۔

افسوس کہ ہم اپنے آفاقی مذہب کو جامع نظریۂ حیات سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔

کیا انہیں آقائے دوجہاں کا یہ فرمان یاد نہیں کہ ہمارے مذہبی تہوار صرف دو ہیں ایک عید الاضحیٰ دوسرے عید الفطر۔

(۴)......بعض لوگ یہاں تک بھی کہہ دیتے ہیں کہ:

بسنت آج کے دور میں ہماری تہذیب وثقافت اور کلچر کا حصہ بن گیا ہے

حالانکہ غیر قوموں اور مسلمانوں کی تہذیب وثقافت بالکل علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فہمِ سلیم عطا فرمائیں، اور بسنت و پتنگ بازی سمیت ہر قسم کے گناہوں اور خرافات سے بچ کر آخرت کے کاموں میں مشغول ہونے کی توفیق عطا فرمائیں، اور شیطانی چالبازیوں اور مکاریوں وحیلہ بازیوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپریل فول یا فرسٹ اپریل

مغرب کی اندھی تقلید نے ہمارے معاشرے میں جن بے شمار غیر اسلامی رسموں کو نہ صرف جنم دیا بلکہ ان کو پروان چڑھانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور پوری قوم کے اجتماعی دیوالیہ پن ہونے میں بھی اہم کردار ادا کیا یہاں تک کہ اپنے دین کے ساتھ بھونڈا مذاق بنانے تک پر مجبور کر دیا۔
ان میں سے ایک المناک اور شرمناک رسم ''اپریل فول'' یا ''فرسٹ اپریل'' کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔
اس ملعون رسم کے ذریعہ اپریل کی پہلی تاریخ میں جھوٹ کے پلندے باندھ کر دوسرے کو دھوکہ دینا، اسے بے وقوف بنانا اور انتہائی شاطرانہ وعیارانہ انداز میں سچ کا خول چڑھا کر اور خوبصورت لیبل لگا کر دوسرے کو نہ صرف تکلیف پہنچانا بلکہ دوسرے کی جان ومال تک سے کھیل جانا ہنرمندی اور عقلمندی سمجھا جاتا ہے، جو شخص جتنی صفائی، ڈھٹائی، چالاکی اور چابکدستی کے ساتھ دوسرے کو ظلم وستم کا نشانہ بنائے، اسے اتنا ہی بڑا پروٹوکول دیا جاتا اور فرسٹ اپریل سے صحیح اور ٹھیک ٹھیک فائدہ اٹھانے والا خیال کیا جاتا ہے۔
یہ بھونڈا انداق جسے دراصل مذاق کا بگاڑ کہنا چاہئے ایسا ہی ہے جیسا کہ پاخانے اور غلاظت کے اوپر چاندی کے ورق چڑھا کر کسی مٹھائی فروش کے خوبصورت شوکیس میں رکھ دیا جائے، جسے دیکھ کر دوسرے ناواقف لوگ عمدہ اور قیمتی حلوا و مالیدہ سمجھیں۔
ظاہر ہے کہ ایسے دھوکہ باز، عیار ومکار شخص کو جعل ساز اور فراڈیے وغیرہ جیسے بُرے القابات سے ہی نوازا جائے گا۔ یہی حال اپریل فول کا گورکھ دھندا کھیلنے والے گروگھنٹال افراد کا بھی ہے۔
اپریل فول کی رسم منانے والی مسلم قوم کے لئے اس سے زیادہ المیہ کی بات اور کیا ہوگی کہ وہ قوم جس

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کو اپریل فول جیسی عقل وشرع کا منہ چڑانے والی اور سراسر دجل وفریب اور کذب پر مبنی رسموں کو ختم کرنے اور مٹانے کے لئے پیدا کیا گیا تھا وہی قوم آج ان رسموں کی والی، وارث اور داعی بن بیٹھی ہے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

اس منحوس و بے ہودہ رسم کی بدولت اب تک دنیا میں نہ جانے کتنی قیمتی جانوں کا ضیاع ہو چکا ہے، کتنے گھر اُجڑ چکے ہیں، کتنے بچے یتیم ہو چکے ہیں، کتنی عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں، کتنے لوگوں کے قیمتی مالوں کا ضیاع ہو چکا ہے اور زندگی کے کتنے قیمتی اوقات اس فضول رسم کی خاطر پریشانی اور دوسروں کی تکلیف کی نذر ہو چکے ہیں۔

ایسے بے شمار واقعات اس مردود رسم کے نتیجہ میں رونما ہوئے ہیں، کسی مظلوم شخص کو ایسے سخت صدمے کی اطلاع دے دی گئی اور وہ اس صدمے کی تاب نہ لا کر ہارٹ فیل یا ہارٹ اٹیک کا شکار ہوا اور دنیا سے چل بسا، فرسٹ اپریل کو واقعی کوئی حادثہ ہوا اور گھر والوں کو اطلاع دی گئی مگر وہ بروقت نہ پہنچ سکے اور اپریل فول سمجھ کر یقین نہیں کیا، جس کے نتیجہ میں مریض اور حادثہ کا شکار دم توڑ گیا۔

کسی کے گھر اطلاع دی گئی کہ آپ کے ہاں فلاں فلاں مہمان کھانے پر پہنچ رہے ہیں گھر والوں نے کھانے کا سارا انتظام کیا اور بعد میں اپریل فول ہونا ظاہر ہوا جس کے نتیجہ میں سارا کھانا ضائع ہوا۔

کسی کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے فلاں قریبی عزیز کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور فلاں شہر یا فلاں جگہ ہسپتال میں داخل اور ایڈمٹ ہیں، گھر والے دور دراز کا سفر کر کے روتے پیٹتے وہاں پہنچے، سارا ہسپتال چھان مارا، اور تھک کر چور ہو گئے بعد میں معلوم ہوا کہ اپریل فول منانے والوں نے بھونڈا مذاق کر کے شیطانی رسم کا سہرا اپنے سر سجایا ہے۔

کسی کو دوسرے کے متعلق بھڑکا دیا گیا، جس کے نتیجے میں طلاق واقع ہو کر ہمیشہ کے لئے گھر اُجڑ گیا۔ دو خاندانوں میں بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی، رشتہ داروں میں قطع رحمی پیدا ہوگئی۔

اپریل فول کی رسم عقل کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ کئی خرابیوں اور کبیرہ گناہوں کا بھی مجموعہ

ہے، جن میں سے چند گناہ ذیل میں بتلائے جاتے ہیں۔

(۱)......جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا اپریل فول کی ملعون رسم کا پہلا رکن ہے سب جانتے ہیں کہ اس رسم کی بنیاد جھوٹ پر قائم ہے، جھوٹ کے سہارے پر ہی یہ رسم چلتی ہے اگر جھوٹ نہ بولا جائے تو اس رسم کا وجود ہی ختم ہو جائے۔

ایک حدیث میں جھوٹ بولنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے، اور یہ بھی ساتھ بتلایا گیا ہے کہ اگر چہ وہ شخص روزہ رکھے، نماز پڑھے اور اپنے بارے میں یہ سمجھے کہ میں صحیح مسلمان ہوں (مسلم)

اپریل فول منانے والے افراد سوچ لیں کہ وہ اس رسم کی زد میں آ کر کہیں نفاق کے مرض میں تو مبتلا نہیں ہو رہے؟

اور جھوٹ کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت فرمائی گئی ہے:

''لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ''

اپریل فول منانے والے اللہ تعالیٰ کی اس قرآنی لعنت کا شکار ہوتے ہیں اور جو جو حضرات بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں وہ بھی ان الفاظ کی تلاوت کر کے ان پر بار بار لعنت بھیجتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے رات میں لمبا خواب دیکھا جس میں یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ لوہے کے زنبور سے دوسرے شخص کے گال اور کلّے چیر رہا ہے اور چیرتے چیرتے گدی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسری طرف کے گال اور کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے۔

اتنے میں پہلا حصہ درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے اور یہ سلسلہ برابر چل رہا ہے۔

فرشتے نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ اس کو جھوٹ بولنے کی سزا دی جا رہی ہے (بخاری)

اپریل فول منانے والے یہاں دوسرے کو دھوکہ دے کر خوش ہوتے اور ہنستے ہیں اور کل قیامت کے دن اس کا مزہ چکھ لیں گے۔

اپریل فول کے بارے میں عام طور پر یہ تاویل کی جاتی ہے کہ ہم حقیقت میں جھوٹ نہیں بولتے بلکہ دوسرے کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور ایک رسم منانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

مگر یاد رکھئے کہ مذاق میں بھی دوسرے کے سامنے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں۔

یہاں تک کہ حضور ﷺ نے چھوٹے بچوں کو بہکانے پھسلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد و بیہقی)

گناہ کر کے اس میں تاویل کرنے اور اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ کی برائی ختم نہیں ہوجاتی بلکہ برقرار رہتی ہے، بلکہ بعض اوقات ایمان شکن معاملہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

آج کل بعض لوگ اپریل فول میں صریح جھوٹ بولنے اور دوسرے کو دھوکہ دینے کو گناہ نہیں سمجھتے بلکہ الٹا اس پر فخر کرتے اور اس میں اپنا کوئی کمال اور ہنر سمجھتے ہیں، جو کہ بہت سنگین جرم ہے۔

شریعت کے کسی واضح حرام حکم کا انکار کرنے اور کسی شرعی حکم کو حقیر اور بے وقعت سمجھنے سے ایمان سے محروم ہونے کا خدشہ ہے، جس کو شریعت کی زبان میں ''استحلالِ معصیت'' اور ''استخفافِ معاصی'' کہا جاتا ہے۔

(۲)......دھوکہ دہی

اپریل فول میں دوسری بڑی خرابی دوسرے کو دھوکہ دینے کی ہے جب اپریل فول کی رسم پوری کرتے وقت جھوٹ بولا جاتا ہے تو دوسرا شخص دھوکہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

اور جیسا کہ پہلے گزرا کہ اپریل فول میں پوری ڈھٹائی اور صفائی کے ساتھ جھوٹ بول کر دوسرے کو دھوکہ دینا بڑا ہنر و کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے دوسرے مسلمان کو دھوکہ دینا اپریل فول کا گویا کہ دوسرا بڑا رکن ہے اور یہ بھی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

''مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا'' (مسلم)

یعنی جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۳)......دوسرے کو تکلیف پہنچانا

اپریل فول میں تیسرا بڑا اور کبیرہ گناہ دوسرے کو تکلیف اور ایذا پہنچانے کا ہے۔
ظاہر ہے کہ جب جھوٹ بول کر دوسرے مسلمان کو دھوکہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس سے اسے جانی یا مالی تکلیف پہنچتی ہے۔
کسی کی جان چلی جاتی ہے یا مالی نقصان ہو جاتا ہے۔
یا کم از کم ذہنی تکلیف تو ضرور پہنچتی ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۸)

''بے شک جو لوگ ناحق ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور عورتوں کو، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا''

(۴)......دوسرے کے ساتھ خیانت اور حق تلفی

اپریل فول میں چوتھا گناہ دوسرے مسلمان کے ساتھ خیانت اور حق تلفی کرنے کا بھی پایا جاتا ہے
ایک حدیث میں ہے

كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی المعاریض، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۹۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲۸۸) [۱]

---

[۱] امام طبرانی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بھی اسے روایت کیا ہے۔
حدثنا الحسن بن علی المعمری، قال: حدثنا هشام بن خالد الدمشقی، قال: حدثنا الوليد بن مسلم، قال: حدثنا ثور بن يزيد، عن شريح عن جبير بن نفير، عن النواس بن سمعان الكلابی، قال: قال رسول الله ﷺ: كفى خيانة أن تحدث أخاك حديثا هو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھے حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو (ترجمہ ختم)

خیانت کرنے کو کئی احادیث میں منافق کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لک به مصدق وأنت به كاذب (طرق حديث من كذب على متعمدا للطبرانى حديث نمبر ۱۴۷)

وقال الهيثمى:

رواه أحمد عن شيخه عمر بن هارون وقد وثقه قتيبة وغيره وضعفه ابن معين وغيره وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۱۴۲)

وقال العراقى فى تخريج احاديث الاحياء:

أخرجه البخارى فى كتاب الأدب المفرد وأبو داوٗد من حديث سفيان بن أسيد وضعفه ابن عدى ورواه أحمد والطبرانى من حديث النواس بن سمعان بإسناد جيد (تخريج احاديث الاحياء تحت حديث رقم ۲۹۳۱)

قال الإمام النووى :

ما رويناه فى "سنن أبى داود "بإسناد فيه ضعف لكن لم يضعفه أبو داود ، فيقتضى أن يكون حسنا عنده كما سبق بيانه عن سفيان بن أسد -بفتح الهمزة -رضى الله عنه قال : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يقول " :كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثا هو لك به مصدق وأنت به كاذب (الأذكار ج ۱ ص ۲۶۲ ،باب التعريض والتورية،مطبوعة:دارابنِ حزم، بيروت)

وقال ابن حجر الهيثمى:

فمما جاء فى المنع خبر أبى داود بسند فيه ضعف لكنه لم يضعفه هو فيكون عنده حسناً على القاعدة فيما سكت عنه (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيثمى ج ۱ ص۱۰۶ ، مطبوعه:دارالفكر،بيروت)

وقال ابن حجر العسقلانى:

قال ابن منده غريب وذكر ابن عدى أن محمد بن ضبارة رواه عن أبيه متابعا لبقية ورواه يزيد بن شريح عن جبير بن نفير فقال عن النواس بن سمعان فالله أعلم (الاصابة فى تمييز الصحابة، باب السين بعدها الالف)

(۵)......غیر قوموں کی مشابہت

سب سے شرمناک اورالمناک خرابی اپریل فول میں یہ ہے کہ یہ رسم غیر قوموں کی ایجاد اور اسلامی نظریات سے متصادم ہے، اور کافروں وغیر مسلموں کے قومی طور وطریقوں کا اختیار کرنا ناجائز وگناہ ہے (جس کی تفصیل ہم نے پہلے عرض کر دی ہے)
اس کی تاریخی حیثیت کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے بہت اچھے انداز میں واضح کیا اور اس پر روشنی ڈالی ہے۔
چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”یہ رسم جس کی بنیاد جھوٹ ،دھوکے اور کسی بے گناہ کو بلا وجہ بیوقوف بنانے پر ہے، اخلاقی اعتبار سے تو جیسی کچھ ہے، ظاہر ہی ہے، لیکن اس کا تاریخی پہلو بھی ان لوگوں کے لئے انتہائی شرمناک ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقدس پر کسی بھی اعتبار سے ایمان رکھتے ہیں۔

اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟

اس بارے میں مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترہویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے ، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا تھا، اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا (برٹانیکا پندرھواں ایڈیشن ج ۸ ص ۲۹۲)

لہٰذا بعض مصنفین کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی ، اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا، اس لئے اس دن کو لوگ جشنِ مسرت منایا کرتے تھے اور اسی جشنِ مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے

اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشنِ مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پکڑ گیا۔

(انسائیکلوپیڈیا) برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔

لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا (برٹانیکا ج ۱ص ۴۹۶)

یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے اس نام نہاد ''مذاق'' کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے ''قدرت'' کی پیروی مقصود تھی، یا اُس سے انتقام لینا منظور تھا؟

ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلوپیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہے، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے وہ وجہ یہ ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، لوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

''اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) گرفتار کئے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں'' (لوقا ۲۲: ۶۳ تا ۶۵)

انجیلوں میں ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالتِ عالیہ میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے

گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا، پھر پیلاطس نے انہیں ہیروڈیس کی عدالت میں بھیج دیا، اور بالآخر ہیروڈیس نے دوبارہ فیصلے کے لئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیجا۔

لاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔

اپریل فول منانے کے نتیجے میں جس شخص کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اسے فرانسیسی زبان میں Poisson d'avril کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April Fish ہے ،یعنی اپریل کی مچھلی (برٹانیکا ج ا ص ۴۹۶)

گویا جس شخص کو بے وقوف بنایا گیا ہے وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی لیکن لاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ Poission کا لفظ جس کا ترجمہ ''مچھلی'' کیا گیا ہے درحقیقت اسی سے ملتے جلتے ایک اور فرانسیسی لفظ Posion کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی ''تکلیف پہنچانے''اور''عذاب دینے'' کے ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ رسم درحقیقت اس عذاب اور اذیت کی یاد دلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچائی گئی تھی۔

ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل Poisson کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے،لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے،جن کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ، مسیح ، اللہ، بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں (اس تفصیل کے لئے دیکھئے فرید وجدی کی عربی انسائیکلوپیڈیا،دائرۃ معارف القرآن ج ا ص ۲۱و۲۲)

گویا اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار رہے۔

اگر یہ بات درست ہے (لاروس وغیرہ نے اسے بڑے وثوق (اور اطمینان) کے ساتھ

درست قرار دیا ہے اور اس کے شواہد (دلائل) پیش کیئے ہیں) تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی ہوگی ، اور اس کا منشا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تضحیک (وتوہین) ہوگی۔

لیکن یہ بات حیرتناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لئے جاری کی اسے عیسائیوں نے کس طرح ٹھنڈے پیٹوں نہ صرف قبول کرلیا، بلکہ خود بھی اسے منانے اور رواج دینے میں شریک ہوگئے۔

اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عیسائی صاحبان اس رسم کی اصلیت سے واقف ہی نہ ہوں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کردیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائیوں کا مزاج و مذاق اس معاملے میں عجیب وغریب ہے، جس صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے خیال میں سولی دی گئی بظاہر قاعدے سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ ان کی نگاہ میں قابل نفرت ہوتی کہ اس کے ذریعے حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی اذیت دی گئی ،لیکن یہ عجیب بات ہے کہ عیسائی حضرات نے اسے مقدس قرار دینا شروع کردیا، اور آج وہ عیسائی مذہب میں تقدس کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔

لیکن مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ خواہ اپریل فول کی رسم وینس نامی دیوی کی طرف منسوب ہو یا اسے (معاذ اللہ) قدرت کے مذاق کا ردعمل کہا جائے ،یا حضرت مسیح علیہ السلام کے مذاق اڑانے کی یادگار ہر صورت میں اس رسم کا رشتہ کسی نہ کسی توہم پرستی یا کسی گستاخانہ نظریے یا واقعے سے جڑا ہوا ہے‘‘

(ماخوذ از ’’ذکر وفکر‘‘ صفحہ ٦٦ تا ٧٠)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین بلکہ دشمن اسلام قوموں کی مشابہت ہے، اور ایسے واقعہ کی یاد منانا ہے جس کی اصل یا تو بت پرستی ہے یا توہم پرستی یا پھر ایک پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے شمار ہوگا (ابوداؤد)

پس جو لوگ اپریل فول مناتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ قیامت کے دن یہود ونصاریٰ کی صف میں اٹھائے جائیں۔

غیر مسلموں اور کافروں کے قومی امور کو اختیار کرنے اور ان میں شرکت وتعاون کے سخت وبال کا باعث ہونے پر ہم نے متعدد احادیث وروایات پہلے ذکر کر دی ہیں، ان کو ملاحظہ کر لینا چاہئے۔

اس لئے تمام مسلمانوں کو نہ صرف فرسٹ اپریل کی اس رسمِ بد سے توبہ کرنی چاہئے، بلکہ حکمرانوں اور مقتدا لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ طاقت اور قانون کے ذریعہ سے اس رسم کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہر شر سے حفاظت فرمائیں۔

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہیپی نیوائیر یا نیوائیر نائٹ

اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے، اوراختتام ذوالحجہ کے مہینے پر ہوتا ہے۔

لیکن آج ہمارے مسلمانوں کے عام طبقہ اور خاص کر اکثر نوجوان نسل کو نہ تو یہ معلوم ہوتا کہ کون سا اسلامی سن چل رہا ہے، یا شروع ہو رہا ہے، اور کون سا ختم ہو رہا ہے، اور اسلامی سال کا آغاز کس مہینے پر ہوتا ہے اور اختتام کس مہینے پر ہوتا ہے، اور نہ ہی اسلامی مہینوں کے نام یاد ہوتے، اور اس سے بھی زیادہ قابلِ حیرت بات یہ ہے کہ اسلامی مہینوں کے ناموں کی زبان سے ادائیگی اور تلفظ بھی نہیں ہوتا، یعنی ان ناموں کا زبان سے صحیح تلفظ کرنے پر قادر ہی نہیں ہوتے۔

اور نہ ہی یہ علم ہوتا کہ اس وقت کون سا اسلامی مہینہ چل رہا ہے، اس مہینہ کی تاریخ کا علم ہونا تو دور کی بات۔

اور اس کے برعکس جب عیسوی سال و ماہ اور تاریخوں کا معاملہ اور سوال آتا ہے، تو مرد و عورت، بچے بوڑھے سب ہی اس سے آشنا اور واقف کار نظر آتے ہیں، اور ان کے طرزِ عمل سے لگتا ہے جیسا کہ انہوں نے ان ماہ و سال اور تاریخوں کو اپنے مذہب کی چیز سمجھا ہوا ہے۔

جبکہ یہ بات واضح ہے کہ عید و تہوار سمیت اسلامی احکام کا تعلق اسلامی مہینوں اور تاریخوں کے ساتھ ہی وابستہ ہے، عیسوی ماہ و سال کے ساتھ اسلام کا کوئی حکم وابستہ نہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کی مذکورہ حالت انتہائی افسوسناک طرزِ عمل ہے۔

خیر یہ سب کچھ تو اپنی جگہ ہے، اس سے آگے بڑھ کر حد یہ ہے کہ کافروں کی مذہبی و قومی رسوم و رواج میں بھی مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا ہے، اور نہ صرف ان میں شرکت و حصہ داری شروع کر دی ہے، بلکہ حیاء سوز حرکات و سکنات کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔

غیر مسلموں اور کافروں کے جو مذہبی یا قومی تہوار آج کل دنیا میں رائج ہیں، ان میں سے ایک تہوار عیسوی سال کے آغاز پر ''ہپی نیوائیر'' یا ''نیوائیر نائٹ'' ہے۔

عیسوی سال کا آغاز جنوری کے مہینہ سے ہوتا ہے۔

ہر عیسوی سال کے آغاز پر ہپی نیوایئر کے عنوان سے جنوری کے مہینہ میں یہ رسم منائی جاتی ہے، جس میں بعض علاقوں میں تعطیلِ عام ہوتی ہے، لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، اور کارڈ وغیرہ بھیجتے ہیں، اور اس کے علاوہ کئی حیا سوز حرکات ہوتی ہیں۔

ہم تاریخی اعتبار سے غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ زمانے میں نئے سال کا استقبال مختلف تاریخوں میں ہوتا رہا ہے، برطانیہ اور امریکا میں سترہویں صدی میں جنوری سے شروع ہونے والے کیلنڈر کو اختیار کیا گیا، چنانچہ جنوری کے پہلے دن کو نئے سال کے طور پر منایا جانے لگا، یہودی لوگ مخصوص کھانے پکانے کے ساتھ مذہبی تقریبات منعقد کرتے، جنوبی ایشیا کے لوگ پرندے آزاد کرتے، لیکن یہ ابتدائی بات تھی، انیسویں صدی کے شروع کی بات ہے کہ برطانیہ کی رائل نیوی کے جوانوں کا زیادہ حصہ تھکا دینے والے بحری سفروں میں گذرتا، تو وہ لوگ اپنی مستی کرنے اور تفریح پیدا کرنے کے لئے جہازوں کے اندر اپنی دلچسپی کا سامان پیدا کرتے رہتے۔

لیکن یہ مختصر تقریبات پورے سال پر تقسیم نہ ہوتیں، اس لئے یہ لوگ تقریبوں کا بہانہ تلاش کرتے رہتے تھے، کبھی ایک دوسرے کی سالگرہ مناتے، کبھی کتوں بلیوں اور گھروں کی سال گرہ کرتے، ویک اینڈ مناتے، ایسٹر اور کرسمس کا اہتمام کرتے۔

انہیں تقریبات کے دوران شیطان نے ایک نیا تصور واختراع ان کے ذہن میں ڈالا کہ نئے سال کی آمد پر بھی خوب تفریح ہونی چاہئے، لہٰذا 31 دسمبر کو جہاز کا سارا عملہ ایک جگہ اکٹھا ہوا، رات کو خوب شراب نوشی کا گھناؤنا کھیل کھیلا، ناچ گانا کیا اور ٹھیک بارہ بج کر ایک منٹ پر ایک دوسرے کو شراب ام الخبائث دی اور نئے سال کی مبارک باد دی۔

یہ نیوائیر نائٹ کا آغاز تھا۔

اگلے سال ستمبر اور اکتوبر میں نیوائیر نائٹ کا انتظار شروع ہوگیا، دسمبر آیا تو جونیئر افسروں نے اپنے

سینئر افسروں سے درخواست کی کہ ہم ایک لمبے زمانے سے اپنے گھروں سے دور ہیں، سمندر کی اکتاہٹ ہمیں خودکشی پر ابھار رہی ہے، اس لئے ہم نیوائیر نائٹ منانا چاہ رہے ہیں، اور ہمیں رقص کرنے کے لئے (فاحشہ) خواتین درکار ہیں، مہربانی فرما کر ہمیں اس نیوائیر نائٹ رات کے لئے ساحل سے انہیں لانے کی اجازت دی جائے۔

افسر اپنے ماتحتوں کی ضرورت سے واقف تھے، اوران کے ناپاک ذہنوں میں یہ گھناؤنی حیاسوز حرکت کوئی بری چیز نہیں تھی، چنانچہ انہوں نے اس کی اجازت دے دی، اس رات قریب ترین ساحل سے فاحشہ عورتوں کا بندوبست کر دیا گیا۔

پھر رفتہ رفتہ اس میں بتیاں گل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک سپاہی نے جہاز کے بجلی وروشنی کے نگران کو چند پیسوں کا لالچ دے کر کہا کہ جوں ہی رات کے بارہ بجیں، تو تم چند سیکنڈ کے لئے بتیاں گُل کر دینا، نگران نے اس کی بات پر عمل کیا، جوں ہی رات کے بارے بجے روشنیاں بجھ گئیں، موقع پر موجود تمام لوگوں کی چیخیں نکل گئیں، پھر اچانک روشنیاں جلیں اور روشنیاں گُل کرنے والے آفیسر نے تمام لوگوں کو ''Happy new year'' کہا، تمام افسروں اور ماتحتوں نے تالیاں بجا کر اس کا شکریہ ادا کیا، اگلے سال تمام لوگ روشنیاں گُل ہونے کا انتظار کرتے رہے، جوں ہی روشنیاں گُل ہوئیں، بے حیا اور بے غیرت مَردوں اور عورتوں نے اندھیرے میں حیاسوز حرکات کیں، اور بے حیائی کے اس تہوار کی بے غیرتی پر تکمیل ہوگئی۔

برٹش رائل نیوی(British Royal Navy) کے اس جہاز سے نیو ائیر نائٹ دوسرے جہازوں تک پہنچی، اور پھر وہاں سے ساحل پر ''ایناڈین'' شہر تھا، جس کے ساحل پر 1910ء میں پہلی نیوائیر نائٹ منائی گئی۔

اگلے سال ساحل پر خیمے لگ چکے تھے، عارضی ہوٹل قائم ہو چکے تھے، موسیقی اور شراب جیسے ملعون گناہوں کا وسیع انتظام تھا، اوران میں سینکڑوں فاحشہ عورتیں موجود تھیں، یہ نیوائیر نائٹ زیادہ کھلی ڈھلی اور بے حجاب تھی، اس کے بعد برٹش نیوی میں یہ رواج ہوگیا، نیوی کے جہاز نیوائیر نائٹ پر کسی قریب ترین ساحل پر رکتے اور یہ رسم مناتے، اور سفر پر روانہ ہو جاتے۔

یہ روایت جنگِ عظیم اول کے دوران بھی جاری رہی، جنگ ختم ہوئی تو نیوی کے یہ افسر اپنے سامان میں ''نیوائیر نائٹ'' بھی باندھ کر لے گئے، ان جوانوں، افسروں اور اہل کاروں کے ساتھ فحاشی اور بے حیائی کا یہ سامان شہروں میں منتقل ہوگیا، اور دنیا ایک نئے بے حیائی وفحاشی کی اس رسم کے دور میں داخل ہوگئی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نیوائیر نائٹ کی ایجاد شیطان اور اس کے حواری کافروں کی طرف سے انتہائی المناک بے حیائی کے ساتھ ہوا، اور یہ دراصل شیطانی اور کفریہ رسم ہے، جس کے ساتھ اسلام کا دور کا بھی رشتہ وتعلق نہیں۔

1980ء تک نیوائیر نائٹ کی تقریبات یورپ تک محدود تھیں، لیکن 1980ء کی دہائی میں اس مرض نے پھیلنا شروع کردیا، یہ مشرقِ بعید آیا اور پھر یہ برصغیر میں بھی جڑیں پکڑنے لگا۔

اور اس وقت دنیا کے سینکڑوں سے زیادہ ممالک میں نیوائیر نائٹ منائی جاتی ہے، اور ہزاروں شہروں میں اس عنوان سے فحاشی اور عریانی سے بھرپور تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔

پہلے تو نیوائیر نائٹ کا رواج صرف اونچے طبقے کے لوگوں میں تھا، لیکن اب متوسط اور چھوٹے طبقے میں بھی یہ رسم انجام دی جانے لگی ہے۔

نیوائیر کی تقریبات نے پوری دنیا کی ثقافت پر بے حیائی کے گہرے اثرات چھوڑے، اس کی فحاشی اور بے حجابی کے جراثیم آہستہ آہستہ نوجوان نسل کی اخلاقیات کو چاٹ رہے ہیں، جس سے بے حیائی، آوارگی اور جنسی بے راہ روی عام ہورہی ہے۔

اس رسم کی خاطر بے شمار مسلمان نوجوان بے حیائی میں مبتلا ہوکر اپنے ایمان کو برباد کرتے ہیں، یا کم از کم سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں پر آتش بازی، فائرنگ اور دیگر ایمان شکن اور حیاسوز افعال کے ساتھ نئے سال عیسوی کا استقبال کرتے ہیں، جس میں درجنوں افراد مرجاتے ہیں اور سینکڑوں زخمی ہوجاتے ہیں۔

اسلام نے تو جو کام فی نفسہ جائز اور مباح ہیں ان میں بھی بلاضرورت غیروں کے ساتھ مشابہت کو ناپسند قرار دیا ہے، تو پھر شرعاً عرفاً اور عقلاً جو رسم دیگر گناہوں کے کاموں پر مشتمل ہو، اور وہ کافروں

کی ایجاد اور شیطانی رسم ہو، اس کے ارتکاب کی مسلمان کے لئے کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟

احادیث وروایات میں کافروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے اوران کے مذہبی وقومی تہواروں وعیدوں میں شرکت کرنے پر کتنی سخت وعیدیں آئی ہیں کہ، کہیں یہ فرمایا گیا کہ کافروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے والے ہم میں سے نہیں، کہیں یہ فرمایا گیا کہ ان کے مثل ہیں، اور کہیں یہ فرمایا گیا کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔

اتنی سخت وعیدوں کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کا نیو ائیر نائٹ کی رسم منانا، یا اس میں کسی طرح شرکت کرنا کیسے روا ہوسکتا ہے۔

اس موقع پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینا، اور ایک دوسرے کو کارڈ بھجوانا بھی ناجائز ہے، اگر کوئی دوست کارڈ بھجوا بھی دے اور کوئی فتنہ لازم نہ آئے، تو اسے واپس کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

مبارک باد دراصل ایک دعا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خوشی کا جو موقع تمہیں حاصل ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا کریں۔

الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

اَلتَّھْنِئَۃُ مُسْتَحَبَّۃٌ فِی الْجُمْلَۃِ لِاَنَّھَا مُشَارَکَۃٌ بِالتَّبْرِیْکِ وَالدُّعَاءُ مِنَ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا یَسُرُّہٗ وَیُرْضِیْہِ وَلِمَا فِیْ ذَالِکَ مِنَ التَّوَادِّ وَالتَّرَاحُمِ وَالتَّعَاطُفِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ جَاءَ فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ ،تَھْنِئَۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلیٰ مَایَنَالُوْنَ مِنْ نَعِیْمٍ ،وَذَالِکَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ ”کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ“

وَالتَّھْنِئَۃُ تَکُوْنُ بِکُلِّ مَایُسِرُّوَیُسْعِدُ مِمَّا یُوَافِقُ شَرْعَ اللہِ تَعَالیٰ (الموسوعۃ الفقھیۃ جلد ۱۴، مادہ تھنئۃ)

ترجمہ: ”مبارک بادی (نیک واچھے کاموں میں) فی الجملۃ مستحب ہے، اس لیے کہ یہ برکت میں ایک دوسرے کو شریک کرنا ہے، اور ایک مسلمان کی طرف سے اُس کے مسلمان بھائی کے لیے اُس چیز میں دعا ہے جس چیز سے اُس کو خوشی حاصل ہو اور وہ

جس چیز سے راضی ہو، اور ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت ورحمت اور ہمدردی کا پہلو پایا جاتا ہے، اور مؤمنین کا اُن نعمتوں پر مبارک باد دینا جو وہ جنت میں پائیں گے، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مذکور ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (مرسلات آیت ۴۳)

اور مبارک بادی ہر اُس چیز کے ساتھ ہوتی ہے جو خوشی والی ہو اور نیک بخت ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو (گناہ والا کام نہ ہو) (ترجمہ ختم)

اور ظاہر ہے کہ کسی گناہ کے موقع یا غیر اسلامی تہوار پر مبارک باد دے کر اس کے لئے برکت کی دعا کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی اس رسمِ بد وملعون سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرسمس ڈے

گزشتہ چند سالوں سے دنیا بھر میں ہر سال 25 دسمبر کو کرسمس ڈے منانے کا رواج روز بروز بڑھ رہا ہے، کرسمس ڈے کے عنوان سے یہ رسم دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یومِ پیدائش کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے (اگرچہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی یقینی تاریخ معلوم نہیں)

کافروں وعیسائیوں کی طرف سے اس تقریب کی مختلف طریقوں سے تبلیغ وتشہیر کی جارہی ہے، جس سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ بھی متأثر ہورہا ہے، اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق اس میں شرکت کرکے اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ”کرسمس ڈے“ کا تصور کافروں کا ایجاد کردہ ہے، اس کی اللہ یا اس کے رسول نے تعلیم نہیں دی۔

پھر تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی عیسوی تک تو دنیا بھر میں کرسمس کا نام ونشان تک نہ تھا، چوتھی صدی کے شروع میں روم کے ایک پادری نے ایک مشعل فروخت کرنے والے سرمایہ دار کے ساتھ ساز باز کرکے اس کے کاروبار کو وسعت دینے کے لئے 25 دسمبر کو گرجا گھر میں موم بتیاں جلا کر لوگوں سے مخصوص طریقہ پر دعا کرائی، اور پہلا کرسمس ڈے منایا اور پھر اس دن سے موم بتیاں جلانے کا رواج چل پڑا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کرسمس ڈے پر روشنی کرنے کا آغاز ایک دنیوی غرض کی خاطر ہوا تھا، اور اس کا آغاز کرنے والوں کے پیشِ نظر دنیا کے کاروبار کو چمکانا اور مال ودولت کا بٹورنا تھا۔

پھر لوگ اس دن اچھے اچھے کھانے بنانے اور گرجا گھروں میں جا کر مذہبی گیت گانے کا بھی اہتمام

کرنے لگے، پھر رفتہ رفتہ یہ رسم دوسرے علاقوں میں پہنچی، جرمنوں نے اس دن ایک نئی رسم یہ ایجاد کی کہ وہ اس دن حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا السلام کا پورا واقعہ نعوذ باللہ ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے تھے، اسٹیج بنا کر اس پر ایک مصنوعی درخت لگایا جاتا جسے حضرت مریم علیہا السلام کا ساتھی بنا کر پیش کیا جاتا کہ وہ اپنی ساری تنہائی اس کے پاس بیٹھ کر گزار دیتیں، یوں کرسمس ٹری (یعنی کرسمس درخت) کی رسم وجود میں آئی، اور اس طرح اس میں مذہبی عنصر کو شامل کر دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ کرسمس کارڈوں کی بدعت بھی ایجاد ہوئی اور کرسمس ٹری بنا کر اس میں چھوٹے بڑے بلب نصب کئے جانے لگے، اور ایک دوسرے کو کرسمس کی مبارکباد کے کارڈ بھیجے جانے لگے، اور نئے دور کے تقاضوں کے مطابق کرسمس ٹری اور کرسمس کارڈ تجارتی کمپنیوں کے لئے ایک نفع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر گئے۔

پھر رفتہ رفتہ اس میں موسیقی کی لعنت اور پھر ناچ گانا اور آخر میں برائیوں کی جڑ شراب بھی اس میں شامل کر دی گئی، شراب داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ کرسمس کے دن لڑائی جھگڑے، آبرو ریزی وزیادتی اور قتل و غارت کے بے شمار واقعات وجود میں آتے اور رونما ہوتے ہیں۔

جبکہ 25 دسمبر کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ہونا ہی مشکوک ہے، پھر ساڑھے تین سو عیسوی سالوں تک اس کا نام ونشان نہیں ملتا، نیز اس موقع پر شراب نوشی اور کرسمس ٹری کی رسم کی عیسائی مذہب میں کوئی بنیاد نہیں، اور اسی لئے عیسائیوں کا ایک طبقہ بھی کرسمس ڈے منانے کو پسند نہیں کرتا۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان مغرب کی اندھی تقلید کر کے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے کرسمس ڈے منانا اور اس میں دوست و احباب کو کارڈ بھجوانا یا زبانی کلامی مبارکباد پیش کرنا انتہائی قبیح اور ناجائز حرکت ہے

اس موقع پر کافروں کو مبارک باد دینا ایک طرح سے ان کے مذہبی تہوار کو مبارک قرار دینا ہے، جس

کو اسلام کسی طرح پسند نہیں کرتا۔

کرسمس ڈے میں عیسائیوں کا مذہبی عنصر بھی شامل ہے، اور موجودہ حالات میں ان کا قومی تہوار ہونے میں تو شبہ نہیں۔

اور کافروں کے مذہبی یا قومی تہوار میں شرکت کرنا یا اس پر خوشی و مبارک ہونے کا اظہار کرنا اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

اور احادیث وروایات کی رُو سے ایسا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب وغصہ نازل ہونے کا خطرہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی سمجھ کو درست فرمائیں۔ آمین۔

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ویلنٹائن ڈے

یورپ کے کفریہ اور فحاشی سے بھرے ہوئے معاشرہ سے ایک رسم نے ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے جنم لیا، اور آہستہ آہستہ دنیا بھر کے لوگوں کو اس نے اپنی فحاشی کی آگ کی لپیٹ میں لے لیا۔

یہ رسم ہر سال فروری کے مہینہ میں 14 تاریخ کو منائی جاتی ہیں۔

اس رسم کا پورا پسِ منظر کیا ہے؟ اس سلسلہ میں تاریخ کے مطالعہ سے کئی قسم کی باتیں سامنے آتی ہیں۔

اور اس کی ابتداء سے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق اس دن کا تعلق قدیم بُت پرستوں (رومیوں) کے ایک دیوتا کے مشرکانہ تہوار سے ہے، یہ تہوار ہر سال فروری کے وسط میں منایا جاتا تھا، اس تہوار میں لڑکیاں بے حیائی کے خطوط لکھ کر ایک بہت بڑے گلدان میں ڈال دیتی تھیں، اس کے بعد اس لاٹری میں سے روم کے نوجوان لڑکے ان لڑکیوں کا انتخاب کرتے جن کے نام کا خط لاٹری میں ان کے ہاتھ آیا ہوتا، پھر وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں شادی سے پہلے ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ملاقاتیں کرتے۔

ویسبٹر ز فیملی انسائیکلو پیڈیا کے مطابق عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں نے اس مشہور بت پرستانہ رسم کو ختم کرنے کے بجائے اسے عیسائی لبادہ اوڑھانے کے لئے ایک پادری ''سینٹ ویلنٹائن'' کے تہوار میں بدل دیا۔

''سینٹ ویلنٹائن'' وہ پادری ہے جسے ''شاہ کلاڈیس'' نے اس جرم میں قتل کروا دیا تھا کہ وہ ایسے جوڑوں کی خفیہ طور پر شادیاں کروایا کرتا تھا، جنہیں شادیوں کی اجازت نہ تھی، سزا کے دوران قید کے زمانہ میں ویلنٹائن جیلر کی بیٹی پر عاشق ہو گیا، سزا پر عمل درآمد سے پہلے اس نے جیلر کی بیٹی کو

آخری خط لکھا، جس کے آخر میں دستخط کے طور پر ''فرام یور ویلنٹائن'' تحریر کیا۔

بعض تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ سینٹ (پادری) ویلن ٹائن نامی شخص کو 14 فروری کو عیسائی مذہب نہ چھوڑنے پر قتل کر دیا گیا تھا، اس کے اپنے عیسائی مذہب سے اتنا زیادہ تعلق اور لگاؤ ہونے کی وجہ سے کہ اس کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دی، عیسائی دنیا میں بہت زیادہ مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی اور عیسائی دنیا نے اپنے مذہب کی خاطر قربان ہونے والے شخص کی یادگار میں اس کے نام پر ہر سال اسی تاریخ کو ''ویلن ٹائن ڈے'' کے عنوان سے یادگار کے طور پر رسم منانا شروع کی۔

اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ اس ویلن ٹائن نامی پادری کو اپنے مذہب کی کسی راہبہ سے ناجائز لگاؤ وتعلق پیدا ہو گیا تھا اور اس لگاؤ وتعلق میں وہ کافی حد تک آگے بڑھ گیا تھا، جس کے نتیجہ میں اسے 14 فروری کو قتل کر دیا گیا تھا۔

لہٰذا بے حیائی کی اس داستان کو ہر سال تازہ کرنے کے لئے 14 فروری کو اس کے نام سے ''ویلن ٹائن ڈے'' کی رسم منائی جانے لگی، اور اس پادری کی نقل کرتے ہوئے فحاشی کی دلدادہ دنیا نے ہر سال اس تاریخ کو نامحرموں کے لئے تحفے تحائف بھیجنے اور ان کے لئے طرح طرح کی فحاشی والی حرکتیں کرنا شروع کیں۔

بعض لوگ اس دن کو رومیوں کے محبت کے دیوتا ''کیوپڈ'' سے متعلق سمجھتے ہیں، اس کے بارے میں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں میں تیر مار کر انہیں عشق میں مبتلا کرتا ہے، ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اس کی ماں (محبت کی دیوی ''Venus'') کا پسندیدہ پھول گلاب ہے۔

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس رسم کی بنیاد یا تو غیر مسلموں اور کافروں کے مذہبی خیالات پر قائم ہے، اور یا پھر بے حیائی اور شیطانی عمل کے ساتھ اس کا رشتہ قائم ہے۔

مگر افسوس کہ بہت سے مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں، اور وہ اس رسم میں شوق وذوق سے شرکت کرتے ہیں۔

سرخ کپڑے پہننا، ویلنٹائن کارڈ، سرخ گلاب اور چاکلیٹوں کے تحائف بھیجنا ان نوجوانوں کا معمول بنتا جا رہا ہے۔

ذرائع ابلاغ اس کے فروغ میں ملوث ہیں، کالج اور یونیورسٹیاں حتیٰ کہ بعض اسکول بھی اس موقع پر مخلوط پارٹیوں کا انتظام کرواتے ہیں، بے حیائی اور فحاشی کی اس دوڑ میں اپنے مذہب، تہذیب اور اخلاقیات کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، محبت انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اسی لئے اسلام نے محبت کرنے سے روکا نہیں، البتہ اس کی حدود و قیود بتائی ہیں اور اس کے طریقے بتائے ہیں، محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، اور ان کے ارشادات کے تحت والد، والدہ، بھائیوں، بہنوں، بیوی، اولاد اور نیک لوگوں سے ہو۔

اسلامی تعلیمات کے ہوتے ہوئے غیروں کی نقل کرنا اور پھر اس سے آگے بڑھ کر بے حیائی و فحاشی میں حصہ لینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا، اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ ویلنٹائن ڈے کا تعلق مشرکانہ اور بت پرستانہ عقیدہ کے ساتھ ہونے کے علاوہ فحاشی، عریانی وغیرہ کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے، بلکہ اس دور میں اس کا بنیادی رکن بے حیائی و فحاشی ہے۔

اور اس بات میں شبہ نہیں کہ یا تو اس رسم کا عیسائی مذہب کے ساتھ گہرا رشتہ اور تعلق قائم ہے، اور یا فحاشی اور ناجائز تعلقات سے اس کی نسبت قائم ہے، اور بہر صورت اس رسم کا اسلام سے دور کا بھی رشتہ نہیں، اور اس کے ناجائز ہونے میں کوئی تردد و شبہ نہیں، لہٰذا ویلنٹائن ڈے منانا اور اس پر تحائف وغیرہ بھجوانا، مبارک باد پیش کرنا، مخصوص کپڑے پہننا، بے حیائی کے کاموں میں بلکہ کسی بھی حیثیت سے اس رسم میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برتھ ڈے یا سالگرہ

سالگرہ جسے عیسوی زبان میں برتھ ڈے منانا کہتے ہیں، اور اس کو بعض مسلمان بھی بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں، یہ رسم بھی عیسائیت ہی کی مرہون منت ہے، عیسائیوں کی قدیم ثقافت میں یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کے پیدائشی دن (Birth Day) میں شیطانی بدروحیں حاضر ہوتی ہیں، اس لئے اس دن خوب ہلا گلا اور شور شرابا ہوتا کہ یہ بدروحیں بھاگ جائیں، لہٰذا اس دن گھر والے جمع ہوتے، کھانوں کا انتظام کرتے اور خوب شور مچاتے، رفتہ رفتہ اس میں ترقی ہوئی اور تحفے تحائف پیش کرنا اور مہمانوں کا بلانا باعثِ عزت وافتخار سمجھا جانے لگا۔ پھول، تحفے، تقریبات یہ سب کچھ زمانہ گزرنے کے ساتھ رواج پانے لگا۔

پھر ایک زمانہ آیا کہ کیک کاٹنے اور اس پر شمع روشن کرنے کی رسم بھی شروع ہوگئی۔

شمع روشن کرنے کے بارے میں بعض کا خیال ہے کہ یہ اس عقیدے کی بنا پر روشن کی جاتی ہے؛ کہ آسمان کا دیوتا اس کی وجہ سے برکت نازل کرتا ہے، اور پھر شمعوں کو پھونک مار کر بجھانے کی بدعت شروع ہوئی، اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جاتا کہ ایک ہی سانس میں ساری شمعوں کو بجھانا اچھی قسمت لاتا ہے۔

اس رسمِ بد کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

کیونکہ اولاً تو یہ کافروں کی ایجاد اور ان کا مذہبی یا قومی رواج ہے، اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے، احادیثِ مبارکہ میں غیروں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

دوسرے اس میں اور بھی کئی خرابیاں ہیں، مثلاً اس رسم میں انجام دی جانے والی چیزوں کی ایجاد میں فاسد اور غیر اسلامی عقائد وخیالات اور کافروں کی نقالی وغیرہ۔ اس لئے سالگرہ یا برتھ ڈے منانا،

کیک کاٹنا، شمعیں روشن کرنا، اورانہیں خاص طرح سے بجھانا، اس پر تحفے تحائف دینا اور لینا سب خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔

اسلامی تعلیمات کا تقاضا تو یہ ہے کہ زندگی کے قیمتی لمحات گزرنے اور ایک سال پورا ہونے پر انسان کو اپنا احتساب کرنا چاہیئے، نہ یہ کہ اس موقع پر شور وشرابا اور بے سروپا بلکہ کافروں کی ایجاد کردہ حرکات انجام دی جائیں۔

فقط

محمد رضوان

۲/صفرالمظفر /۱۴۳۰ھ،29 /جنوری/2009ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی

ماہِ جمادی الاولیٰ کے چند اہم تاریخی واقعات

(مرتب: مولانا طارق محمود: ادارہ غفران، راولپنڈی)

پہلی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱ ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی (''عہد نبوت کے ماہ وسال''، ص۱۳۴، تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ، ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ)

ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے پہلے انصاری بچے آپ ہی تھے (مہاجرین میں ہجرت کے بعد پہلے پیدا ہونے والے بچے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے)

آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے، پہلے دمشق کے قاضی اور پھر یمن کے امیر اور اس کے بعد کوفہ کے امیر رہے۔

یزید نے انہیں ''حمص'' کا گورنر مقرر کیا تھا، ۶۵ ھ میں شہید ہوئے ''الاصابہ ج۶ حرف النون میں ۲ھ کے شروع میں ان کی ولادت بیان کی گئی ہے'' (صحابہ انسائیکلوپیڈیا ص۹۲۶)

(۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲ ھ: میں غزوۂ عشیرہ ہوا، اس مرتبہ بھی آپ ﷺ کفار کی اقتصادی میدان میں کمر کمزور کرنے کے لئے کفار کے تجارتی قافلے (جو کہ شام سے مکہ جا رہا تھا) کے تعاقب میں ۱۵۰ کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے، اور آپ ﷺ نے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔

عشیرہ کے مقام تک تعاقب (پیچھا) کیا، مگر قافلہ بہت آگے نکل چکا تھا، چنانچہ بغیر جنگ کے واپسی ہوئی۔

البتہ اس موقع پر بنی مدلج اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت کا معاہدہ طے پایا (بخاری، غزوات النبی ص۶۳، عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۶۷)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۳ ھ: میں غزوۂ بنی سلیم واقع ہوا (تقویمِ تاریخی ص۱)

آپ ﷺ تقریباً ۲۵۰ صحابۂ کرام کے ساتھ بنوسلیم نامی قبیلہ کے لوگوں کی سرکوبی کے لئے نکلے ،ادھر بنوسلیم کو جب اطلاع ہوئی تو منتشر ہوکر بھاگ گئے،اس موقعہ پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی:

''کَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْباً ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' (سورة الحشر پارہ ۲۸)

یعنی ان لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوتے ہیں (جو دنیا میں بھی) اپنے کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں،اور (آخرت میں بھی) ان کے لئے دردناک عذاب (ہونے ولا) ہے۔

(بیان القرآن،عہد نبوت کے ماہ وسال ص۲۷،غزوات النبی ۱۸۵ ''وفی البدایۃ ۲من الہجرۃ ج۳'')

(۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۳ ھ: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، جو آپ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے،ان کی وفات کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ ماردی تھی،جس کے زخم کے اثر سے کچھ روز بعد انتقال ہوا،جنازہ آپ ﷺ نے پڑھایا،اور قبر میں مرحوم کے والد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اتارا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۶۸)

(۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۳ ھ: میں غزوۂ بنی قینقاع واقع ہوا،بنوقینقاع یہودیوں کی ایک جماعت کا نام ہے جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی،یہودیوں میں سب سے پہلے اسی جماعت نے عہد شکنی کی تھی،جب انہوں نے عہد شکنی کی تو آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی طرف نکلے تو یہ لوگ قلعہ بند ہو چکے تھے،آپ ﷺ نے چند دن تک قلعہ کا محاصرہ فرمایا پھر چند حضرات کی سفارش پر ان کے جلاوطنی اور ان کے اموال ضبط کرنے کا فیصلہ فرمایا مگر قتل سے ان کو معاف رکھا (عہد نبوت کے ماہ سال میں راجح قول شعبان کے بجائے جمادی الاولیٰ کو قرار دیا گیا ہے،اور البدایہ میں شوال ۲ھ مذکور ہے)

(۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴ھ: میں غزوۂ ذات الرقاع ہوا (تقویم تاریخی ص۱)

آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ بنومحارب اور بنوثعلبہ قبیلہ غطفان سے مل کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے جنگ کی تیاری کررہے ہیں تو آپ ﷺ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوئے، سواریاں کم اور سوار زیادہ ہونے کے باعث کثرت سے پیدل چلنے کی وجہ سے ناخن اکھڑنے اور پاؤں پھٹنے لگے تھے، جس کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پاؤں پر کپڑے پھاڑ کر باندھے، اس وجہ سے اس کا نام ذات الرقاع پڑا، راستے میں دشمنوں سے سامنا ہوجانے اور نماز کا وقت بھی ہوجانے پر پہلی مرتبہ نمازِ خوف پڑھی گئی، جس کا تفصیلی حکم اور طریقہ سورۃ النساء کی آیت ۱۰۰تا۱۰۳ میں مذکور ہے

(غزوات النبی ص۳۰۳) ''وفی البدایۃ والنھایۃ ج۴، قولان علی قول ۵ھ وعلی قول آخر ۴ھ''

(۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵ھ: میں سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پیش آیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ۱۵ صحابۂ کرام کی امارت میں بنوثعلبہ کی طرف موضع ''طرف'' میں بھیجا گیا، لیکن وہاں مقابلہ نہیں ہوا ۱۰۰ اونٹ مالِ غنیمت میں آئے (عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۹۴)

(۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۶ھ: میں سریہ عیص ہوا۔

جہاد میں جہاں اللہ کا دین سب دینوں پر بلند کرنا مقصود ہوتا ہے وہاں التزاماً کفر کو مغلوب کرنا بھی مقصود ہوا کرتا ہے، چنانچہ اسی کے پیشِ نظر کفار کے تجارتی قافلوں کا بھی وقتاً فوقتاً تعاقب ہوتا رہا تاکہ اہلِ کفر کی اقتصادیات ومعیشت کمزور ہوجائے اور وہ اسلام کا مقابلہ نہ کرسکیں، لہٰذا اس مرتبہ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے چند رفقاء رضی اللہ عنہم کو شام سے آنے والے کفار کے تجارتی قافلے پر حملہ کے لئے روانہ کیا گیا، مسلمانوں کی جماعت کفار اور ان کے اموال کو حراست میں لے کر حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئی، کفار میں آپ ﷺ کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے (جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے) مدینہ پہنچ کر ابوالعاص نے اپنی اہلیہ زینب بنتِ رسول اللہ ﷺ سے امان طلب کی تو آپ ﷺ نے پناہ دی اور یہ اعلان بھی فرمایا کہ (مؤمنین میں سے ایک ادنیٰ آدمی بھی ذمہ داری اور پناہ دے سکتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی پناہ توڑتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہے) اور ابوالعاص کو ان کا ضبط شدہ مال بھی واپس

کردیا گیا (عہد نبوت کے ماہ وسال ۲۱۳، غزوات النبی ص ۷۸۵، ایک قول کے مطابق یہ حملہ ابوجندل اور ابوبصیر رضی اللہ عنہما کی جماعت نے کیا تھا)

(۹)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷ھ: میں فارس کا بادشاہ پرویز بن ہرمز قتل ہوا۔

اس نے آنحضرت ﷺ کے خط کی بے حرمتی کی تھی اور اس کو چاک کردیا تھا، حضور ﷺ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی کہ ''اللہ اسے بھی اسی طرح چیر ڈالے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ''شیرویہ'' کو اس پر مسلط کیا اس نے تلوار سے اس کا پیٹ چاک کردیا، جس رات یہ قتل ہوا، اسی دن صبح حضور ﷺ نے بطورِ معجزہ صحابۂ کرام کو خبر دی کہ آج رات کسریٰ پرویز کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرڈالا (البدایہ والنہایہ ج ۲ ما آل الیہ امر الفرس بالیمن، عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص ۲۴۷)

(۱۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۸ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت سراقۃ بن عمرو بن عطیۃ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

انصار صحابہ میں سے تھے، آپ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ خیبر، عمرۃ القضا اور جنگِ مؤتہ میں شریک ہوئے، اور جنگِ موتہ میں ہی شہید ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج۳ص ۵۱۹)

(۱۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۸ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عبادۃ بن قیس بن عبسۃ بن امیۃ بن مالک بن عامرۃ بن عدی بن کعب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

آپ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ خیبر اور جنگِ مؤتہ میں شریک ہوئے، اور جنگِ موتہ میں ہی شہید ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج۳ص ۵۳۳)

(۱۲)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۸ھ: میں غزوہ موتہ ہوا۔

موتہ ملک شام کا ایک مشہور ومعروف شہر ہے، آپ ﷺ نے ہرقل روم کی طرف ایک صحابی حضرت حرث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تبلیغی خط روانہ فرمایا تھا، اس سفیر صحابی کو ہرقل کے گورنر شرجیل غسانی نے عالمی معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شہید کردیا تھا، ایلچی کو قتل کرنا اُس دور میں بھی بین الاقوامی رسم ورواج کے مطابق بدترین بدعہدی اور انسانیت سے گری ہوئی حرکت تھی، اور یہ انتہائی

پست قسم کا اعلانِ جنگ بھی سمجھا جاتا تھا، اگرچہ اس وقت مسلمان طرح طرح کے مسائل میں گھرے ہوئے تھے، ابھی مکہ مکرمہ بھی فتح نہیں ہوا تھا، اور ایسے میں شام اور روم کی طاقت سے ٹکر لے کر ایک نیا خطرناک محاذ کھولنا بھی ایسی بات نہ تھی جس پر آنحضرت ﷺ خاموش ہوکر بیٹھ جاتے، آپ ﷺ نے اس موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے انہیں اس حادثے سے باخبر فرمایا، اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تقریباً تین ہزار مسلمانوں کا لشکر ہرقل کی دولاکھ سے زائد فوج کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا، جب لشکر کوچ کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زید شہید ہوجائیں تو جعفر طیار کو امیر مقرر کرلینا جب جعفر شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر کرلینا اس کے بعد جب عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوجائیں تو مسلمان باہمی مشورے سے جس کو چاہیں امیر منتخب کرلیں، آنحضرت ﷺ کا اس طرح یکے بعد دیگرے تین امیروں کو نامزد فرمانا ایک غیر معمولی بات تھی، اور اس میں بظاہر یہ اشارہ بھی تھا کہ یہ تینوں بزرگ اس معرکے میں شہادت سے سرفراز ہوں گے، چنانچہ آپ ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق یہ تینوں صحابہ اس معرکہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے، پھران کی شہادت کی خبر وحیِ الٰہی کے ذریعہ آپ ﷺ کو اسی وقت کردی گئی تھی، اور پھر حضور ﷺ کی رائے مبارک کے مطابق ان تینوں صحابہ کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں مسلمانوں نے اتفاقِ رائے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرلیا، اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بحفاظت واپس تشریف لائے۔

یاد رہے کہ شاہ روم (ہرقل) ڈھائی لاکھ کا لشکر جرار لے کر مقابلہ آور ہوا تھا، اس معرکہ میں مسلمانوں کے صرف بارہ آدمی شہید ہوئے، جبکہ کافروں کے اتنے آدمی ڈھیر ہوئے جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، یہ لڑائی سات دن تک جاری رہی بالآخر مسلمان کامیاب وکامران ہوئے۔

(غزوات النبی ص ۵۲۶، عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص ۱۰۴، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۷۲، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۲ ص ۱۲۸، سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی للعصامی ج ۱ ص ۳۳۱)

(۱۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۴)

آپ کا پورا نام اس طرح ہے، ابو محمد عتاب بن اسید بن ابوالعیص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القریشی العبشمی ، فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا،حضور ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ کا عامل بھی مقرر کیا تھا،اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی ، اپنی وفات تک آپ مکہ کے عامل رہے، جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، اسی دن آپ کی تدفین ہوئی، کہا جاتا ہے، جس مدینہ سے مکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی ،اس دن ان کی تدفین ہورہی تھی

(تهذيب الاسماء واللغات للنووی ج ۱ ص ۴۴۱،صحابه انسائیکلو پیڈیاص ۶۴۲)

(۱۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۳ ھ: میں خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ تھے،اس خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے بعد والوں کے لئے خلافت میں اتباعِ نبوی کی مثال قائم کردی تھی ،اس مثالی خلافت میں مدعیانِ نبوت ،مرتدین ومنکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی اورقرآن مجید کی جمع وترتیب کے بعد ابھی فتوحات کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ پیامِ اجل آپہنچا،اتوار کا دن تھا جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کی ساتویں تاریخ تھی ،اس روز سردی شدید تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اوراس کے بعد ہی بخار ہوگیا جو وفات کے روز تک مسلسل پندرہ دن چڑھا رہا،اسی اثناء میں مسجد میں تشریف لانے سے بھی معذور ہوگئے ،مرض بڑھ گیا، ہر چند معالجہ کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا،لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے تھے کہ آپ نے طبیب کو بھی دکھایا ؟ فرماتے ''ہاں اس نے مجھ کو دیکھا ہے'' پھر پوچھتے'' وہ کیا کہتا ہے'' جواب دیتے'' وہ کہتا ہے کہ ''اَفْعَلُ مَااَشَآءُ ''یعنی جو میں چاہتا ہوں کرتا ہوں ،افاقہ کی امید نہ رہی تو صحابہ کرام رضوانُ اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر اپنے بعد خلیفہ کا مشورہ کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرما کر طے فرمادیا اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چند ایسی نصیحتیں ارشاد فرمائیں جو ان کی خلافت کے لئے دستورُ العمل ثابت ہوئیں۔

اوراس کے ساتھ ہی اپنے ذاتی معاملات کی طرف بھی دوسروں کو توجہ دلائی ، یہاں تک کہ اپنے کفن دفن کے متعلق بھی وضاحت فرمادی، آپ کی زبانِ مبارک پر جو آخری کلمات جاری ہوئے وہ یہ تھے:

رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًاوَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ.

ترجمہ: اے میرے رب تو مجھ کو مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور صالحین کے ساتھ لاحق فرما۔

رات ہی میں آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور پھر حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتر کر اس طرح آنحضرت ﷺ کے مرقدِ انور کے پہلو میں لٹا دیا کہ آپ کا سر حضور ﷺ کے شانۂ مبارک تک آتا تھا۔

اللہ اکبر! آقاؤ شہنشاہِ کونین کے ادب واحترام کا مرنے کے بعد بھی یہ اہتمام ہے کہ برابر نہ ہوں

(ماخذہ ''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''ص ۲۹۹ تا ۳۰۶، ملخصاً، مرتبہ: مولانا سعید احمد اکبر آبادی، سیرُ الصحابہ ج۱ خلفائے راشدین، البدایة والنھایة ج۷ خلافتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، تھذیب الکمال ج۱۵ ص ۲۰۰)

فائدہ: تمام اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بعد امت میں سب سے بڑا مقام رکھتے ہیں، اور آپ حضور ﷺ کے سب سے پہلے خلیفہ اور جانشین ہیں، خلفائے راشدین میں بھی سب سے اول آپ ہی کا مقام ہے، آپ کی صحابیت تواتر اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے، حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی اور چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہم کا درجہ ہے، ان سب سے محبت ضروری ہے۔

(۱۵)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴ھ: میں ''حمص'' اور ''بعلبک'' شہر فتح ہوئے (تقویمِ تاریخی ص۴)

ان شہروں پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا، راستے میں بعلبک شہر کو فتح کرتے ہوئے حمص شہر پہنچے، ہرقل بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اہلِ حمص کو امداد پہنچائی جائے لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوسکا، بالآخر اہلِ حمص نے مایوس ہوکر صلح کرلی ''البدایہ والنہایہ ج۷، وقعۃ حمص الاولیٰ میں ۱۵ھ میں اس واقعہ کا وجود پذیر ہونا بیان کیا گیا ہے، اور واقعہ بعلبک کا ذی قعدہ ۱۱ھ میں ہونا بیان کیا ہے'' (تاریخ اسلام از مولانا معین الدین ندوی ج۱ ص ۱۷۹، تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خان ج۱ ص ۳۴۵)

(۱۶)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴ھ: میں انطاکیہ فتح ہوا (تقویمِ تاریخی ص۴)

حلب شہر کو فتح کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ انطاکیہ کی طرف بڑھے، انطاکیہ

ہرقل کا ایشیائی دارالحکومت تھا، یہاں پر ہرقل کے شاہی محلات تھے، اور کافی حفاظتی انتظامات بھی کیئے ہوئے تھے، اس لئے مختلف اطراف سے عیسائی بھاگ بھاگ کر انطا کیہ میں پناہ گزین ہوئے، جب مسلمان انطا کیہ پہنچے تو انطا کیہ کے عیسائیوں نے باہر نکل کر مقابلہ کیا، اور شکست کھا کر شہر میں گھس گئے، مسلمانوں کے لشکر نے شہر کا محاصرہ کرلیا، بالآ خر شہر والوں نے مجبور ہوکر جزیہ دینے کی شرط پر صلح کرلی (تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خان صاحب ج ا ص ۲۴۶)

(۱۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۷ھ: میں ایران کا صوبہ ''اہواز'' فتح ہوا (تقویم تاریخی ص ۵)

ایرانیوں کے نامی گرامی سردار ہرمزان نے جنگ قادسیہ سے فرار ہوکر صوبہ اہواز کے شہر خوزستان میں ڈیرہ ڈال دیا، اور مسلمانوں کے خلاف فوجیں جمع کرنا شروع کیں، کوفہ وبصرہ کی اسلامی چھاؤنیوں سے اسلامی فوج نے اس پر حملہ کر کے اس کو شکست دی، لیکن اس نے دوبارہ بغاوت کی، کئی مرتبہ بغاوت کے بعد یہ گرفتار ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوکر اس نے اسلام قبول کرلیا (تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خان ج ا ص ۳۵۴)

(۱۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۹ھ: میں عراق کا مشہور شہر تکریت فتح ہوا (تقویم تاریخی ص ۵)

تکریت میں ایک ایرانی صوبہ دار نے رومیوں کو ساتھ جمع کیا، تا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کیا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے **عبداللہ بن المعتم** کو پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ تکریت بھیجا، انہوں نے تکریت کا محاصرہ کیا، خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکستِ فاش ہوئی ''تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خان ج ا ص ۳۵۱ میں فتح تکریت کا سن ۱۷ھ اور البدایہ والنہایہ ج ۷ فتح تکریت والموصل میں سن ۱۶ھ میں اس کا وقوع بیان کیا ہے''

(۱۹)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۳۵ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۵)

آپ اصحابِ صفہ کے معلم تھے، حضور ﷺ کو ان سے خصوصی محبت تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شام پر لشکر کشی کرنے والوں میں شامل تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقول انہیں ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فلسطین کا قاضی بھی بنایا، شام کے

امیر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کو حمص کا نائب گورنر بنایا، ۴۷ سال کی عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا'' صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص ۸۱۰ اور الاصابہ ج ۳ حرف العین المہملہ میں سنِ وفات ۳۴ھ ذکر کیا گیا ہے''

(۲۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا پورا نام ابوعبداللہ حذیفۃ بن الیمان بن جابر بن عمرو بن ربیعۃ بن جروۃ **العبسی** ہے، آپ کی قوم اصلاً یمن سے تعلق رکھتی تھی، آپ اور آپ کے والد نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی، اور دونوں حضرات نے جنگِ احد میں شرکت فرمائی، جس میں آپ کے والد شہید ہو گئے تھے، آپ کو رسول اللہ ﷺ کا رازدار کہا جاتا تھا، صرف آپ ہی کو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے منافقین کے نام بتلائے تھے، کہ اس وقت مدینہ میں فلاں فلاں منافق ہے، آپ کو جنگِ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے کفار کی جاسوسی کے لئے رات کے وقت اکیلے بھیجا، آپ گئے، اور ان کے بارے میں خبریں رسول اللہ ﷺ کو لا کر دیں، آپ نہاوند کی لڑائی میں شریک ہوئے، جب امیرِ لشکر نعمان بن مقرن شہید ہوئے تو جھنڈا آپ نے اٹھالیا، ہمذان، رےؔ اور دینورؔ کے علاقے آپ کی سرکردگی میں فتح ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سب اپنی اپنی تمنائیں ظاہر کریں، سب نے یہ تمنا ظاہر کی کہ ان کے لئے ایک ایسا گھر ہو جو ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا ہو، اور وہ ان ہیرے جواہرات کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تمنا یہ ہے کہ ابوعبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ جیسے لوگ ہوں اور میں ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کروں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے فتنوں اور شر سے متعلق کثرت سے سوال کرتے تھے، تاکہ ان سے بچا جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دنوں بعد مدائن میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کے ایک بھائی کا نام صفوان تھا، اور آپ کی دو بہنیں ام سلمہ،

اور فاطمہ کے نام سے تھیں (تهذیب الأسماء واللغات للنووی ج ۱ ص ۲۰۸)

(۲۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ: میں حضرت صحابیٔ رسول ابو عائشہ زید بن صوحان بن حجر بن ہجرس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

آپ کوفہ میں رہتے تھے، اور حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے استفادہ کیا، آپ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو یہ پسند کرے کہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء پہلے ہی جنت میں پہنچ گئے ہیں، تو وہ زید بن صوحان کو دیکھ لے (اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا ہاتھ ایک جہاد میں کٹ گیا تھا، اور اس واقعہ کے بعد آپ ایک طویل زمانہ تک زندہ رہے) جنگِ جمل میں آپ شہید ہوئے (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۳۹)

(۲۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۵ھ: میں ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۱۱)

آپ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، سابقہ شوہر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، آپ کے شوہر غزوۂ بدر میں زخمی ہو گئے تھے اور انہی زخموں کی وجہ سے وفات پائی، اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، جس زمانے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی، اس زمانے میں آپ کی وفات ہوئی، بعض مؤرخین نے آپ کی وفات شعبان ۴۵ ہجری اور بعض نے جمادی الاولیٰ ۴۱ ہجری بیان کی ہے، اور بعض نے رجب ۴۵ھ بیان کی ہے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۲ ص ۸۴، اسد الغابة ج ۳ ص ۳۳۲، البداية والنهاية ج ۸، ثم دخلت سنة خمس واربعين، سير الصحابيات ص ۴۹)

(۲۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۹)

آپ دشمنِ اسلام امیہ بن خلف کے بیٹے تھے، امیہ بن خلف جب بدر میں مارا گیا تو حضرت صفوان ان کا بدلہ لینے کے لئے بہت بے چین تھے اور اس کی وجہ سے حضور ﷺ اور مسلمانوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے، فتح مکہ کے بعد جدہ فرار ہو گئے، حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی امان پر واپس

آئے، اور حضور ﷺ سے مہلت لے کر مکہ میں قیام کیا، لیکن اسلام قبول نہیں کیا، غزوۂ طائف کے بعد اسلام قبول کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں انتقال ہوا'' الاصابہ ج۳ حرف الصاد المہملہ میں ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں ہونا بیان کی گئی ہے'' (سیر الصحابہ ج۷ ص۱۰۰)

(۲۴)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۴ھ: میں حضور ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص۱۱)

آپ حضرت ابوسفیان کی بیٹی تھیں، حبشہ کی طرف اپنے سابقہ شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کی، لیکن عبید اللہ وہاں جا کر عیسائی بن گئے، عدت کے بعد آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا، نجاشی (شاہِ حبشہ) نے نکاح پڑھایا، اور آپ ﷺ کی طرف سے مہر ادا کیا، حبشہ سے جب مدینہ منورہ آئیں تو آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے، آپ سے تقریباً ۶۵ روایتیں منقول ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں انتقال ہوا، اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئیں (الاصابہ، کتاب النساء، حرف الراء، سیر الصحابیات ج۶ ص۸۲)

(۲۵)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۲ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص۱۳)

ہجرتِ مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا، اور اکثر غزوات میں شریک ہوئے، ایک غزوہ میں آپ کا ایک ہاتھ بھی شہید ہو گیا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب کوفہ آباد ہوا تو کوفہ چلے گئے، ۵۱ھ میں مدینہ واپس آئے اور مدینہ ہی میں انتقال ہوا (الاصابہ ج۵ حرف الکاف، صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص۹۱۹)

(۲۶)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۷ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا (تقویم تاریخی ص۱۷)

آپ قبیلہ ''بنو طے'' کے رئیس تھے، ۹ھ میں حضور نے ۵۰ مجاہدین کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ''بنی طے'' کی طرف بھیجا، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ڈر سے فرار ہو گئے، باقی لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے، جنگی قیدیوں میں آپ کی بہن سفانہ بن حاتم بھی تھیں، ان کی

سفارش پران کواوران کے قبیلہ کے تمام قیدیوں کوحضور ﷺ نے رہافرمادیا،سفانہ بن حاتم حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں،اورانہیں حضور ﷺ سے ملاقات کی دعوت دی،حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ملاقات کے بعداسلام قبول کرلیا،عراق اورشام کی جنگوں میں شریک ہوئے،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں گوشہ نشین رہے،جنگِ جمل اورصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک ہوئے،آخری عمر میں کوفہ میں گوشہ نشین ہوگئے،ایک سوبیس سال کی عمر میں وفات ہوئی''الاصابہ ج۴حرف العین المھملہ میں سنِ وفات ۶۸ھ بیان کیا گیاہے''(صحابہ انسائیکلو پیڈیاص۱۰۱۹)

(۲۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ: میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی(تقویم تاریخی ص۱۹)

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے وقت ہی سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دل میں شریروں کے مقابلہ میں خلافتِ حقہ کے نفاذ کی امنگ وآرزو پیدا ہوچکی تھی،جس کی برابرکوششوں میں کبھی یزیدی فوج اورکبھی حجاج اورعبدالملک سے مقابلے رہے،تاہم ایک روایت کے مطابق ۹ سال تک حجاز میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم رہی،بالآخرعبدالملک بن مروان کے گورنرحجاج بن یوسف ثقفی کی فوج کے ساتھ مردانہ وارجہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے،ظالم حجاج نے آپ کا سرعبدالملک کے پاس شام بھیج دیااورلاش برسرِ عام لٹکادی،ان کی والدہ حضرت اسماءبنتِ ابی بکرصدیق رضی اللہ عنہما کا گزربیٹے کی لٹکی ہوئی لاش پرسے ہواتوفرمایاکہ اس شہسوارکا سواری سے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا،اس کے بعدعبدالملک کے کہنے پرحجاج نے لاش حضرت اسماءرضی اللہ عنہا کے حوالے کردی (البدایۃ ۷۳ھ ج۸،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۲ص۷۴، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج۴ص۹۴،تاریخ الخلفاء ج۱ص۸۷)

(۲۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵ھ: میں عبدالملک بن مروان کے دورِحکومت میں بعض مؤرخین کے نزدیک آذربائیجان کے شہر''اردبیل'' کی تعمیر ہوئی(تقویمِ تاریخی ص۲۲)

لیکن اس کا نام اسلام سے بہت پہلے ملتاہے،غالبایہ شہراسلامی دور میں ویران ہوچکاتھا،اورعبدالعزیز بن ابی حاتم باہلی کے اہتمام سے دوبارہ آبادہوا(تاریخِ اسلام ازمولانامعین الدین ندوی ج اص۴۵۲)

دوسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۲۹)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۳۰ھ: میں ابو مسلم خراسانی نے مَرو پر قبضہ کیا۔

بنوعباس کی حکومت قائم کرنے والے محرک اعظم ابو ابرہیم کی طرف سے خراسان کے علاقے میں مقرر کردہ ایک عجمی نسل غلام زادہ جو بہت سے منفی صلاحیتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے دن بدن مذکورہ تحریک کو کامیاب تر بنانے میں مصروف عمل رہا، خراسان میں چند عرب قبائل آباد تھے مگر حکومت میں سربرآوردہ ایک ہی قبیلہ بنومضر تھا، پس پردہ تمام قبائل بنومضر سے خار رکھتے تھے کہ حاکم وبادشاہِ وقت مروان بن محمد بنومضر کی بے جا حمایت کرتا تھا جس سے لازماً اسکے گورنروں کا بھی یہی وطیرہ تھا، اور خراسان کا گورنر تو تھا ہی مضری، اس علاقہ میں ابو مسلم کا اصل ہدف بنومضر کی طاقت کو عربوں کی باہمی رنجش وانتزاع میں ہوا دیکر ختم کر کے تمام عرب قبائل کو محرک اعظم کی ہدایات کے مطابق بالکلیہ والجزئیہ ختم کرنا تھا، یہاں کے گورنر کی دیگر عربوں کو عصبیت کی بنا پر اہمیت نہ دینے اور خاطر میں نہ لانے کی وجہ سے آپس کی سیاسی نوک جھونک خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گئی۔

ابو مسلم عربوں کی اس خانہ جنگی میں پس پردہ مضریوں کی جمعیت توڑنے میں کوشاں رہا، اپنی کوشش کامیاب ہوجانے کے بعد اس نے دیگر قبائل کے ساتھ مل کر بنومضر کے خلاف جنگ کی، جس سے بنومضر کو شکست ہوئی اور گورنر نصر بن سیار بھاگ گیا اور ابو مسلم نے ۱۳۰ھ جمادی الاولیٰ میں خراساں کے علاقے مَرو پر قبضہ کرلیا، اور اس کے بعد عربوں کا قتل عام شروع کروادیا (البدایہ والنھایہ ج۱۰، تاریخ اسلام ج۲ص ۶۰۸)

(۳۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴۰ھ: میں حضرت ابوعبیدۃ حمید الطّویل بن ابوحمید الخزاعی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۶۸ھ میں ہوئی، اور اسی سال حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ثابت البنانی، حسن، عکرمۃ اور نافع رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ علیۃ، زہیر بن معاویۃ اور شعبہ رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کے نام کے ساتھ

''طویل'' کی نسبت کے بارے میں اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''طویل'' نسبت کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ لمبے تھے، بلکہ آپ کے پڑوس میں بھی آپ کے ایک ہم نام حمید رہتے تھے، لیکن وہ چھوٹے قد کے تھے، اس لئے ان کا نام ''حمید قصیر'' اور آپ کا نام ''حمید طویل'' مشہور ہوگیا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ لمبے ہونے کی وجہ سے آپ کو ''حمید الطّویل'' کہا جاتا تھا، نماز پڑھتے ہوئے آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

(طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۱۱ ،سیراعلام النبلاء ج ٦ ص ۱٦۸)

(۳۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ: میں امام التفسیر مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

موصوف تفسیر میں امام ہوتے ہوئے اور مندرجہ ذیل مقام رکھتے ہوئے، بھی فقہیہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد تھے، ظاہر ہے یہ تقلید اندھا دھند نہیں ہوسکتی۔

اثرم کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے مقاتل بن سلیمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے تفسیر میں ان سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ جیسے شخص سے جب کوئی انوکھی بات پوچھی جاتی تو وہ مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ کی طرف روانہ کردیتے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ تمام لوگ تفسیر میں مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ کے عیال کی طرح ہیں (طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۶۸، طبقات المحدثین ج ۲ ص ۱۷۹، حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۳۷، الارشاد ج ۳ ص ۹۳۷)

(۳۲)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۵۳ھ: میں حضرت ابوزید اسامہ اللیثی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

سعید بن مسیّب، محمد بن کعب القرظی، نافع العمری، عمرو بن شعیب اور سعید المقبری رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، حاتم بن اسماعیل، ابن وہب، ابوضمرۃ انس بن عیاض، عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۲]

---

[۱] وروی إسحاق الکوسج عن یحیی بن معین :ثقة.وقال أحمد العجلی :بصری تابعی، ثقة، وھو خال حماد بن سلمة .وقال أبو حاتم الرازی :ثقة، لا بأس به .وقال ابن خراش :ثقة، صدوق، وعامة حدیثه عن أنس إنما سمعه من ثابت.

[۲] قال یحیی بن معین :لیس به بأس.وقال النسائی :لیس بالقوی.

(تقویمِ تاریخی ص ۳۹، البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ثم دخلت سنة ثلاث وخمسون ومائة، سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۳۴۲)

(۳۳)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۵۵ھ: میں حماد الراویۃ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۳۹)

آپ کو سابور بن المبارک بھی کہا جاتا ہے، آپ لغتِ عرب اور تاریخ کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، آپ ہی نے ''سبع معلقات'' کو جمع کیا، آپ کو الراویۃ اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ بہت کثرت سے عربی اشعار روایت کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ کا نام ''الراویۃ'' پڑ گیا تھا (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ثم دخلت سنۃ خمس وخمسین ومائۃ، حماد الراویۃ)

(۳۴)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۶۷ھ: میں بشار بن برد کو قتل کیا گیا (تقویمِ تاریخی ص ۴۲)

یہ عقیل کا غلام تھا، اور مادرزاد اندھا تھا، یہ اشعار کہا کرتا تھا، لیکن یہ زندیق تھا، عباسی خلیفہ مہدی چونکہ زندیقوں کا بہت سخت دشمن تھا، اس لئے اس نے اس کو قتل کرا دیا تھا (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ثم دخلت سنۃ سبع وسبعین ومائۃ)

(۳۵)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۶۷ھ: میں ابوعبداللہ محمد بن عزیز بن عبداللہ بن زیاد بن خالد بن عقیل بن خالد الایلی العقیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، سلامۃ بن روح، سلیمان بن سلمۃ الخبائری اور یعقوب بن زہدم بن الحارث رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابن ماجۃ، ابوداؤد، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، یعقوب بن سفیان، محمد بن مسلم بن وارۃ، ابوحاتم، ابن ابی عاصم اور جعفر الفریابی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ [۱]

(تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۰۶)

(۳۶)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۶۸ھ: میں عیسیٰ بن موسیٰ عباسی کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۴۲)

---

[۱] قال النسائی لا بأس به وقال مرة صویلح وقال فی موضع آخر لیس بثقة ضعیف .قال ابن أبی حاتم کان صدوقا .قال الحاکم أبو أحمد رأیت القدماء حدثوا عنه مثل الفضل ابن سخیت وفیه نظر قال ابن حجر: علق البخاری لسلامة بن روح شیئا وهو من روایة محمد هذا عنه وقال مسلمة فی الصلة ثقة وقال ابن شاهین کان أحمد بن صالح المصری سیئ الرأی فیه وقال أحمد بن سعید بن حزم فی تاریخه سألت أبا جعفر العقیلی عنه فقال ثقة.
قال أحمد وسمعت سعید بن عثمان یقول لقیته بایلة وکان ثقة نقلت ذلک من فهرست ابن خیر الاشبیلی.

عیسیٰ عباسی خلیفہ محمد مہدی کے بعد ولی عہد تھا، کوفہ میں وفات ہوئی (البدایہ والنہایہ ج۱۰ ثم دخلت سنۃ سبع وستین ومائۃ میں سنِ وفات ۱۶۷ھ درج ہے)

(۳۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۸۶ھ: میں حضرت ابو سہل عباد بن العوام بن عمر بن عبداللہ بن المنذر بن مصعب بن جندل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ اسلم بن زرعہ الکلابی کے آزاد کردہ غلام تھے، یحییٰ بن ابو اسحاق، حصین بن عبدالرحمٰن، ہارون بن عنترۃ ،سعید الجریری، سعید بن ابی عروبۃ، ہلال بن خباب اور عبداللہ بن ابی نجیح رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابو نعیم فضل بن دکین، سعید بن سلیمان الواسطی، ابو الربیع الزہرانی، ابو بکر بن ابی شیبۃ، عثمان بن ابی شیبۃ، احمد بن حنبل اور زیاد بن أیوب رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ ایک طویل مدت تک بغداد میں رہے، اور علمِ حدیث کی تعلیم دی۔

(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۱۰۴)

(۳۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۸۷ھ: میں حضرت ابو اسماعیل حاتم بن اسماعیل کوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مدینہ منورہ میں رہتے تھے، ہشام بن عروۃ، یزید بن ابی عبید، جعفر الصادق، خثیم بن عراک، جعید بن عبدالرحمٰن، معاویۃ بن أبي مزرد اور عمران القصیر رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، قعنبی، قتیبۃ، اسحاق، ہناد، ابو بکر بن ابی شیبۃ اور ابو کریب رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، جمعہ کی رات آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

(سیر اعلام النبلاء ج۸ ص ۵۱۸، ثقات ابنِ حبان ج۸ ص ۲۱۱)

(۳۹)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۸۸ھ: میں حضرت قاضی ابو عبداللہ جریر بن عبدالحمید بن یزید الضبی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہو۔

آپ رےّ میں رہتے تھے، اور یہیں آپ نے علم پھیلایا، آپ کی ولادت ۱۰۷ھ میں ہوئی۔

عبدالملک بن عمیر، بیان بن بشر، عبدالعزیز بن رفیع، مغیرۃ بن مقسم، مطرف بن طریف، علاء بن المسیب، ثعلبۃ بن سہیل، عاصم الاحول، سلیمان التیمی، ہشام بن عروۃ، یحییٰ بن سعید الانصاری

---

[1] قال أحمد بن حنبل: هو أحب إلي من الدراوردي ووثقه جماعة.

اورعطاء بن السائب رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں۔
ابن المبارک، محمد بن عیسیٰ بن الطباع، یحیٰ بن یحیٰ، قتیبۃ، احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین، علی بن المدینی اورابوبکر بن أبي شیبۃ رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۱]
(سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۱۸)

(۴۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۹۰ھ: میں حضرت ابوحفص عمر بن علی بن عطاء بن مقدم الثقفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ محمد بن ابوبکر المقدمی کے چچا تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ہشام بن عروۃ، ابوحازم الاعرج، خالد الحذاء، اسماعیل بن ابی خالد، ابن اسحاق اوراعمش رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: احمد، عمرو بن علی، ابن المدینی، خلیفۃ بن خیاط، احمد بن المقدام، احمد بن عبدۃ، حفص بن عمرو الربالی اورمحمد بن بشار رحمہم اللہ۔ [۲]
(سیر اعلام النبلاء ج۸ ص ۵۱۴)

(۴۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ: میں حضرت امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

۹۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے مرضِ وفات میں آپ کی ہمشیرہ رورہی تھیں، تو آپ نے پوچھا کہ تم کیوں رورہی ہو، گھر کے اس حصہ کی طرف دیکھو اس میں میں نے اٹھارہ ہزار قرآن مجید مکمل کئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ خاموشی کا سب سے کم فائدہ سلامتی ہے، اورانسان کے عافیت کے لئے یہ کافی

---

[۱] عن سفیان :رأیت جریرا یقود مغیرة، فقلت لعمر بن سعید :من هذا الشاب ؟ قال لی عمر :هذا شاب لا بأس به .قال حنبل :سئل أبو عبد الله :من أحب إلیک شریک أو جریر ؟ فقال :جریر أقل سقطا، شریک کان یخطئ.وقال أحمد العجلی :جریر کوفی ثقة.وقال ابن أبی حاتم :سألت أبی عن الاحوص وجریر فی حدیث حصین، فقال :کان جریر أکیس الرجلین، جریر أحب إلی .قلت: یحتج بحدیثه ؟ قال :نعم، جریر ثقة، وهو أحب إلی فی هشام بن عروة من یونس بن بکیر .وقال النسائی :ثقة.وقال ابن خراش :صدوق.وقال أبو القاسم اللالکائی :مجمع علی ثقته.

[۲] وثقه ابن سعد وغیره.وقال ابن معین :ما به بأس .وقال أبو حاتم :لا یحتج به .وقال محمد بن سعد :ثقة، وکان یدلس تدلیسا شدیدا، یقول :سمعت، وحدثنا، ثم یسکت ساعة، ثم یقول :هشام بن عروة، سلیمان الاعمش قلت :قد احتمل أهل الصحاح تدلیسه، ورضوا به .

ہے، اور بولنے کا سب سے کم نقصان شہرت ہے (کہ آدمی اس سے مشہور ہوتا ہے) اور انسان کے لئے یہ کافی ہے۔ آپ ۶۰ سال تک روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، ۹۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا" البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ثم دخلت سنۃ ثلاث وتسعین ومائۃ اور تقویمِ تاریخی میں صفر کے مہینے میں آپ کی وفات کا ہونا درج ہے" [1]

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۶۶، میزان الاعتدال ج۴ ص ۵۰۳، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۶ ص ۳۸۶، سیر اعلام النبلاء ج۵ ص ۵۰۷)

(۴۲)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۹۹ھ: میں ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن مسلمۃ بن عبدالرحمٰن بلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ہشام بن حسان، بکر بن خنیس، عباد بن کثیر، عبداللہ بن عون، ابراہیم بن طہمان، اسرائیل بن یونس امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک بن أنس اور سفیان الثوری رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، آپ وہ عظیم الشان فقیہ ومحدث ہیں، جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عقائد کے موضوع پر جامع کتاب فقہ اکبر کے راوی ہیں، بلخ کے قاضی بھی رہے ہیں، اور کئی مرتبہ حدیث کے سلسلہ میں بغداد تشریف لائے۔

(تاریخِ بغداد ج۸ ص ۲۲۳، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۶۱)

تیسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۴۳)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۱ھ: میں شیخ المحدثین حضرت ابوالحسن علی بن عاصم بن صہیب القرشی التیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۱۰۷ھ میں ہوئی، حصین بن عبدالرحمٰن، بیان بن بشر، یحییٰ البکاء، عطاء بن السائب، سلیمان التیمی، یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، یزید بن زریع، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، علی بن الجعد اور محمد بن حرب رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

---

[1] وکان أبو بکر ثقة صدوقا عارفا بالحدیث والعلم إلا أنه کثیر الغلط .قال احمد بن حنبل: ربما غلط وهو صاحب قرآن وخبر .وقال ابن المبارک :ما رأیت احدا اسرع إلی السنة من ابی بکر بن عیاش .قال یعقوب بن شیبة :أبو بکر معروف بالصلاح البارع وکان له فقه وعلم بالاخبار فی حدیثه اضطراب .وقال أبو داود :ثقة وقال یزید بن هارون :کان خیرا فاضلا لم یضع جنبه إلی الارض اربعین سنة.

فرماتے ہیں کہ جب میں طلبِ علم کے لئے جانے لگا تو مجھے میرے والدصاحب نے ایک لاکھ درہم دیئے اور فرمایا کہ تو طلبِ علم کے لئے جا اور میں تیرا چہرہ اس وقت تک نہ دیکھوں جب تک تو ایک لاکھ حدیثیں نہ لے آئے (یادرہے کہ اس زمانے میں آج کی طرح احادیث کتب کی شکل میں موجود نہیں تھیں بلکہ ایک ایک حدیث کے لئے لمبے لمبے سفر کرنا پڑتے تھے)

(سیر اعلام النبلاء ج۹ ص ۲۶۱، طبقات ابنِ سعد ج۷ ص ۳۱۳، تہذیب الکمال ج۲۰ ص ۵۱۹)

(۴۴)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۲ھ: میں حضرت ابو یحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اصلاً ''خوارزم'' کے رہنے والے تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: یزید بن ابی بردہ، اعمش، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینۃ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: ابوبکر، محمد بن خلف الحدادی، حسن بن علی الخلال، احمد بن عمر الوکیعی اور ابو کریب رحمہم اللہ۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص ۱۰۹)

(۴۵)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۳ھ: میں حضرت ابوداؤد عمر بن سعد الحفری الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

''حفر کوفہ میں ایک مقام کا نام ہے'' مالک بن مغول، مسعر بن کدام، صالح بن حسان، بدر بن عثمان اور سفیان ثوری رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، امام احمد بن حنبل، محمود بن غیلان، اسحاق بن منصور اور علی بن حرب رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

حکایت کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ جماعت کی نماز میں دیر سے تشریف لائے، تو آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس اس کپڑے کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہیں تھا جس میں میں نماز پڑھتا، میں نے یہ کپڑا اپنی بیٹیوں کو دیا پہلے انہوں نے اس میں نماز پڑھی، اس کے بعد میں نے یہ کپڑا ان سے لیا اور تمہارے پاس آیا، علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں آپ جیسا عبادت گذار کسی کو نہیں دیکھا۔

ابوحمدون طیب المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابوداؤد الحفری کو دفن کیا اور ان کے دروازے کو کھلا چھوڑ دیا کیونکہ ان کے گھر میں کچھ ساز وسامان تھا ہی نہیں، آپ کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۴۱۷، تهذيب الكمال ج ۲۱ ص ۳۶۳، تهذيب التهذيب ج ۷ ص ۳۹۷)

(۴۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن بشر بن الفرافصۃ بن المختار العبدی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

اسماعیل بن ابی خالد، ہشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمر العمری، یزید بن زیاد بن ابی الجعد اوراعمش رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، علی بن المدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابوکریب اورمحمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تهذيب التهذيب ج ۹ ص ۶۴، طبقات ابنِ سعد ج ۶ ص ۳۹۴)

(۴۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۵ھ: میں ابومحمد روح بن عبادہ بن العلاء بن حسان بن عمرو القیسی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ہشام بن حسان، اشعث بن عبدالملک الحمرانی، عوف الاعرابی اورحسین المعلم رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام احمد، علی، اسحاق، ابنِ نمیر، بندار، احمد بن سعید الرباطی، زہیر بن محمد المروزی اورابواسحاق الجوزجانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا تھا، اصلاً آپ کا تعلق بصرہ سے تھا، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے آئے، اورایک مدت تک آپ یہاں حدیث کی تعلیم دیتے رہے، اس کے بعد دوبارہ بصرہ لوٹ گئے۔

علمِ حدیث میں سنن واحکام کی ترتیب پرآپ نے کتب تصنیف کیں (سنن کتبِ حدیث کی وہ قسم ہے جس میں فقہی ترتیب پراحکامِ شرعیہ پر مشتمل احادیث جمع کی جاتی ہیں) اورمفسرین وسلف کے تفسیری اقوال کو جمع ومرتب کیا۔

(سير اعلام النبلاء ج ۹ ص ۴۰۲، تهذيب الكمال ج ۹ ص ۲۴۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۲۷، تذكرة الحفاظ للذهبي ج ۱ ص ۳۵۰، العبر في خبر من غبر ج ۱ ص ۶۵)

(۴۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۶ھ: میں حضرت ابوسلیمان داؤد بن المحبر بن قحذم بن سلیمان بن ذکوان الطائی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، امام شعبہ اورحماد بن سلمہ رحمہما اللہ آپ کے استاد ہیں، محمد بن اسحاق رحمہ اللہ اور بہت سے مشائخ آپ کے شاگرد ہیں، بغداد میں وفات ہوئی۔

(الطبقات السنية في تراجم الحنفيه لتقي الغزي ج ۱ ص ۲۷۸، تهذيب التهذيب

ج۳ص۱۷۴،تھذیب الکمال ج۸ص۴۴۷، المنتظم ج۳ص۲۵۸)

(۴۹)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۰۷ھ: میں ابوطلحہ طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق الخزاعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

بعض مورخین نے شاندارالفاظ میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھاہے: وہ عزم وحوصلہ مندی اورحسن رائے میں یکتائے زمانہ اورعبقری شخصیت تھی، مامون نے اپنے بھائی امین کے مقابلے پر (لشکر دے کر) اسے بھیجا، پس اس نے مامون کو فتح مند کردیا اورامین کو قتل کردیا اورایک سال تک مامون کا ندیمِ خاص رہا اور مامون نے اسے خراسان کا والی بنا کر بھیجا، پس وہ خراسان جانے کے لئے پرتول ہی رہا تھا کہ دفعۃً موت نے آن لیا،اوروہ جوانمردی کے کمالات کے ساتھ ادب وفصاحت اورخطابت میں بھی بلند مقام رکھتا تھا، قائدانہ خصوصیات کا حامل، بارعب شخصیت، سخی دل اور ہر دلعزیز انسان تھا(العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۲۶)

(۵۰)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۱۱ھ: میں حضرت ابویحییٰ زکریا بن عدی بن زریق بن اسماعیل التیمی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابواسحاق الفزاری، ابن المبارک، عبیداللہ بن عمرو الرقی اورحماد بن زید رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: اسحاق بن راہویہ، بخاری، عبداللہ بن ابی شیبہ اورعبداللہ الدارمی رحمہم اللہ، آپ کے والد پہلے یہودی تھے اس کے بعد اسلام قبول کیا۔

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل اوریحییٰ بن معین رحمہما اللہ آپ کے پاس تشریف لائے اوران سے عرض کیا کہ ہمیں عبیداللہ بن عمران کی احادیث کا مجموعہ دکھایئے تاکہ ہم اس سے حدیثیں حاصل کریں، آپ نے فرمایا کہ تم کتاب کے ساتھ کیا کروگے میں تم کو ساری احادیث زبانی سنادوں گا، عباسی خلیفہ مامون کے دورِخلافت میں بغداد میں وفات ہوئی۔

(تھذیب التھذیب ج۳ص۲۸۶، سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۴۴۴،تھذیب الکمال ج۹ ص۳۶۸"وقیل مات فی سنۃ ۲۱۲ھ طبقات ابنِ سعد ج۶ ص۴۰۷)("عندالبعض مات فی شھر جمادی الاخریٰ(طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۳۲،تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۱ ص ۳۹۶)"

(۵۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۱۳ھ: میں ابوعثمان عمرو بن عاصم بن عبیداللہ بن الوازع الکلابی القیسی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اپنے دادا عاصم بن عبیداللہ اور شعبہ، حماد بن سلمہ، ہمام بن یحییٰ، جریر بن حازم، حرب بن سریج اور سلیمان بن المغیرہ رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری، احمد بن اسحاق السرماری، ابوبکر الجحابی، حسن بن علی الخلال، ابوخیثمہ اور ابوداؤد السجزی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ج۸ ص ۵۲)

(۵۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۱۴ھ: میں حضرت ابوعمرو معاویہ بن عمرو بن المہلب بن عمرو الازدی البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اسرائیل، جریر بن حازم، زائدہ بن قدامۃ، عبدالرحمٰن المسعودی اور فضیل بن مرزوق رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری، ابوبکر بن ابی شیبہ، یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ، عمرو بن الناقد اور احمد بن منیع رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۲۸ھ میں ہوئی

(سیر اعلام النبلاء، ج۱۰ ص ۲۱۵، تہذیب الکمال ج۲۸ ص ۲۰۹)

(۵۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۲۱ھ: میں حضرت ابوحاتم بشر بن حاتم الرقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بصرہ میں رہتے تھے، عبیداللہ بن عمرو رحمہ اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ج۲ ص ۷۲)

(۵۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۲۴ھ: میں حضرت ابوعمر شہاب بن عباد العبدی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

حمادین، ابراہیم بن حمید الرواسی، جعفر بن سلیمان الضبعی، خالد بن عمرو القرشی اور محمد بن حسن بن ابو یزید الہمدانی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری، مسلم، ابوعبیدۃ بن ابی السفر، احمد بن حنبل، علی بن المدینی اور عباس العنبری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابنِ عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں میں سے بہترین شخص تھے۔

(تہذیب التہذیب ج۴ ص ۳۲۳، تہذیب الکمال ج۱۲ ص ۵۷۵، مغانی الاخیار لبدرالدین العینی

ج ۲ ص ۳۵)

(۵۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۲۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ نعیم بن حماد المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابوعبداللہ الخزاعی کے نام سے مشہور تھے، اور مصر میں رہتے تھے، ابراہیم بن طھمان، عیسیٰ بن عبید الکندی، خارجہ بن مصعب، ابن المبارک اور ھشیم رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری، دارمی، ابوحاتم اور بکر بن سہل الدمیاطی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۲۰)

(۵۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن بشر بن کثیر الحریری الاسدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

معاویہ بن سلام (آپ ابوالخطاب کے نام سے مشہور تھے) سعید بن منصور، سعید بن عبدالعزیز اور ولید بن مسلم رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، مسلم، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، عثمان بن خرزاذ، محمد بن ابی شیبہ اور بقی بن مخلد رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، عباسی خلیفہ مامون کے دورِ خلافت میں وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۶۴۷، طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۱۲، تھذیب الکمال ج ۱۳ ص ۲۴۳ "وقیل مات فی سنة ۲۲۷ھ تھذیب التھذیب ج ۱۱ ص ۱۶۶")

(۵۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۳۱ھ: میں ابوتمام حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس الطائی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ایک بلند پایہ اور مشہور شاعر تھے، پہلے آپ نصرانی تھے اس کے بعد اسلام قبول کیا، عباسی خلیفہ ھارون الرشید کے دورِ خلافت میں ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۴۷)

(۵۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۳۶ھ: میں حضرت ابومعمر اسماعیل بن معمر بن الحسن الھذلی القطیعی الہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، ابراہیم بن سعد، ابنِ علیہ، ہشیم، ابنِ عیینہ، ابنِ ادریس اور عبداللہ بن معاذ الصنعانی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، صاعقہ، بقی بن مخلد

الذہلی اور عبداللہ بن احمد رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تھذیب التھذیب ج ۱ ص ۲۴۰، التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۳۳۶، سیراعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۷، الاکمال لابنِ ماکولا ج ۲ ص ۳۹، طبقات ابنِ سعد ج ۷ ص ۳۵۹، تھذیب الکمال ج ۳ ص ۲۳، تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۲ ص ۴۷۲، التعدیل و التجریح للباجی ج ۱ ص ۳۴۲، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۳۹)

(۵۹)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۳۹ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن یوسف الباہلی البلخی الحنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مشہور فقیہہ اور ماوراء النہر (وسطی ایشیا کے شہر) بلخ کے مفتی تھے، آپ نے فقہ کی تعلیم امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے حاصل کی، امام مالک، حماد بن زید، شریک ، خالد بن عبداللہ رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام نسائی، محمد بن کرام، حامد بن سہل بخاری، جعفر بن محمد بن محمد بن سوار، محمد بن عبداللہ بن یوسف الدویری اور محمد بن المنذر الہروی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی وفات جمعہ کے دن نوے سال کی عمر میں ہوئی۔

(العبر فی خبر من غبر للذھبی ج ۱ ص ۸۱، سیراعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۶۳، تھذیب الکمال ج ۲ ص ۲۵۵، تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۲ ص ۴۵۴، تھذیب التھذیب ج ۱ ص ۱۶۱)

(۶۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۰ھ: میں حضرت ابوبکر اعین بن محمد بن ابی عتاب البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

زید بن حباب، احمد بن حنبل، آدم بن ابی ایاس، اسود بن عامر شاذان اور حسن بن بشر رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام مسلم، احمد بن ابی عون البزوری، احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری اور اسماعیل بن عبداللہ اصبہانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

آپ نے مصر اور شام کے سفر کئے اور یہاں پر بہت سے حضرات سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

(العبر فی خبر من غبر للذھبی ج ۱ ص ۸۲، تھذیب الکمال ج ۲۶ ص ۷۹)

(۶۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۴ھ: میں حضرت ابوالحسن السعدی المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے، ۹۰ سال کی عمر پائی، اسماعیل بن جعفر اور شریک رحمہما اللہ اور بہت سے حضرت سے علم حاصل کیا (العبر فی خبر من غبر للذھبی ج ۱ ص ۸۴)

(۶۲)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۴ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل بن مخادش بن مشمرخ بن خالد السعدی المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، اس کے بعد آپ ماوراء النہر (وسطی ایشیا) کے شہر مرو منتقل ہوگئے، اپنے والد حجر بن ایاس (جو کہ "الخیاط" کے نام سے مشہور تھے) اور خلف بن خلیفہ، عیسیٰ بن یونس اور اسماعیل بن جعفر رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد بن ابی الحواری، ابوبکر بن خزیمہ اور ابوعمر والمستملی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔

امام ابوبکر الاعین فرماتے ہیں کہ: خراسان کے مشائخ تین ہیں، قتیبہ، محمد بن مہران، علی بن حجر، ولادت ۱۵۴ھ میں ہوئی، آپ طلبِ علم کے لئے دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے تھے۔

(تھذیب التھذیب ج۷ ص ۲۶۰، التاریخ الصغیر ج۲ ص ۳۴۸، التاریخ الکبیر للبخاری ج۶ ص ۲۷۲، سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۱۲، تھذیب الکمال ج ۲۰ ص ۳۵۹، تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج۲ ص ۴۵۰، التعدیل والتجریح للباجی ج۳ ص ۱۸۲، تاریخ دمشق ج ۴۱ ص ۳۰۸)

(۶۳)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۴ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب الاموی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ ابی الشوارب کے نام سے مشہور تھے، ابوعوانہ، کثیر بن سلیم، عبدالعزیز بن المختار، حماد بن زید اور عبدالواحد بن زیاد رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، امام مسلم، نسائی، القزوینی، ابوبکر بن ابی الدنیا اور ابوحاتم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کو علمِ حدیث میں بڑا مقام حاصل تھا، آپ کی اولاد کو بعد میں قضا کا عہدہ سپرد کیا گیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۰۴، تھذیب الکمال ج۲۶ ص ۲۱)

(۶۴)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۰ھ**: میں حضرت ابوالعباس ولید بن عتبہ بن بنان الاشجعی الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ "ضابط" کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۱۷۶ھ میں ہوئی، فنِ قرأت میں ولید بن مسلم اور بقیہ بن الولید رحمہما اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، آپ سے عرض کے طریق پر (کہ شاگرد پڑھے استاد سنے) احمد بن نصر بن شاکر، نعیم بن کثیر اور عبداللہ بن محمد بن ہاشم الزعفرانی رحمہم اللہ قرأت روایت

کرتے ہیں، امام ابوداؤ درحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''سننِ ابوداؤ د''میں آپ سے احادیث روایت کی ہے۔

(غـایۃ النهـایۃ فی طبقـات القـراء ج ۱ ص ۴۳۵،تهـذیب الکمـال ج ۱۳ ص ۴۹،تـاریخِ دمشق ج ۶۳ ص ۲۱۶)

(۶۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۸ھ : میں حضرت ابوبکر عبدالجبار بن العلاء بن عبدالجبار العطار البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے، اپنے والد علاء بن عبدالجبار اور ابنِ عیینۃ، ابنِ مهدی، مروان بن معاویہ الفزاری اور وکیع رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، امام مسلم، ترمذی، نسائی، حسن بن محمد الصباح الزعفرانی (یہ آپ کے ہم عصر بھی ہیں) ابوحاتم اور ابنِ خزیمہ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی۔

(تهـذیـب التهـذیـب ۶ ص ۹۵،تهـذیـب الـکـمـال ج ۱۶ ص ۳۹۳،سیـر اعـلام الـنبلاء للذهبی ج ۱۱ ص ۴۰۲)

(۶۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۸ھ : میں شیخ المحدثین حضرت ابوکریب محمد بن العلاء بن کریب الهمدانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابوبکر بن عیاش، ہشیم، یحییٰ بن ابی زائدہ، ابن المبارک، عبدالرحیم بن سلیمان اور عمر بن عبید رحمہم اللہ، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، ترمذی، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابنِ ابی الدنیا اور عثمان بن خرزاذ رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عراق میں آپ سے زیادہ کوئی کثرت سے حدیث روایت کرنے والا نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے شہروں میں ان سے زیادہ کوئی حدیث جاننے والا تھا''عندالبعض مات فی جمادی الآخرۃ''

(سیراعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۳۹۶، تهذیب الکمال ج ۲۶ ص ۲۴۸،تاریخِ دمشق ج ۵۵ ص ۵۹)

(۶۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۹ھ : میں حضرت ابومحمد رجاء بن مرجی بن رافع الغفاری المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، ابوالیمان حکم بن نافع، ابوصالح، فضل بن دکین اور نضر بن شمیل رحمہم اللہ

آپ کے اساتذہ میں سرِفہرست ہیں، ان کے علاوہ بھی آپ نے حجاز، خراسان، عراق اور شام کے علاقوں میں بہت سے حضرات سے علم حاصل کیا، امام ابوداؤد، ابنِ ماجہ، حسین المحاملی اور ابنِ ابی الدنیا رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، بغداد میں ہی آپ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۶، تهذیب التهذیب ج۳ ص ۲۳۳، سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۹۹، تهذیب الکمال ج۹ ص ۱۷۰، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۵۴۲)

(۶۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن سعید بن مسروق الکندی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

حفص بن غیاث، ابن المبارک، عبدالرحیم بن سلیمان، یحییٰ بن ابی زائدہ، عیسیٰ بن یونس اور مروان بن معاویہ رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ترمذی، نسائی، ابوحاتم، یعقوب بن سفیان، ابنِ خزیمہ اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(تهذیب التهذیب ج۷ ص ۲۸۷، تهذیب الکمال ج ۲۰ ص ۴۵۱)

(۶۹)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابومروان ہشام بن خالد بن یزید بن مروان الازرق الدمشقی السلامی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ولید بن مسلم، بقیہ، حسن بن یحییٰ الخشنی، مروان بن معایہ اور خالد بن یزید بن ابی مالک رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابوحاتم اور عثمان بن خرزاذ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام ابوزرعہ الدمشقی رحمہ اللہ نے آپ کو دمشق کے اہلِ فتویٰ میں ذکر کیا ہے (تهذیب التهذیب ج ۱۱ ص ۳۶)

(۷۰)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۰ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ الخفاف المصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عمران بن عبداللہ بن بکیر رحمہ اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِفہرست ہیں، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر رحمہ اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (اکمال الاکمال لابنِ ماکولا ج۳ ص ۲۹۴)

(۷۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ہشام بن شبیب بن ابی خیرۃ السدوسی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مصر میں رہتے تھے، بشر بن مفضل، بکر بن عبداللہ اللیثی ،حسن بن حبیب بن ندبہ،حسین بن حسن البصری، خالد بن الحارث،سفیان بن عیینۃ ،صغدی بن سنان، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عاصم بن ہلال البارقی اور عبداللہ بن سلمۃ الافطس رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوداؤد،نسائی، ابراہیم بن احمد بن احمد بن محمد بن الحارث الکلابی المصری، احمد بن محمد بن حبان الدمشقی، احمد بن محمد بن حسن الربعی البغدادی، ابوالحسن احمد بن ابی یحییٰ الحضرمی المصری اور حسن بن علی بن شبیب المعمری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں،مصر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

(تهذيب الكمال ج٢٦ ص ٥٦٦،تهذيب التهذيب ج٩ ص٤٣٨)

(۷۲)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۱ھ** :میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن منصور بن بہرام التمیمی المروزی الکوسج رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت مَرو کے مقام پر ہوئی، آپ نیشاپور میں رہتے تھے۔

سفیان بن عیینہ، وکیع بن الجراح،نضر بن شمیل ، یحییٰ بن سعید القطان، معاذ بن ہشام ، ابواسامہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن نمیر، محمد بن بکر البرسانی، عبدالرزاق ، محمد بن یوسف الفریابی اور عفان رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں۔

بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوزرعہ الرازی، ابوبکر بن خزیمہ، ابوالعباس السراج، مؤمل بن حسن الماسرجسی ، احمد بن حمدون الاعمشی اور محمد بن احمد بن زہیر رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا تھا، اس کے ساتھ آپ زاہد بھی تھے، اور سنت پر بڑی مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے،جمعرات کے دن آپ کی نیشاپور میں وفات ہوئی، اور جمعہ کے دن آپ کی تدفین ہوئی ، اور مشہور محدث اسحاق بن راہویہ اور محمد بن رافع رحمہم اللہ کے قریب دفن ہوئے، اور محمد بن طاہر نے آپ کے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [۲]

---

[۱] قال ابوحاتم الرازی: صدوق.وقال النسائی:صالح. وقال فی موضع آخر:لاباس به وقال ابوسعيد بن يونس: كانه ثقة ثبتا حسن الحديث .

[۲] قال مسلم: ثقة مامون، احد الائمة من اصحاب الحديث،وقال النسائی:ثقةثبت.وقال الحاكم :احدالائمة من الزهاد والمتمسكين بالسنة، وقال الخطيب:كان فقيها عالما ،قال ابوحاتم: صدوق،وقال ابوبكر الخطيب: كان فقيها عالما، وهوالذى دون عن احمد بن حنبل واسحاق بن راهويه المسائل.

(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۲۶۰،العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص۸۷،طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۴۴،طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۴،تهذیب التهذیب ج ۱ ص ۲۱۹،التاریخ الصغیر ج۲ ص ۳۶۲،تذكرة الحفاظ ج۲ ص ۵۲۵،تاریخِ دمشق ج۸ص ۲۸۴،الكامل فی التاریخ ج۳ص ۲۵۸، المنتظم لابنِ جوزی ج۳ص ۴۳۳،تهذیب الکمال ج ۲ ص ۳۷۷)

(۷۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۲ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن سلمة بن عقبہ القرشی اللبقی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اسحاق بن یوسف الازرق، اسماعیل بن علیة، اصرم بن حوشب، حجاج بن نصر الفساطیطی، حسین بن علوان، حفص بن غیاث، زید بن الحباب، سلم بن سالم البلخی، شبابة بن سوار، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی اورعبدالرحمٰن بن ہارون بن عنترہ رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ ماجہ، ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل الطّوسی، ابراہیم بن ابی طالب، ابراہیم بن محمد بن سفیان، احمد بن محمد بن الازہر، حسن بن علی بن مخلد، حسن بن علی بن نصر الطّوسی، داؤد بن حسین البیہقی، ابوسعید عاصم بن سعید اورعبداللہ بن ابی القاضی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

جمعہ کے دن جمعہ کے نماز سے پہلے آپ کی وفات ہوئی، اور جمعہ کی دن ہی آپ کی تدفین ہوئی۔ [۱]

(تهذيب الكمال ج ۲۰ ص ۴۵۳،تهذيب التهذيب ج۷ص ۲۸۸،المنتظم لابن الجوزی ج۳ص ۴۳۵)

(۷۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۵ھ: میں حضرت ابوعمر شبابة بن سوار الفزاری المدائنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اصلاً خراسان کے باشندے تھے، حریز بن عثمان الرجبی، اسرائیل، شعبہ، شیبان، یونس بن ابی اسحاق، ابنِ ابی ذئب، لیث، عبدالعزیز بن ماجشون اورمحمد بن طلحہ بن مصرف رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی۔

احمد بن حنبل، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن محمد المسندی، احمد بن حسن بن خراش، احمد بن ابی سریج الرازی، حجاج بن شاعر، حجاج بن حمزة الخشابی اورحسن بن صباح رحمہم اللہ

---

[۱] ذکره ابن حبان فی کتاب الثقات، وقال الحاکم ابوعبدالله الحافظ: سمعت اباالولید الفقیه یقول: سمعت اباالحسن الزهیری یقول: حضرت محمد بن اسماعیل ،وساله محمد بن حمزة عن علی بن سلمة اللبقی، فقال ثقة

نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (تہذیب التہذیب ج۴ص ۲۶۵) [۱]

(۷۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۸ھ: میں حضرت ابو اسحاق اسماعیل بن اسد بن شاہین رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اسماعیل بن ابی الحارث البغدادی کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: احمد بن محمد بن حنبل، اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع، اسحاق بن منصور السلولی، جعفر بن عون، حجاج بن محمد الاعور، حسن بن موسیٰ الاشیب اور خلف بن تمیم رحمہم اللہ۔

آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابراہیم بن موسیٰ الجوزی، احمد بن علی الجارود الجارودی الاصبہانی، ابوبکر بن عمرو بن عبدالخالق البزار، احمد بن محمد بن حسن الذہبی، حسن بن عبدالوہاب بن ابوالعنبر، حسن بن محمد بن شعبۃ، حسین بن اسماعیل المحاملی، حسین بن یحییٰ بن عیاش القطان اور ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد رحمہم اللہ۔

جمعہ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ [۲]

(تہذیب الکمال ج۳ص ۴۵، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۴۷، المنتظم لابن الجوزی ج۳ص ۴۵۶)

(۷۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۸ھ: میں حضرت ابوالعباس فضل بن یعقوب بن ابراہیم بن موسیٰ الرخامی البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ادریس بن یحییٰ الخولانی، اسد بن موسیٰ، حبیب بن ابی حبیب، حجاج بن محمد المصیصی، حسن بن بلال البصری، حسن بن محمد الجزری، زید بن یحییٰ بن عبید الدمشقی، وعید بن مسلم الاموی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں۔

بخاری، ابنِ ماجہ، ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق الطّوسی، ابوعلی اسماعیل بن عباس الوارق، جعفر بن احمد بن سنان القطان، جعفر بن محمد بن ابرہیم، حسین بن اسماعیل المحاملی، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن

---

[۱] ذکرہ ابن حبان فی الثقات .

[۲] قال عبدالرحمن بن ابی حاتم: کتبت عنہ مع ابی وھو صدوق، وسئل عنہ ابی فقال: صدوق، وقال ابوقریش محمد بن جمعہ :حدثنا اسماعیل بن ابی الحارث الشیخ الصالح وکذالک قال الحسن بن محمد بن شعبۃ، وقال محمد بن مخلد:حدثنا اسماعیل بن ابی الحارث من خیار المسلمین،وقال الدارقطنی :ثقۃ ، صدوق، ورع، فاضل.

ابی الدنیا اور عبداللہ بن محمد بن ناجیۃ رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۱]

(تهذيب الكمال ج۲۳ص۲۶۳،تهذيب التهذيب ج۸ص۲۶۰،المنتظم لابن الجوزى ج۳ص۷۵۴)

(۷۷)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۹ھ:** میں حضرت ابوزید عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ بن نذیر الاموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ نذیر کے نام سے مشہور تھے، اور اندلس کے مفتی تھے، عبدالرحمٰن المقرئ، مطرف بن عبداللہ الیساری اور عبدالملک بن الماجشون رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، محمد بن عمر بن لبابہ، سعید بن عثمان الاعناقی اور محمد بن فطیس رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(سير اعلام النبلاء ج۱۲ص۳۳۷)

(۷۸)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۵۹ھ:** میں حضرت یحییٰ بن زکریا بن ابراہیم بن مزین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ رملۃ بنت عثمان بن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے، اصلاً آپ طیطلۃ کے باشندے تھے، بعد میں آپ اندلس کے مشہور شہر قرطبہ منتقل ہوگئے، عیسیٰ بن دینار، محمد بن عیسیٰ الاعشی، یحییٰ بن یحییٰ اور غازی بن قیس رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ طیطلۃ کے قاضی بھی رہے ہیں، آپ کی چند مشہور کتب یہ ہیں:

تفسیر المؤطا، کتاب تسمیۃ رجال المؤطا، کتاب علل حدیث المؤطا، کتاب فضائل القرآن۔

(الديباج المذهب فى معرفة أعيان علماء المذهب لابن فرحون ج۱ص۱۷۷)

(۷۹)......**ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۰ھ:** میں حضرت ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن الہذیل الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابوعبداللہ القناد کے نام سے مشہور تھے، ابراہیم بن اسحاق الصینی، سعید بن عمرو الاشعثی، عاصم

---

[۱] قال ابوحاتم: صدوق، وقال ابنه عبدالرحمان بن ابى حاتم: كتبت عنه مع ابى ببغداد وكان صدوقا ثقة، وقال الدارقطنى :ثقة حافظ، وقال ابوبكر الخطيب:كان ثقة، وذكره ابن حبان فى كتاب الثقات.

بن یوسف الیربوعی، عبدالحمید بن بیان السکری، عمرو بن حماد بن طلحہ القناد، ابونعیم فضل بن دین، محمد بن صلت الاسدی اور محمد بن عبداللہ بن المبارک المخرمی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، نسائی، احمد بن سلام، اسحاق بن احمد القطان، ابوعبداللہ جعفر بن حمدان بن سفیان القرشی الکوفی، حسین بن محمد حسین بن مصعب الکوفی، ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد اور علی بن عباس البجلی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [۱]

(تہذیب الکمال ج۵ ص ۱۰۲)

(۸۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۰ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن اسماعیل بن سمرۃ الکوفی السراج رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابراہیم بن عیینۃ، اسباط بن محمد القرشی، اسماعیل بن محمد بن جحادۃ، جعفر بن عون، حسن بن علی الرزاز، حفص بن غیاث، حکم بن جمیع السدوس، ابواسامہ حماد بن اسامہ، زید بن حباب، سفیان بن عیینۃ، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی اور ابوصلت عبدالسلام بن صالح الہروی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابواسید احمد بن محمد بن اسید الاصبہانی، حاجب بن ابی بکر، ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی، ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی، عمر بن محمد بن بجیر البجیری اور قاسم بن زکریا المطرز رحمہم اللہ۔ [۲]

(تہذیب الکمال ج۲۴ ص ۴۷۹)

(۸۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۱ھ: میں افریقہ کے گورنر محمد بن احمد بن الاغلب کی وفات ہوئی، آپ کی مدتِ ولایت ۲۰ سال ۵ مہینے اور ۱۶ دن تھی (الکامل فی التاریخ ج۳ ص ۲۹۳)

(۸۲)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۲ھ: میں حضرت ابوعمران موسیٰ بن سہل بن قادم الرملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آدم بن ابی ایاس، علی بن عیاش رحمہما اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوداؤد، ابنِ خزیمہ، ابن ابی حاتم اور ارغیانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

---

[۱] قال النسائی: ثقة.

[۲] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: سئل ابی عنه، فقال صدوق وسمعت منه مع ابی وهو صدوق ثقة. وقال النسائی: ثقة. وذكره ابن حبان فی كتاب الثقات.

رملہ مقام میں آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۲۴۲ ،تهذيب الكمال ج ۲۹ ص ۷۷)

(۸۳)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۳ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن یحییٰ بن الجعد بن نشیط العبدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابوعلی بن ابوالربیع الجرجانی کے نام سے مشہور تھے، آپ بغداد میں رہتے تھے، ابراہیم بن حکم بن ابان العدنی، اصرم بن حوشب (قاضی ہمذان) شبابۃ بن سوار، ابوعاصم ضحاک بن مخلد نبیل، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی، عبدالرزاق بن ہمام، عبدالصمد بن عبدالوارث اور ابوعامر عبدالملک بن عمرو العقدی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابنِ ماجہ، ابویعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی، ابوبکر احمد بن محمد بن ہلال، حسین بن اسماعیل المحاملی، حسین بن یحییٰ بن عیاش القطان، زکریا بن یحییٰ السجزی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن ابی داؤد، عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا اور ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۸۵سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ [2]

(تهذيب الكمال ج٦ ص ٣٣٥،تهذيب التهذيب ج٢ ص ٢٨٠ ،سير اعلام النبلاء ج١٢ ص ٣٥٦)

(۸۴)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۳ھ: میں حضرت ابوجعفر حمدون بن عمارۃ البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا لقب حمدون تھا اور اسی نام سے آپ مشہور ہوئے، احمد بن عبدالملک بن واقد الحرانی، اسحاق بن ابراہیم الہروی، اسحاق بن کعب، داؤد بن مہران، سعید بن سلیمان الواسطی، عبداللہ بن عمرو بن ابوامیۃ اور عبداللہ بن محمد المسندی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، ابوذر احمد بن محمد بن محمد سلیمان بن الباغندی، عبداللہ بن محمد بن اسحاق المروزی (الحامض) عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد الطہرانی، ابوبکر محمد بن احمد بن راشد بن معدان الاصبہانی، ابوالطیب محمد بن جعفر الدیباجی، محمد بن

---

[1] قال ابن ابى حاتم فى الجرح و التعديل : كتبت عنه وهو صدوق ثقة،وقال ابنه عبدالرحمان بن ابى حاتم: صدوق ثقة.

[2] قال عبدالرحمن بن ابى حاتم :سمعت منه مع ابى وهوصدوق، ذكره ابن حبان فى كتاب الثقات.

مخلد العطار الدوری اور یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، جمادی الاولیٰ کی پہلی تاریخ کو آپ کا انتقال ہوا۔ [۱]

(تہذیب الکمال ج۷ص ۳۰۰،تہذیب التہذیب ج۳ص ۲۱)

(۸۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۴ھ: میں حضرت ابومحمد شعیب بن شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن راشد القرشی الاموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابومحمد الدمشقی کے نام سے مشہور تھے، اور رملہ بنت عثمان بن عفان رحمہا اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کی ولادت ۱۹۰ھ میں ہوئی۔

احمد بن خالد الوہبی، جنادۃ بن محمد المری، ابوالیمان حکم بن نافع، زید بن یحییٰ بن عبید الدمشقی، عبداللہ بن زبیر الحمیدی، ابوالمغیرۃ عبدالقدوس بن حجاج الخولانی، عبدالوہاب بن سعید السلمی اور محمد بن المبارک الصوری رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں۔

نسائی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مروان، ابراہیم بن عبدالواحد العنسی، احمد بن انس بن مالک، احمد بن عامر بن عبدالواحد البرقعیدی، ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصی، ابوالدحداح احمد بن محمد بن اسماعیل التمیمی اور ابوجعفر احمد بن محمد بن موسیٰ بن ابی غسان الدمشقی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۲] (تہذیب الکمال ج ۱۲ ص ۵۲۷)

(۸۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۴ھ: میں حضرت ابوخالد یزید بن سنان بن یزید بن ذیال رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مصر میں رہتے تھے، اور مشہور شخصیت محمد بن سنان القزاز رحمہ اللہ کے بھائی تھے، یحییٰ بن سعید القطان، معاذ بن ہشام، عقدی اور عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام نسائی، ابوعوانہ الاسفرائینی، ابوجعفر الطحاوی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

۸۰ سال کی عمر پائی، آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور قاضی بکار رحمہ اللہ نے آپ کی نمازِ جنازہ

---

[۱] قال ابوبکر الخطیب: کان ثقة.

[۲] قال ابوحاتم و ابنه عبدالرحمن بن ابی حاتم: صدوق، وقال النسائی: ثقة.

پڑھائی۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص۵۵۴،تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۹۳،المنتظم لابن الجوزی ج۳ص۱۷۴)

(۸۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عزیز بن عبداللہ بن زیاد بن خالد بن عقیل بن خالد الایلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

سلیمان بن سلمۃ الخبائری الحمصی، یعقوب بن زہدم بن الحارث اور سلامۃ بن روح بن خالد الایلی (یہ آپ کے چچا کے بیٹے ہیں) رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، نسائی، ابنِ ماجہ، احمد بن حفص السعدی، احمد بن شعیب بن یزید الصیرفی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم اور ابوالحریش احمد بن عیسیٰ الکلابی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ایلہ کے مقام پر آپ کی وفات ہوئی۔ [۲] (تہذیب الکمال ج۲۶ص۱۱۶)

(۸۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۸ھ: میں حضرت ابویحییٰ عیسیٰ بن احمد بن وردان العسقلانی البلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ اصلاً بغداد کے رہنے والے تھے لیکن بلخ میں عسقلان محلّہ میں آپ رہتے تھے، اسحاق بن سلیمان الرازی، اسحاق بن الفرات، المصری، اسود بن عامر شاذان، اصرم بن حوشب، بشر بن بکر التنیسی، بقیۃ بن الولید، حسین بن ولید نیشاپوری، ابواسامہ حماد بن اسامہ، خالد بن عبدالرحمٰن الخراسانی اور خالد بن قاسم المدائنی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ترمذی، نسائی، ابواسحاق ابراہیم بن معقل النسفی، احمد بن حامد النسفی، ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن جارود العسکری، احمد بن محمد حامد النسفی، ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن الجارو العسکری، احمد بن محمد بن العجنس العجنسی، احمد بن منصور بن علی النسفی، ابواحمد حامد بن بلال البخاری، ابویعلیٰ حسن بن حسین الکبندی اور ابومحمد حسن بن

---

[۱] وقال الذهبی:وبلغنا انه کان ثقة امام نبیلا .قال ابن ابی حاتم کتبت عنه وهو صدوق ثقة وقال النسائی ثقة. وذکره ابن حبان فی الثقات .

[۲] قال النسائی : لاباس به.وقال فی موضع آخر:صویلح.وفی موضع آخر:ضعیف لیس بثقة. وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم: کان صدوقا.وقال الحاکم ابواحمد :رأیت القدماء حدثوا عنه مثل الفضل بن سخیت الهندی، وبکر بن سهل الدمیاطی فیه نظر.

زکریا البز از رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، بلخ کے محلّہ عسقلان میں آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]
(تہذیب الکمال ج ۲۲ ص ۵۸۷)

(۸۹)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۶۸ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن ثواب الثعلبی المخرمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

یزید بن ہارون، عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلۃ البصری، ابراہیم بن حمزۃ المدنی اور عمار بن عثمان الحلبی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، عبداللہ بن محمد بن اسحاق المروزی، جعفر بن عبداللہ بن مجاشع، اسماعیل الصفار، ابوبکر الخلال رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۲]
(طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۵۰)

(۹۰)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۰ھ: میں حضرت ابواسحاق بن اسحاق بن اسماعیل بن سہل القرشی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مصر میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: جعفر بن عون، محمد بن القاسم الاسدی، ابونعیم، طلق بن غنام، اسحاق السلولی اور سعید بن ابی مریم رحمہم اللہ۔

آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابنِ خزیمہ، طحاوی، ابنِ زیاد نیشاپوری اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ، آپ کو فالج کا مرض ہوگیا تھا، اور اس کے مرض کے کچھ عرصہ بعد آپ کی وفات ہوئی۔ [۳]
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۵۹)

(۹۱)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۳ھ: میں حضرت ابوعلی حنبل بن اسحاق بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے چچازاد بھائی تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابونعیم فضل بن دکین، ابوغسان مالک بن اسماعیل، عفان بن مسلم، سعید بن سلیمان، عارم بن فضل بن دکین اور سلیمان بن حرب رحمہم اللہ۔

آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: عبداللہ بن محمد البغوی، یحییٰ بن صاعد اور ابوبکر الخلال رحمہم اللہ، واسط

---

[۱] قال النسائی: ثقة، وقال ابوحاتم: صدوق، ذكره ابن حبان فی كتاب الثقات.
[۲] وقال البرقانی قال لنا ابوالحسن الدارقطنی الحسن بن ثواب الثعلبی بغدادی ثقة.
[۳] وقال ابن ابی حاتم: هو صدوق.

شہر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

(طبقات الحنابلة ج ا ص ۵۵،تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۱)

(۹۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن ملاعب البغدادی المخرمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن بکر السہمی، ابونعیم، عبدالصمد بن نعمان، عفان، مسلم بن ابراہیم رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، یحییٰ بن صاعد، اسماعیل الصفار، ابوبکر النجاد، عثمان بن السماک اور ابوجعفر بن البختری رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ کی ولادت ۱۹۱ھ میں ہوئی۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۳،طبقات الحنابلة ج ا ص ۳۰،طبقات الحفاظ ج ا ص ۵۲،تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۵)

(۹۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ: میں حضرت شیخ الاسلام ابوبکر احمد بن محمد بن حجاج المروذی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے اور بغداد کے شیخ شمار ہوتے تھے، آپ کے والد خوارزمی تھے، اور آپ کی والدہ مروذیہ علاقہ سے تعلق رکھتی تھیں، احمد بن حنبل آپ کے جلیل القدر اساتذہ میں سے ہیں، اوران کی صحبت میں طویل عرصہ تک رہے، اوران کے بڑے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے، ہارون بن معروف، محمد بن منہال الضریر، عبیداللہ بن عمر القواریری، محمد بن عبداللہ بن نمیر، عثمان بن ابی شیبۃ، عباس بن عبدالعظیم، محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر الخلال، محمد بن عیسیٰ بن الولید، محمد بن مخلد العطار، عبداللہ الخرقی اور ابوحامد احمد بن عبداللہ الحذاء رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

آپ کی قبر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاؤں کی جانب ہے۔

اسحاق بن داؤد فرماتے ہیں کہ: ابوبکر مروذی سے زیادہ دین میں راسخ وراست باز میں نے کوئی

---

[۱] وذکرہ الخطیب احمدبن ثابت فقال: کان ثقة ثبتا. وقال ابن ابی یعلیٰ: واخبرنا الازھری قال: سئل الدارقطنی عن حنبل کان صدوقا.

[۲] قال ابن خراش وغیرہ: ثقة، وقال ابن ابی یعلیٰ: وذکرہ عبدالله بن احمد فقال: ثقة. وکذالک قال: الدارقطنی.

نہیں پایا۔

ابوبکر بن صدقۃ فرماتے ہیں کہ: مروذی سے زیادہ اللہ کے دین کا محافظ ورکھوالا میرے علم میں کوئی اور نہیں۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ: ایک دن میں امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا آپ نے کس حال میں صبح کی؟

تو آپ نے جواب دیا کہ اس کی صبح کیسی ہوسکتی ہے؟ جس کے رب کا اس سے اپنے فرائض کی بجا آوری کا مطالبہ ہو، اوراس کے نبی کا اپنے سنن وطریقوں کی ادائیگی کا تقاضا ہو، اوردوفرشتے اس سے صحتِ عمل کے متقاضی ہوں، جبکہ (اس کے برخلاف) اس کا نفس اس سے اپنی خواہشات کی اتباع کا مطالبہ کرتا ہو، اورابلیس اس سے منکرات اورفواحش میں ملوث ہونے کا مطالبہ کرتا ہو، اورموت کا فرشتہ اس سے روح کی سپردگی کا تقاضا کرتا ہو، اوراس کے اہل وعیال اپنے نان نفقہ کے پورے کرنے کا مطالبہ کرتے ہوں۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۱۷۵، العبر فی خبر من غبر ج۱ ص۹۷، طبقات الحنابلة ج۱ ص۲۳، تذکرة الحفاظ ج۲ ص۶۳۳)

(۹۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۶ھ: میں حضرت شیخ الحرم امام ابوجعفر محمد بن اسماعیل بن سالم القرشی العباسی الصائغ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے، اسماعیل بن سالم القرشی (یہ آپ کے والد ہیں) ابواسامۃ، ابوداؤد الحفری، روح بن عبادہ، حجاج بن محمد الاعور رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوداؤد، ابنِ صاعد، ابنِ ابی حاتم، عبداللہ بن حسن بن بندار اور شیخ ابونعیم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۰ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۱۶۲، تهذیب الکمال ج۲۴ ص۴۷۷، تهذیب التهذیب ج۹ ص۵۰)

(۹۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۹ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب بن شداد رحمہ

---

[۱] قال عبدالرحمن بن ابی حاتم: سمعت منه بمكة وهو صدوق، وقال بن خراش: هو من اهل الفهم والامانة. وذكره ابن حبان فی كتاب الثقات.

اللہ کی وفات ہوئی۔

ابوخیثمہ زہیر بن حرب (یہ آپ کے والد ہیں) ابونعیم، ہوذہ بن خلیفہ، عفان، محمد بن سابق، ابوسلمہ التبوذکی، ابوغسان النہدی، احمد بن یونس، قطبہ بن العلاء، مسلم بن ابرہیم، احمد بن اسحاق الحضرمی اور موسیٰ بن داؤد الضبی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، محمد بن احمد الحافظ (یہ آپ کے بیٹے ہیں) ابوالقاسم البغوی، یحییٰ بن صاعد، علی بن محمد بن عبید، محمد بن مخلد، محمد بن احمد الحکیمی، اسماعیل بن محمد الصفار، ابوسہل بن زیاد، قاسم بن اصبغ اور احمد بن کامل رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۴۹۳، طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۱۶، تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۶)

(۹۶)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۷۹ھ: میں حضرت ابویحییٰ عبداللہ بن احمد بن ابی مسرة المکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ ابی مسرة کے نام سے مشہور تھے، ابوعبدالرحمٰن المقرئ، عثمان بن یمان، یحییٰ بن قزع اور حمیدی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوالقاسم البغوی، یعقوب بن یوسف العاصمی، خیثمہ بن سلیمان، ابومحمد بن اسحاق الفاکہی المکی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، مکہ میں آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۳۳، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۸)

(۹۷)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس القرشی الاموی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابوبکر بن ابی الدنیا البغدادی کے نام سے مشہور تھے، اور کئی مفید کتابوں کے مصنف تھے، جن میں سے کئی کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، آپ کی ولادت ۲۰۸ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابراہیم بن زیاد سبلان، ابراہیم بن المنذر الخزامی، احمد بن ابراہیم الموصلی، احمد بن ابراہیم الدورقی، احمد بن جمیل المروزی، احمد بن عمران الاخنسی، ازہر بن مروان الرقاشی، اسحاق بن ابی اسرائیل، اسحاق بن اسماعیل الطالقانی، اور ابوابراہیم اسماعیل بن ابرہیم

[۱] قال الدارقطنی: ثقة مامون. وقال الخطیب ثقة عالم متقن حافظ بصیر بایام الناس روایة للادب.

الترجمانی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابنِ ماجہ، ابراہیم بن عبداللہ بن جنید الختلی (یہ آپ کے ہم عصر بھی تھے) ابراہیم بن عثمان بن سعید بن المثنیٰ المصری الخشاب، ابراہیم بن موسیٰ بن جمیل الاندلسی، ابوبکر بن احمد بن سلمان النجاد، ابوعلی احمد بن فضل بن عباس بن خزیمہ، ابوعلی احمد بن محمد بن ابراہیم الصحاف اور احمد بن محمد بن الجراح رحمہم اللہ۔

آپ کی جائے پیدائش ورہائش بغداد تھی۔

کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالیٰ نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک کلمہ میں ہنسا دیتے تھے اور پھر دوبارہ اسے رلا دیتے تھے۔ یہ سب کچھ ان کے علم کے وسیع ہونے اور کلام کی تاثیر وتصرف کا اثر تھا۔

ابن ابی الدنیا کی ایک تصنیف ''کتاب الدعاء'' کے نام سے نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے۔ [۱]

(تهذيب الكمال ج١٦ ص٧٨،العبر في خبر من غبر ج ١ ص ٩٩ ،طبقات الحفاظ ج ١ ص ٥٨ ،تهذيب التهذيب ج٦ ص ١٢،تذكرة الحفاظ ج٢ ص ٦٧٩، بستان المحدثين ص ١٦٦ تا ١٦٩ ملخصاً،مصنفه : حضرت شاه عبدالعزيز محدث دهلوى رحمه الله)

(۹۸)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۲ھ: میں حضرت ابوحنیفہ احمد بن داؤد الدینوری النحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن السکیت رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، آپ کی تالیفات علمِ نحو، علمِ لغت، علمِ ہندسۃ، علمِ ھیئت اور وقت کی قدر وقیمت وغیرہ موضوعات پر ہیں۔

آپ احناف کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ [۲]

(سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۲۲)

(۹۹)...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۲ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن ابی بدر المنذر بن بدر بن النضر المغازلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

---

[۱] قال عبدالرحمان بن ابى حاتم : كتبت عنه مع ابى وسئل ابى عنه فقال: صدوق.وقال عبدالمؤمن بن خلف النسفي: سالت اباعلي بن محمد عن ابن ابى الدنيا فقال: صدوق وكان يختلف معنا الا انه كان يسمع من انسان يقال له: محمد بن اسحاق بلخي وكان يضع للكلام اسنادا وكان كذابايروى احاديث من ذات نفسه مناكير.

[۲] وقال الذهبى:صدوق.

آپ بدر کے لقب سے مشہور تھے۔ ۱؎

(طبقات الحنابلۃ ج ۱ ص ۲۹)

(۱۰۰)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۲ھ: میں حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن ابراہیم البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ محمد بن حاتم بن میمون السمین رحمہ اللہ کے نواسے تھے، ابوالجہم ارزق بن علی الحنفی، سعید بن سلیمان الواسطی سعدویہ، علی بن حکیم الاودی، محمد بن یحییٰ بن ابوعمر العدنی، منجاب بن حارث التمیمی، ہدبۃ بن خالد، یعقوب بن حمید بن کاسب رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، حسین بن اسماعیل المحاملی، محمد بن جعفر المطیری، ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ العقیلی اور محمد بن مخلد بن حفص بن العطار رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، بغداد میں آپ کی وفات ہوئی۔ ۲؎

(تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۲۹، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۶۰)

(۱۰۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن العباس بن جریج رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مشہور شاعر تھے، اور ابن الرومی کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۹۶)

(۱۰۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۵ھ: میں حضرت احمد بن اصرم بن خزیمۃ بن عباد بن عبداللہ بن حسان بن الصحابی عبداللہ بن مغفل المزنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

احمد بن حنبل، ابنِ معین، عبدالاعلیٰ بن حماد، قواریری، سریج اور ابوابراہیم الترجمانی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں۔

ابوعوانہ، ابنِ ابی حاتم، قاسم بن ابی صالح، ابوجعفر العقیلی، ابوعبداللہ بن مروان الدمشقی اور ابوبکر

۱؎ وقال ابومحمد الجریری کنت یوم عند بدر المغازلی وقد باعت زوجت دارا لها بثلاثین دینارا فقال: لها بدر نفرق هذه الدنانیر فی اخواننا وناکل رزق یوم بیوم فاجابته الی ذالک وقالت تزهد انت ونرغب نحن هذا مالایکون وقال ابن ابی یعلیٰ: الشیخ الصالح البغدادی وکان ثقةویعد من الاولیاء العازفین عند الدینا لقبه بدر وهو الغالب علیه.

۲؎ ذکره الدارقطنی فقال :ثقة نبیل ،وقال ابوالعباس بن عقدة عن ابراهیم بن اسحاق الصواف :ثقة مامون، قال وسمعت عبدالرحمن بن یوسف بن خراش وسألته عنه فقال: ثقة عدل.

النجاد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۸۵، طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۸)

(۱۰۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۸۹ھ: میں عباسی خلیفہ المکتفی باللہ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی، آپ کا پورا نام ابومحمد علی بن المعتضد باللہ ابوالعباس احمد بن الموفق طلحہ بن المتوکل العباسی تھا، آپ کی ولادت ۲۶۴ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۷۹)

(۱۰۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۱ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن یزید الشیبانی البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۲۰۰ھ میں ہوئی، ابراہیم بن المنذر، محمد بن سلام الجمحی، ابن الاعرابی، علی بن المغیرۃ، سلمہ بن عاصم اور زبیر بن بکار رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، نفطویہ، محمد بن عباس الیزیدی، اخفش الصغیر، ابن الانباری، ابوعمر الزاہد، احمد بن الکامل اور ابن المقسم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث سماعت کی، آپ کی مشہور کتب مندرجہ ذیل ہیں:

اختلاف النحویین، القراءات، معانی القرآن وغیرہ۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۷)

(۱۰۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۲ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز السکونی البصری الحنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: محمد بن بشار، محمد بن المثنیٰ اور شعیب بن ایوب رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: مکرم بن احمد اور ابومحمد بن زبر رحمہم اللہ۔

آپ شام، کوفہ، کرخ اور بغداد کے قاضی رہے، ۲۶۴ھ میں آپ دمشق کے قاضی تھے، لیکن بعد میں معتضد باللہ کے دور میں بغداد کے قاضی بنا دیئے گئے، وفات تک بغداد میں ہی رہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۴۱)

(۱۰۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۳ھ: میں حضرت ابوبکر اسماعیل بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران

---

[۱] وثقه ابوبكر الخلال، وقال : حدثنا ابوبكر المروذى عنه ،وقال صالح بن احمد الحافظ: كان ثبتا ،شديدا علىٰ اصحاب البدع.

[۲] وقال الخطيب: ثقة حجة ،دين صالح ،مشهور بالحفظ .

السراج نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

یحییٰ بن یحییٰ التمیمی، عبداللہ بن الجراح القہستانی، عمرو بن زرارۃ، اسحاق بن راہویہ، محمد بن موسیٰ الجرشی، جبارۃ بن المغلس اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، محمد بن اسحاق بن ابراہیم (یہ آپ کے بھائی ہیں) محمد بن مخلد، ابوسہل بن زیاد القطان، اسماعیل بن علی الخطبی اور ابنِ قانع رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔

آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی، اور بغداد ہی میں دین کا علم پھیلایا اور بغداد میں ہی آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

"عندالبعض مات فی سنة ست وثمانين ومائتين" (طبقات الحنابلة ج ا ص ۳۹)

(۱۰۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۶ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن حماد بن مسلم التجیبی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ زغبہ کے نام سے مشہور تھے، اور مشہور شخصیت عیسیٰ بن حماد زغبہ کے بھائی تھے، سعید بن ابی مریم، ابوصالح، یحییٰ بن بکیر، سعید بن ابی عفیر اور عیسیٰ آپ کے اساتذہ ہیں، نسائی، عبدالمؤمن بن خلف النسفی، علی بن محمد الواعظ، ابوسعید بن یونس، سلیمان بن احمد الطبرانی اور حسن بن رشیق رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ۹۴ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۳۳، تهذيب الكمال ج ا ص ۲۹۷، العبر فی خبر من غبر ج ا ص ۱۰۶، تهذيب التهذيب ج ا ص ۲۲)

(۱۰۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۷ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ العبسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عثمان بن ابی شیبۃ (یہ آپ کے والد ہیں) ابوبکر، قاسم، احمد بن یونس الیربوعی، علی بن المدینی، یحییٰ الحمانی، سعید بن عمرو الاشعثی، منجاب بن الحارث، علاء بن عمرو الحنفی اور ابوکریب رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابنِ صاعد، ابن السماک، النجاد، جعفر الخلدی، ابن ابی دارم، اسماعیل

---

[۱] وقال الدارقطنی: اسماعیل بن اسحاق بن ابراهيم بن مهران النیسابوری السراج ثقة.

[۲] ارخه ابن یونس وقال: كان ثقة مامونا، وقال المزی كان ثقة مامونا، قال النسائی صالح.

الختلی، ابوبکر الشافعی، سعد بن محمد الناقد، ابوعلی بن الصواف، ابوالقاسم الطبرانی، حسین بن عبید الدقاق اوراسماعیلی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۲۲، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۶، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۶۱)

(۱۰۹)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۲۹۹ھ: میں حضرت ابوالاحوص امام محمد بن ابن الہیثم بن حماد بن واقد الثقفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابوالاحوص کے نام سے مشہور تھے، اورعکبراء مقام کے قاضی تھے، ابونعیم، مسلم بن ابرہیم، عبداللہ بن رجاء، سعید بن ابی مریم، عبدالعزیز الاویسی، موسیٰ بن داؤد الضبی، محمد بن کثیر الصنعانی، عارم، قعنبی، ابوالولید اور سعید بن عفیر رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِفہرست ہیں۔

ابنِ ماجہ، موسیٰ بن ہارون، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، عثمان بن السماک، ابوبکر النجاد، ابوبکر الشافعی، ابوبکر بن مالک الاسکافی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، عکبراء کے مقام پر آپ کی وفات ہوئی۔ [۲]

---

[۱] قال صالح جزرة: ثقة، قال ابن عدی: لم ارله حدیثا منکرا فاذکرہ، واما عبداللہ بن احمد حنبل فقال: کذاب، وقال عبدالرحمن بن خراش: کان یضع الحدیث، وقال مطین: ھو عصا، یلقف مایأفکون، وقال ابوالحسن الدارقطنی: انہ اخذ کتاب غیر محدث، وقال ابوبکر البرقانی: لم ازل اسمع الشیوخ یذکرون انہ مقدوح، وعن عبدان قال: لابأس بہ، قال ابوالحسین بن المنادی: کنا نسمع الشیوخ یقولون: مات حدیث الکوفة لموت محمد بن ابی شیبة ومطین وموسیٰ بن اسحاق وعبید بن غنام۔

[۲] قال ابوالحسن الدارقطنی: کان من الحفاظ الثقات. قال ابوالعباس بن عقدة عن عبدالرحمان بن یوسف بن خراش: محمد بن الھیثم من الاثبات المتقنین. وقال الدارقطنی: کان من الثقات الحفاظ. وقال فی موضع آخر: ثقة مامون، حافظ. وقال ابوبکر الخطیب: کان من اھل الفضل. وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث.

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۱۵۷، تھذیب الکما ج۲۶ ص ۲۸۵، تھذیب التھذیب ج۹ ص ۴۴۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۰۲)

تیسری صدی ہجری کے بعد کے چند اجمالی واقعات

(۱۱۰)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۳۹ھ: میں عظیم محدث حضرت ابو محمد حسن بن محمد بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ان کی کتاب ''کرامات الاولیاء'' مشہور تصنیف ہے، آپ خلاّل کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے ابوبکر وراق، ابوبکر بن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا، خطیب بغدادی، ابوالحسین ابن الطیوری، جعفر بن احمد سراج، علی بن عبدالواحد دینوری رحمہم اللہ اور دوسرے کامل ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں، آپ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظِ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں (بستان المحدثین ص ۲۵۰)

(۱۱۱)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ: میں عظیم محدث حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا میلان کبھی کبھی دینی ذوق کی شعر وشاعری کا بھی تھا، چنانچہ آپ کا ایک یہ شعر بہت عظیم ہے۔

مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلٰی فَذَاکَ جَلِیْلٌ   وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاہُ ذَلِیْلٌ

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہوا تو وہ ذلیل ہے۔ سننِ کبریٰ بیہقی اور معرفۃ السنن والآثار اِن کی اہم کتابیں ہیں

(بستان المحدثین ص ۱۳۵، آثار الحدیث ج ۲ ص ۳۴۶)

(۱۱۲)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ: میں عظیم محدث حضرت امام ابوموسیٰ مدینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ اپنے زمانہ کے اہلِ علم میں علمِ حدیث کے عظیم ماہر تھے، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا قوی حافظہ عطا فرمایا تھا، آپ کے انتقال کے دن یہ اتفاق پیش آیا کہ ابھی ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہوگئی، گرمیوں کا موسم تھا اور ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی (بستان المحدثین ص ۲۰۴)

(۱۱۳)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۹۰ھ: میں ''علامہ شاطبی رحمہ اللہ'' کا انتقال ہوا۔

آپ کا نام محمد قاسم، کنیت ابوالقاسم اور ابومحمد ہے، آپ شاطبہ مقام کے باشندے ہیں جو مشرقی اندلس کا بڑا مردم خیز شہر تھا، آپ آنکھوں سے معذور اور نابینا تھے، لیکن کمال درجہ کے ذہین وفہیم ہونے کی وجہ سے نابیناؤں جیسی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ آپ قرأت کے فن کے مشہور امام، تفسیر وحدیث کے زبردست عالم، لغت ونحو میں بے نظیر اور علمِ تعبیر میں ماہر تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔

آپ کی تصانیف میں سے ''شاطبیہ'' اور ''رائیہ'' مدارس کے نصاب میں داخل ہیں۔ شاطبیہ میں ایک ہزار ایک سو تہتر اشعار ہیں، جن میں آپ نے نرالے طرز کے ساتھ منظوم انداز میں قرأت کے فن کو جمع کیا ہے۔

علامہ قرطبی سے منقول ہے کہ جب آپ شاطبیہ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو اس کو ساتھ لے کر بیت اللہ کے بارہ ہزار طواف کئے اور ہر مرتبہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو نفع پہنچنے کی دعا کی، آپ نے باون یا ترپن سال کی عمر پائی اور مصر کے شہر قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا (ظفر المحصلین ص ۶۹ و ۷۰ ملخصاً، مصنفہ: مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب)

(۱۱۴)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۹۰۱ھ: میں حضرت مولانا سماء الدین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ شیخ کبیر سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کے مرید تھے، کہتے ہیں کہ میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کے شاگرد مولانا سناء الدین سے آپ نے علم حاصل کیا تھا۔

آپ کی قبر دہلی میں حوضِ شمسی پر ہے، جہاں آپ کی اولاد کی قبریں ایک ساتھ صفوں میں موجود ہیں۔

آپ علومِ ظاہری وحقیقی کے جامع تھے، متقی وپرہیزگار تھے، دنیا کی زیادتی کی خواہش نہ تھی صرف ضروریاتِ زندگی کی حد تک دنیا کی چیزیں استعمال کرتے تھے، آپ ملتان کی خانہ جنگی وخلفشار کی وجہ سے وہاں سے روانہ ہوکر تھوڑا عرصہ رنتھور، بیانہ وغیرہ میں رہے اور پھر دہلی آکر سکونت پذیر ہوگئے چونکہ بڑی عمر ہوچکی تھی اس لئے درازی عمر کے باعث آخری زمانہ میں بینائی بھی جاتی رہی

تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بغیر کسی علاج کے پھر دوبارہ بینائی عنایت کی (''اخبارالاخیار'' اردو ص۲۹۲، مصنفہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ)

(۱۱۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ: میں ''صاحبِ جلالین'' (نصفِ اول) کا انتقال ہوا۔

آپ کا نام عبدالرحمٰن، لقب جلال الدین اور کنیت ابوالفضل ہے، مقامِ سیوط کی طرف آپ کی نسبت کرکے آپ کے نام کے ساتھ ''سیوطی'' لگایا جاتا ہے، یعنی کہا جاتا ہے ''علّامہ جلال الدین سیوطی''سیوط مصر کے نواح میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر ہے۔

آپ اپنے زمانے میں علمِ حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے، بے شمار فنون میں آپ کی تصنیفات بلکہ بعض علوم میں کئی کئی تصنیفات موجود ہیں، علومِ قرآن پر آپ کی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' نہایت اہم اور مشہور کتاب ہے جو آپ نے سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد کم وبیش چار سال کی طویل مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچائی ہے جس میں سینکڑوں منتشر، اہم، مفید اور نایاب معلومات جمع کی ہیں۔

آپ کی تفسیری تصنیف جلالین (کا نصفِ اول) درسِ نظامی میں داخل ہے جو فنِ تفسیر کی ایک مختصر سی کتاب ہے جس کے الفاظ قریب قریب قرآنی الفاظ کے ہم عدد ہیں بلکہ یہ دراصل قرآن کے عربی ترجمہ کی ایک شکل ہے کہ مشکل الفاظ اور مشکل ترکیبوں کا حل اور آیات کے ساتھ مختصر جملے مطلب واضح کرنے کے لئے زیادہ کردئے جاتے ہیں، کہیں کہیں کوئی قصہ طلب بات ہوتی ہے تو اس کا بھی اجمالی طور پر ذکر کردیا جاتا ہے۔

اس تفسیر کا واقعہ یہ ہے کہ یہ دو بزرگوں کی تصنیف ہے ایک یہی علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، اور دوسرے علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ۔اس تفسیر کا آخری آدھا حصہ ''علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ'' کا ہے، اور پہلا آدھا حصہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا ہے، جو آپ نے علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ کی وفات کے چھ سال بعد صرف ایک چلہ کے اندر بیس بائیس سال کی عمر میں تصنیف کی ہے، اور بڑا کمال یہ ہے کہ یہ تفسیر کا آدھا حصہ از اول تا آخر بالکل علامہ جلال الدین محلی کے طرز اور انداز پر ہے (ماخذہٗ ''ظفر المحصلین'' ص۴۴ تا ۴۸ ملخصاً)

(۱۱۶)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ: میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

حضرت نانوتوی اپنے دور کے عظیم محدث اور محقق تھے، اور سچے عاشق رسول تھے، تواضع، انکساری اور فنائیت میں اپنی نظیر آپ تھے۔

آپ کو سرزمینِ عرب سے ایسا تعلق تھا کہ جس کی مثال اس دور میں مشکل سے ملتی ہے، جب آپ حج کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنا جوتا اتار لیتے تھے اور عرب کی حدود میں ننگے پاؤں پھرتے رہتے تھے، اور فرماتے تھے کہ: ''جس زمین اور گلی کوچوں میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے قدم مبارک لگے ہوں وہاں میں جوتے پہن کر چلوں؟''

آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی سے علومِ حدیث کی تکمیل کی، آپ نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کے دست پر بیعت کی اور سلوک وتصوف کے منازل طے کرنے کے بعد خلافت سے نوازے گئے، آپ ایک عظیم مناظر، مجاہد اور جفاکش انسان تھے، باطل فرقوں کے پادریوں سے بہت سے مناظرے کئے اور ہمیشہ کامیاب رہے۔

جب سے انگریز نے ہندوستان میں قدم جمائے اور مختلف ہتھکنڈوں سے دوسرے مذاہب کو پامال کرنے اور عیسائیت کو پھیلانے کے لئے کوششیں کیں تو اس کی مدافعت ومزاحمت کے لئے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی رفاقت میں مل کر ایک جماعت قائم کی گئی اور اسی غرض کے لئے دارالعلوم دیوبند کا آپ نے سنگ بنیاد رکھا، جو اسلام کا محفوظ قلعہ اور مسلمانوں کا ناقابل شکست حصار ثابت ہوا، یہ آپ کا زندہ جاوید کارنامہ ہے اسی وجہ سے آپ کو بانیٔ دارالعلوم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (بیس بڑے مسلمان ص۱۱۴، اکابرِ علماء دیوبند ص۱۳ تا ۱۸ ملخصاً)

(۱۱۷)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ: میں شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

مولانا حسین احمد مدنی اپنے علم اور عمل کے اعتبار سے اس صدی کے نابغہ وروزگار انسانوں سے تھے

اورانہوں نے بچپن سے لے کر وفات تک جہد وعمل سے بھر پور زندگی گذاری، ان کی ہمت مردانہ اور استقلال واستقامت کا ہر شخص معترف ہے۔

دشمن ودوست سبھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مولانا غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے، حضرت مدنی سرتا پا خلیق مہمان نواز باحیاء اور بعض ان صفات حمیدہ سے متصف تھے جن پر دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے کمالات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو مختصر تحریر میں لانا مشکل ہے (ملاحظہ ہو: بیس بڑے مسلمان ص ۴۶۱)

(۱۱۸)......ماہِ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ: میں دارالعلوم دیوبند کا عظیم الشان پہلا صد سالہ جلسہ منعقد ہوا۔

اس اجلاس کا مقصد فضلاءِ دارالعلوم کی دستار بندی تھا، جلسے دنیا میں بہت ہوتے رہتے ہیں لیکن جس ذوق وشوق، وللّٰہیت اور لگن کے ساتھ مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد نے اس اجلاس میں شرکت کی وہ یقیناً برصغیر کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے اکابر میلوں، ٹھیلوں اور جشنوں کے کبھی قائل نہیں رہے، انہوں نے ہمیشہ للّٰہیت کے ساتھ دین کی خدمت انجام دی ہے اور نام ونمود سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے، یہ اجلاس صد سالہ بھی کوئی جشن یا میلہ نہیں تھا۔ اس کو ''جشن صد سالہ'' سمجھنا غلط ہے، کیونکہ دارالعلوم کی طرف سے اس کا نام ''جشن صد سالہ'' نہیں بلکہ ''اجلاسِ صد سالہ'' مقرر کیا گیا تھا، تا کہ اسے عام جشنوں کی طرح کوئی جشن نہ سمجھا جائے۔

دارالعلوم دیوبند کسی متعصب فرقے کا نام نہیں ہے، نہ یہ کوئی سیاسی جماعت ہے، نہ کوئی ایسا گروہ یا جتھہ ہے جو ہر حق وناحق میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے لئے قائم کیا گیا ہو، اور نہ یہ کوئی بحث ومناظرہ کی کوئی ٹیم ہے جو صرف کسی خاص فرقے کی تردید کے لئے معرضِ وجود میں آئی ہو، بلکہ درحقیقت دارالعلوم دیوبند قرآن وسنت کی اُس تعبیر کا نام ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور اسلافِ امت کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے یہ اس صحیح علم کا نام ہے جو بزرگانِ دین نے پیٹ پر پتھر باندھ کر ہم تک پہنچایا ہے، یہ سیرت وکردار کی اس خوشبو کا نام ہے جو صحابہ وتابعین کی سیرتوں

سے پھوٹی ہے، یہ اس عہد وعمل کا نام ہے جس کا سہرا بدر واُحد کے میدانوں تک پہنچتا ہے۔

یہ اس اخلاص وللّٰہیت، تواضع وسادگی، تقویٰ وطہارت اور حق گوئی وبے باکی کا نام ہے جو تاریخ اسلام کے ہر دور میں علمائے حق کا طرّہ امتیاز رہی ہے۔

پچھلی صدی میں دارالعلوم دیوبند کا تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دورانحطاط میں اُن علمی وعملی اوصاف کو زندہ کیا، اور ایسے انسان پیدا کئے جو اِن اوصاف کے جیتے جاگتے پیکر تھے، لہٰذا جو شخص ان اوصاف سے متصف ہے جسے ان خطوط پر پہلے اپنی اور پھر ساری امت کی اصلاح کی فکر ہے، وہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہے، خواہ ظاہری طور پر اس نے دارالعلوم دیوبند کو دیکھا بھی نہ ہو۔

اور جو شخص ان اوصاف سے بے فکر اور اس مشن سے بے پرواہ ہے اس کا دارالعلوم دیوبند سے کوئی تعلق نہیں خواہ ظاہری طور سے اس کے پاس دارالعلوم کی سند اور دستار کیوں نہ موجود ہو (جہاں دیدہ ص ۴۹۸ تا ۵۱۱ ملخصاً، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

اور اس کے علاوہ بھی بے شمار واقعات وحادثات اس مہینہ میں رونما ہوئے ہیں، جن کا احاطہ مشکل ہے۔

البتہ روایات کے اختلاف کی وجہ سے بعض واقعات کی تاریخوں میں اختلاف ممکن ہے۔

تاہم یہ واقعات صرف تاریخی معلومات کے لئے درج کئے گئے ہیں، مگر ان سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں۔

ماہِ جمادی الاخریٰ کے چند اہم تاریخی واقعات

(مرتب: مولانا طارق محمود: ادارہ غفران، راولپنڈی)

پہلی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲ھ: میں سریہ نخلہ پیش آیا (عہدِ نبوت کے ماہ و سال ص ۸۸)

حضور ﷺ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ یا بارہ مہاجرین صحابہ کا لشکر ''بَطنِ نَخلَۃ'' مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

''بَطنِ نَخلَۃ'' مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

یہ دراصل ''نخلہ'' سے گزرنے والے قریشی کفار کے تجارتی قافلہ کے تعاقب میں روانہ کیا گیا تھا۔

روانگی سے قبل آپ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو منزلِ مقصود نہیں بتلائی تھی بلکہ ایک گرامی نامہ سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ تحریر دو دن کا سفر کر لینے کے بعد پڑھنا۔

چنانچہ حسبِ ارشاد دو دن کے سفر کے بعد گرامی نامہ پڑھا تو اس میں مذکورہ قافلہ کی گھات لگانے کا حکم تھا۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت اس قافلہ پر حملہ کیا اور چند قیدی اور مالِ غنیمت لے کر بعافیت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (غزواتُ النبی ص ۲۹۷)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پھوپھی امیمہ رضی اللہ عنھا کے بیٹے تھے اور آپ ﷺ ان کے بہنوئی تھے (عہدِ نبوت ص ۸۸، البدایہ والنھایۃ ج ۳ باب سریۃ عبداللہ بن جحش)

(۲)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲ھ: میں حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قافلہ ''قردہ'' مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

قَرُدَہُ: نجد کے علاقہ میں ایک کنویں کا نام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو، سواروں کے ہمراہ قریش کے ایک

قافلہ کے پیچھے بھیجا، چنانچہ اس قافلہ پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا۔

اور اس موقع پر بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا، آپ نے اس کو تقسیم فرما دیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ دس لشکروں میں سے پہلا لشکر تھا (بعض کے نزدیک یہ ۳ھ میں پیش آیا تھا) (عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۸۷، ۸۸)

(۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۴ھ: میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

ان کا اصل نام عبد اللہ بن عبد الاسد قرشی تھا، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے انہی کے نکاح میں تھیں، اسلام قبول کرنے والے والوں میں دسویں نمبر پر تھے، اور حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں گیارہوں نمبر پر اپنی بیوی سمیت ہجرت فرمائی، آپ جنگِ بدر میں بھی شریک ہوئے، آپ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ غزوۃ العشیرۃ کے لئے نکلے تو اس وقت مدینہ میں آپ کو اپنا نائب مقرر فرمایا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں کچھ ایسا زخم آیا تھا کہ ٹھیک نہ ہوسکا، اسی کی وجہ سے وفات ہوئی، جس وقت حضرت ابوسلمہ مرضِ وفات میں تھے، تو آپ نے اس وقت دعا کی کہ یا اللہ میرے گھر والوں کو بہترین نعم البدل عطا فرما، حضرت ابوسلمہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ سے نکاح فرمالیا۔

(عہدِ نبوت کے ماہ و سال ص ۱۹۴، سیر الصحابہ حصہ اول، ص ۴۲۶، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۲۸۶، الاصابۃ ج۸ ص ۲۲۲، اسد الغابۃ ج۲ ص ۱۳۲)

(۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۴ھ: میں منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشا (تقویمِ تاریخی ص ۱)

غزوہ مریسیع سے واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک پڑاؤ کے دوران قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئیں، تو اپنی بہن اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا ہوا ہار گم ہوگیا، تو تلاش میں دیر لگ گئی ادھر قافلہ روانہ ہوگیا، جو حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ اور ھودج کو اُٹھانے پر مقرر تھے، انہیں معلوم نہیں تھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس ھودج میں موجود نہیں اور

وہ پیچھے رہ گئیں ہیں۔ پیچھے سے آنے والے ایک صحابی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلہ سے رہ جانے کا علم ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہا کو بحفاظت ساتھ لے آئے۔

اس غزوہ میں منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی سلول بھی مالِ غنیمت کے چکر میں شریک تھا، اسے بہانہ ہاتھ آ گیا اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت کی شان میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں، حتیٰ کہ منافقین نے اس جھوٹی بات کو اتنی ہوا دی کہ عام لوگوں تک بھی یہ بات پھیل گئی۔

بالآخر چند روز بہت ہی پریشانی میں گزرے اور پھر اللہ جل شانہٗ نے براہِ راست قرآن مجید کی آیات اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ تا وَاَرۡجُلُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (سورۃ نور پارہ ۱۸) نازل فرمائیں، جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکدامنی کا اعلان کیا تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی واضح ہوگیا (سیرتِ عائشہ ص ۱۹۰ از سید سلیمان ندوی، البدایۃ والنھایۃ ج ۴ قصۃ الافک میں ۶ ھ میں اس کا وقوع پذیر ہونا بیان کیا گیا ہے)

(۵)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۴ ھ: میں تیمّم کا حکم نازل ہوا (تقویم تاریخی ص ۱)

ایک اور سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمرکاب تھیں، حضرت اسماء سے عاریۃً مانگا ہوا ہار اس سفر میں بھی ساتھ تھا کہ اچانک ہار کا کنڈا ٹوٹا اور وہ گر کر گُم ہوگیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً حضور ﷺ کو اطلاع دی تو اس کی تلاش شروع ہوگی، اس تلاش کے دوران نمازِ فجر کا وقت قریب ہوگیا اور یہاں پانی بھی نہیں تھا، سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُرا بھلا کہنے لگے، سب پریشان تھے، آپ ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سرِ مبارک رکھے آرام فرما رہے تھے، صبح کے قریب آنکھ کھلنے پر لوگوں کی پریشانی کا حال معلوم ہوا، اسی دوران آیت وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی تا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا نازل ہوئی، جس میں پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کر لینے کا حکم ہے (سورۃ النساء آیۃ ۷ سیرت عائشہ)

(۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۵ ھ: میں سریہ زید بن حارثہ پیش آیا، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ ایک سو بیس سواروں پر مشتمل تھا اور اس کو نجد کی طرف بھیجا گیا (عہدِ نبوت کے ماہ و سال ص ۹۲)

(۷)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵ ھ: میں چاند گرہن ہوا، حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کے ساتھ چاند گرہن کی نماز (صلوٰۃِ خسوف) پڑھی، یہاں تک کہ چاند روشن ہوگیا، اور یہود نقارے بجانے لگے، وہ کہتے تھے کہ چاند پر کسی کا جادو چل گیا ہے (جبکہ یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے) (عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص ۲۰۸)

(۸)......ماہِ جمادی الاخریٰ ٦ ھ: میں سریہ ابوبکر صدیق پیش آیا (عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص ۹۵)

یہ سریہ بنوفزارہ کی طرف وادی القریٰ بھیجا گیا، اس میں سو حضرات شامل تھے، بہت سے کافر قتل ہوئے اور کچھ گرفتار ہوئے (البدایہ والنہایہ ج ۴، سریہ ابی بکر الصدیق الی بنی فزارہ میں سن ۷ھ درج ہے، اور مہینے کی صراحت نہیں)

(۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ٦ ھ: میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حضور ﷺ نے پانچ سو سواروں کے ہمراہ ایک لشکر "حسمیٰ" مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

حسمیٰ جنگل کی ایسی سرزمین تھی جہاں اونچے اونچے پہاڑ تھے اور چاروں طرف خشک علاقہ تھا، حسمیٰ مدینہ کے قریب شام کی طرف ایک جگہ ہے، اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا اور مالِ غنیمت میں ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں حاصل ہوئیں اور کفار کی سو عورتیں اور بچے قید ہوئے۔

اس قبیلہ کے رئیس رفاعہ بن زید جذامی اپنی قوم کے دس افراد کا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، حضور ﷺ نے ان کے قیدی اور تمام مویشی واپس کردیئے (عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص ۹۵)

فائدہ: غور فرمائیں! کہ ایمان کی طاقت اور اللہ کی نصرت سے اس وقت کافروں کے بڑے بڑے سردار مسلمانوں کے ماتحت ہوکر حاضر ہوتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ اور آج مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے یہ حالت ہے کہ یہ خود کافروں سے اپنی عزت کا سوال کرتے پھرتے ہیں۔

(۱۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸ ھ: میں سریہ عمرو بن العاص پیش آیا۔

۳۰۰ مہاجرین وانصار کے ساتھ ایک لشکر "ذَاتُ السَّلَاسِلُ" مقام کی طرف مشرکین کے قضاعہ،

عاملہ، لخم اور جذامہ نامی قبیلوں کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا، اس جنگ میں مسلمانوں کے پاس صرف تین گھوڑے تھے، یہ لشکر بھی الحمدللہ تعالیٰ قتل وقتال کے بعد سالم اور غانم (صحیح سلامت اور مالِ غنیمت حاصل کرکے) مدینہ واپس آیا ''اَلسَّلَاسِلُ'' وادی القریٰ سے اِدھر قبیلہ جذام کے علاقہ میں ایک کنویں کا نام ہے، جو مدینہ سے دس میل کی دوری پر واقع ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ان کے اسلام لانے کے صرف چار ماہ بعد کا ہے، جمہور کے قول کے مطابق وہ ماہ صفر ۸ھ میں اسلام لائے تھے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص۱۰۵)

(۱۱)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی آپ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کی لڑائی میں شرکت فرمائی، جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، اس دن آپ کی وفات ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج۳ص ۴۹، الاصابة ج۷ص ۳۴۲)

(۱۲)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۷ھ: میں مسجدِ نبوی کی توسیع ہوئی (تقویم تاریخی ص۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ تقاضا کیا جانے لگا کہ مسجد تنگ اور چھوٹی ہے، اسے کشادہ اور وسیع کرنا چاہئے، چنانچہ آپ نے مسجد کے مغرب، شمال اور جنوب کی جانب توسیع کا پروگرام بنایا، لیکن مشرقی جانب امہاتُ المؤمنین کے حجروں کی وجہ سے اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی کو انہی بنیادوں پر استوار کیا جو حضور رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں تھیں، انہوں نے حسبِ سابق دیواریں کچی اینٹ اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی بنوائی لیکن ستون کھجور کے تنوں کے بجائے لکڑی کے بنوائے (تاریخِ مدینہ منورہ ص۲۹۹)

(۱۳)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۹ھ: میں شام کا شہر قیساریہ فتح ہوا (تقویم تاریخی ص۵)

طاعونِ عمواس سے پہلے ہی تقریباً سارا شام تسخیر ہو چکا تھا، صرف قیساریہ جو گنجان آباد اور پُر رونق شہر تھا، باقی رہ گیا تھا، اس پر کئی مرتبہ فوج کشی ہوئی لیکن فتح نہیں ہوسکا، بالآخر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح کیا، اس کے فتح کے بعد شام کے سارے علاقے مفتوح ہوگئے تھے (تاریخِ اسلام از معینُ الدین ندوی ج۱ص ۱۸۷)

(۱۴)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۱ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۶)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ نے اسلام کی دعا فرمائی تھی، صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا، جنگِ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور رومی ڈیڑھ لاکھ تھے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس دن نو تلواریں ٹوٹیں، اس بہادری کی وجہ سے حضور ﷺ نے نہیں ''سیف اللہ'' کا خطاب دیا تھا۔

تبوک، مرتدین کے خلاف، ذات السلاسل، ملک فارس کی جنگوں اور جنگِ یرموک سمیت کئی معرکوں میں بہادری کے جوہر دکھائے، ساٹھ سال کی عمر میں مدینہ یا حمص میں وفات پائی۔

انہوں نے عقیدت وبرکت کی خاطر حضور ﷺ کے بال مبارک اپنی ٹوپی میں سلوا لئے تھے، اور اسی ٹوپی کو پہن کر لڑائی میں حصہ لیتے تھے (صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص ۲۵۳، البدایہ والنہایہ ج ۷ ذکر من توفی احد وعشرین خالد بن ولید، الاصابہ ج ۲، حرف الخاء المعجمۃ، الخاء بعدہا الالف)

(۱۵)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۴۷ھ: میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ڈاک کا محکمہ قائم کیا (تقویمِ تاریخی ص ۱۲)

ان سے پہلے سرکاری ڈاک اور خبر رسانی کا کوئی محکمہ نہیں تھا، انہوں نے ''برید'' کے نام سے اس کا مستقل نام رکھا، اس کا نظام یہ تھا کہ ملک بھر میں تھوڑی تھوڑی مسافت پر تیز رفتار گھوڑے ہر وقت تیار رہتے تھے، سرکاری ملازم انہیں بدلتے ہوئے ایک مقام کی خبریں دوسرے مقام پر لاتے اور لے جاتے تھے (تاریخِ اسلام ج ۱ ص ۳۷۹ از مولانا شاہ معین الدین ندوی)

(۱۶)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۰ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۱۳)

آپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، غزوۂ تبوک میں شرکت فرمائی اور کابل کی فتوحات میں بھی شریک رہے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سجستان کے والی بنا دیئے گئے تھے، لیکن تین سال کے بعد ۴۶ھ میں ابنِ زیاد نے انہیں معزول کر دیا تھا، معزولی کے بعد سجستان ہی میں رہائش اختیار کی اور یہیں وفات ہوئی (سیر الصحابہ ج ۷ ص ۱۴۵، الاصابہ ج ۴ حرف العین المہملہ، العین بعدہا الباء)

(۱۷)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۵ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۱۴)

نبوت کے ابتدائی تین سالوں میں اسلام قبول کیا، اُن کے مکان کو یہ شرف حاصل تھا جب مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم شروع کیا تو انہوں نے حضور ﷺ کو پناہ کے لئے اپنے گھر کی پیشکش کی اس طرح اُن کا گھر اسلام کا پہلا گھر اور مسلمانوں کی پہلی پناہ گاہ بنا، آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا شرف بھی حاصل ہے، بدر، احد، احزاب، خیبر اور حنین کے علاوہ کئی دوسرے غزوات اور سرایا میں شرکت فرمائی، ۸۳ یا ۸۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی (صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص۶۸۸، البدایہ والنہایہ ج۸، ذکر من توفی من الاعیان فی ہذہ السنۃ ارقم بن ابی الارقم، الاصابہ ج احرف الالف، الالف بعد ہا راء)

(۱۸)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۸ھ: میں صحابیٔ رسول حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۵۸)

آپ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، ۳۵ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یمن کا والی مقرر کیا، ۳۶، ۳۷ھ میں امیرِ حج بنائے گئے، نہایت سخی اور رحم دل تھے (صحابہ انسائیکلو پیڈیا ص۳۰۲، الاصابہ ج۴، حرف العین المہملہ، العین بعد ہا الباء)

(۱۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳ھ: میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص۱۹)

اس وقت آپ کی عمر سو سال تھی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، آپ کا لقب ذات النطاقین ہے، جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رفیقِ صحبت تھے، آپ ﷺ دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان تیار کیا، دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا، نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا، یہ وہ شرف تھا، جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، سو سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۳ و ۵۵۵، سیر الصحابیات ص ۱۵۱، البدایہ ج۸، ثم دخلت سنۃ

ثلاث سبعین،اسماء بنت ابی بکر)

(۲۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱ھ: میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۰)

اہلِ سنت کے چار فقہی مسلکوں میں پہلا فقہی مسلک آپ کی طرف منسوب ہے،ابتداء میں آپ کا مسلک عراق کے مختلف شہروں میں پھیلا، پھر دنیا کے دور دراز ملکوں میں اس کی اشاعت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں بغداد، شام،مصر،روم، بلخ، بخارا،فرغانہ، فارس، ہندوستان،سندھ اور یمن وغیرہ کی حدود واطراف میں پھیل گیا۔

آج بھی دنیا کے اکثر حصہ میں حنفی مسلک ہی رائج ہے،آپ نے صحابۂ کرام کا زمانہ بھی پایا،اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت بھی کی ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے سات صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے،امام صاحب کو اپنے زمانے کے حکمرانوں سے بڑی تکالیف اٹھانا پڑی تھیں،عراق کے اموی امیر ابن ھبیرہ نے آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا،آپ کے انکار پر آپ کو روزانہ دس کوڑے لگائے جاتے تھے، یہاں تک کہ کل ۱۱۰ کوڑے مارے گئے۔

اس کے بعد عباسی دور میں بھی آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا،انکار پر آپ کو قید کر کے زہر دے دیا گیا،اسی زہر کی وجہ سے جیل میں وفات ہوئی، پچاس ہزار سے زائد افراد نے آپ کا جنازہ پڑھا اور مشرقی بغداد میں دفن ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ج۱۰،ذکر ترجمۃ ای ابوحنیفہ،سیرت ائمہ اربعہ)

(۲۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱ھ: میں حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۱)

حضرت عکرمہ نسلاً بربری تھے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے،اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی توجہ اور تعلیم سے ان کی زندگی ہی میں بڑے مفسر بن گئے تھے،حدیث وفقہ کے ساتھ ساتھ ان کو تاریخ میں بھی بڑا مقام حاصل تھا،اور مغازی کے ممتاز عالم تھے(سیر الصحابہ ج۷ص۳۱۴،میں سنِ وفات ۱۰۶،یا ۱۰۷ لکھا ہے)

(۲۲)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳ھ: میں ''دیر جماجم'' کا واقعہ پیش آیا (تقویمِ تاریخی ص۲۱)

یہ حجاج کے تسلط اور امارت کے زمانے میں عراق کے مسلمانوں کی خانہ جنگی اور حجاج سے بغاوت اور اس کے خلاف خروج کا نہایت افسوس ناک واقعہ ہے، عبدالرحمٰن بن اشعث نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر کے اپنی امارت قائم کرلی، اس کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ لشکر فراہم ہوگیا تھا، حجاج فوج لے کر مقابلہ پر آیا، مقامِ دیر جماجم میں ایک عرصہ تک ان میں گھمسان کے معرکے ہوتے رہے، جن میں بکثرت مسلمان دونوں جانب سے کام آئے، بڑے بڑے علماء، فضلاء اور قیمتی جانیں اس خانہ جنگی میں ضائع ہوئیں، اس واقعہ نے مرکزِ خلافت کو ہلا کر رکھ دیا تھا، خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک نے گھٹنے ٹیک کر حجاج کو معزول کرنے کی پیشکش بھی صلح کے لئے کردی تھی، جو ابنِ اشعث کے لوگوں نے قبول نہ کی، اس طرح خون ریزی جاری رہی، تا آنکہ ایک فریق دوسرے پر غالب آگیا۔

(البدیہ والنھایہ ج۹ ثم دخلت سنة ثنتین وثمانین ،وقعة دیر الجماجم)

(۲۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۲ھ: میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ سندھ میں آئے (تقویمِ تاریخی ص۲۳)

مسلمانوں کے تجارتی قافلے اسلامی ممالک میں بلکہ دور دراز ملکوں میں بھی تجارت کے لئے جاتے تھے، لنکا کے علاقے میں بھی ان کی تجارت ہوتی تھی، اتفاق سے ایک تاجر کا وہاں انتقال ہوا، تو لنکا کے راجہ نے اس کے بیوی بچوں کو بحری جہاز میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے پاس روانہ کیا، اس میں کچھ حاجی بھی تھے، یہ جہاز جب سندھ کی مشہور بندرگاہ ''دیبل'' کے قریب پہنچا، تو بحری قزاقوں نے جو کہ سندھی تھے اس کو لوٹ لیا، ان قیدیوں میں قبیلہ ''یربوع'' کی ایک عورت نے بے اختیار صدا لگائی ''فریاد اے حجاج'' جب اس کی خبر عراق کے والی حجاج بن یوسف کو ہوئی تو وہ غصہ کے مارے بے تاب ہوگیا اور انتہائی جوش میں کہہ اٹھا ''ہاں میں آیا'' اس واقعہ اور کچھ مزید واقعات کی وجہ سے اس نے سندھ پر فوج کشی کا اردہ کرلیا، اور اپنے چچا کے بیٹے محمد بن قاسم کو ایک لشکر دے کر سندھ کی طرف روانہ کیا (تاریخِ سندھ ص۴۲)

(۲۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴ھ: میں حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۴)

آپ بڑے جلیل القدر تابعی تھے، اوران حضرات میں آپ کا شمار ہوتا تھا جو اپنے علم وعمل کے اعتبار سے ساری دنیائے اسلام کے امام اور مقتدیٰ مانے جاتے تھے، اموی خلفاء کے ہاتھوں آپ نے بہت زیادہ تکالیف اٹھائیں، جیلوں میں گئے، کوڑے کھائے۔

تفسیر وحدیث میں ان کو بڑا مقام حاصل تھا، نماز باجماعت کا اتنا اہتمام تھا کہ چالیس سال اور ایک روایت کے مطابق پچاس سال تک ایک وقت بھی نماز باجماعت ناغہ نہ ہوئی، ۷۵سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی (سیر الصحابہ ج۷ص۱۷۵، البدایہ والنہایہ ج۹، ثم دخلت سنۃ اربع وتسعین، سعید بن المسیب)

(۲۵)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۶ھ: میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۴)

ان کا تعلق بنوامیہ سے تھا، مدتِ خلافت نوسال اور چند مہینے رہی، ولید کا دور فتوحات کی کثرت، دولت کی فراوانی، امن وامان اور دوسرے ملکی وتمدنی ترقیوں کے لحاظ سے بنوامیہ کا زریں دور شمار ہوتا ہے، باختلافِ روایات ۴۲یا۴۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی (تاریخِ اسلام ج۱ص۴۸۷ ازمولانا معین الدین ندوی، البدایہ والنہایہ ج۹ ثم دخلت سنۃ ست وتسعین، ترجمۃ الولید بن عبدالملک)

(۲۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۶ھ: میں سلیمان بن عبدالملک کو خلیفہ بنایا گیا (تقویمِ تاریخی ص۲۴)

سلیمان ولید کا حقیقی بھائی تھا، خود اِن کے باپ عبدالملک نے اسے ولید کے بعد ولی عہد بنادیا تھا، سلیمان فطرتاً نیک آدمی تھا، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اس کے مشیر تھے، اس لئے ان کی صحبت نے اسے اور سنوار دیا۔

اس لئے بعض حیثیتوں سے اپنے پیشروؤں سے زیادہ بہتر حکمران ثابت ہوا، اور اس کی تخت نشینی کے ساتھ ہی اموی حکومت کی سیاست بدل گئی (تاریخِ اسلام ج۱ص۴۹۹ ازمولانا معین الدین، البدایہ والنہایہ ج۹ ثم دخلت سنۃ ست وتسعین، خلافۃ سلیمان بن عبدالملک)

دوسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۲۷)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۰۳ھ: میں شیخ القراء والمفسرین ابوالحجاج مجاہد بن جبیر المکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۲۶)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے خصوصی شاگرد تھے، اوران سے تفسیر، قرآن مجید، اورعلمِ فقہ حاصل کیا، اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا، عکرمہ، طاؤس، عطاء، عمرو بن دینار، ابوالزبیر، حکم بن عتیبہ، ابن ابی نیجح، منصور بن معتمر اور ایوب السختیانی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علمِ تفسیر چار اشخاص سے حاصل کرو، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ اور ضحاک، ۸۴ سال کی عمر پائی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۴۵۴)

(۲۸)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۰۴ھ: میں ابوعمرو عامر شعبی کوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۲۶)

آپ کی ولادت مشہور قول کے مطابق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

اسامہ بن زید بن حارثہ، اشعث بن قیس الکندی، انس بن مالک، براء بن عازب، بریدہ بن حصیب اسلمی، جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم جیسے بڑے بڑے صحابۂ کرام آپ کے اساتذہ ہیں، ابراہیم بن مہاجر، اجلح بن عبداللہ الکندی، اسماعیل بن ابی خالد، اسماعیل بن سالم، اشعث بن سوار، بدر بن عثمان، ابوبشر بن بیان بن بشر اور ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ الثمالی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابنِ عباس اپنے زمانے میں، شعبہ اپنے زمانے، اور ثوری اپنے زمانے میں لوگوں کے امام تھے، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت شعبی رحمہ اللہ کے پاس آیا، اوران کو لوگوں کے سامنے برا بھلا کہا، آپ نے (اس کی بات کا برا منائے بغیر) جواب میں فرمایا، اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے معاف کرے (یعنی تیرے جھوٹ سے درگزر کرے) اور اگر تو سچا ہے تو اللہ

تعالیٰ مجھے معاف کرے (یعنی میرے اندر جو تیرے بیان کردہ عیب ہیں، اس سے درگزر فرمائیں)۸۲سال کی عمر میں وفات پائی۔

(تہذیب الکمال ج۱۴ ص۲۸ تا ۴۰)

(۲۹)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۱۳ھ: میں حضرت ابو عبداللہ مکحول شامی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۹)

حضرت انس بن مالک، جبیر بن نفیر، الحضرمی، جنادہ بن ابوامیۃ، حارث بن حارث الاشعری، خالد بن اللجلاج، زیاد بن جاریۃ التمیمی، سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابراہیم بن ابوحنیفہ الیمامی، ابراہیم بن سلیمان الافطس، اسامہ بن زید اللیثی، اسماعیل بن امیہ القرشی، امیہ بن یزید بن ابی عثمان القرشی اور ایوب بن مدرک الحنفی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (صحیح) علماء چار ہیں، مدینہ میں سعید بن میبّب، کوفہ میں عامر شعبی، بصرہ میں حسن بن ابوالحسن اور شام میں مکحول، سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر حجاز کے علاقے سے زہری کے واسطے سے علم آئے تو ہم اس کو قبول کریں گے، اور عراق سے حسن کے واسطے سے آئے تو ہم قبول کریں گے، اور جزیرۃ سے میمون بن مہران کے واسطے سے آئے تو ہم قبول کریں گے، اور شام سے مکحول کے واسطے سے علم آئے تو ہم قبول کریں گے (یعنی ان چار علاقوں سے ان چار بزرگوں کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے کوئی علم آئے گا تو ہم اس کو قبول نہیں کریں گے)

(تہذیب الکمال ج۲۸ ص۴۶۴ تا ۴۷۳)

(۳۰)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۱۵ھ: میں کوفہ کے قاضی ابو محمد الحکم بن عتیبۃ الکندی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۹)

ابراہیم التیمی، ابراہیم النخعی، حسن العرنی، حنش الکنانی، خیثمہ بن عبدالرحمٰن، ذر بن عبداللہ الہمدانی، ذکوان بن ابوصالح السمان اور رجاء بن حیوۃ رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابان بن تغلب، ابان بن صالح، ابوشیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی، اشعث بن سوار، حجاج بن ارطاۃ، حجاج بن دینار، اور

خالد الحذاء رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ابراہیم نخعی اور عامر شعبی کے بعد حکم اور حماد جیسا کوئی نہیں۔

(تھذیب الکمال ج۷ص ۱۱۴ تا ۱۲۰)

(۳۱)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۲۶ھ: میں خلیفہ ولید ثانی کا قتل ہوا (تقویم تاریخی ص۳۲)

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان اپنے باپ یزید بن عبدالملک کی وصیت کے مطابق ہشام کی وفات کے بعد ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں تخت نشین ہوا، ولید ایک عیش پسند اور آوارہ مزاج نوجوان تھا، اس لئے ہشام نے اپنی زندگی ہی میں اسے درست کرنے کی کوشش کی، مگر جب یہ کوشش ناکام ہوئی تو ولی عہدی سے محروم کرکے اپنے بیٹے مسلمہ کو ولی عہد بنانا چاہا، لیکن اس سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی۔

ولید نے اپنی خلافت کے دوران ہشام کے اہل وعیال کو نظر بند کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مال وغیرہ پر بھی قبضہ کردیا، اسی طرح ولید نے ارکان دولت میں ان لوگوں سے بھی سخت انتقام لیا جو ولید کی برطرفی میں سابقہ خلیفہ ہشام کے مددگار تھے، اسی طرح کے کئی واقعات سے عوام وخواص سب ولید سے بیزار ہوگئے، اور شاہی خاندان کے ارکان نے اس کے خلاف سازش شروع کی۔

یزید بن ولید جو اپنے اخلاق واعمال کی وجہ سے نیک نام تھا، اسے خلافت کے لئے منتخب کیا گیا، جب یزید کے پاؤں مضبوط ہوگئے تو اس نے دارالخلافہ دمشق پر قبضہ کرلیا، ولید اس وقت عمان میں مقیم تھا، یزید نے عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ولید کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، ولید کے پاس کوئی بڑی طاقت نہ تھی، مقابلہ سے جب مایوس ہوگیا، تو میدان چھوڑ کر اپنے محل آ گیا، اور قتل ہوگیا، ولید کا سر کاٹ کر یزید کے پاس دمشق بھیج دیا گیا، ولید کی خلافت کی مدت چند مہینے تھی (تاریخِ ملت ج۱ص۶۹۹ تا ۷۰۲)

(۳۲)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۳۲ھ: میں عبداللہ سفاح نے کوفہ میں لوگوں سے حکومت کی بیعت لی اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو مروان بن مروان کے مقابلے میں بھیجا، اس لڑائی میں مروان کو ایک لاکھ لشکر کے ہوتے ہوئے بھی شکست ہوئی، شکست زاب کے مقام پر ہوئی، پھر مروان بھاگ گیا اور سفاح کے چچا نے اس جزیرہ کا کنٹرول سنبھالا (العبر فی خبر من غبر ج۱ص۱۷۴)

(۳۳)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۵۸ھ: میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام زفر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص ۴۰)

آپ کا پورا نام زفر بن ھذیل بن قیس العنبری تھا، ۱۱۰ھ میں ولادت ہوئی، آپ بہت بڑے فقیہہ اور محدث تھے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آپ کے متعلق فرمایا ''ھذا زفر امام من ائمۃ المسلمین'' یہ امام زفر ہیں مسلمانوں کے ائمہ میں سے ایک امام، بصرہ میں انتقال ہوا (تاریخِ ملت ج ۲ ص ۱۵۱)

(۳۴)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۶۰ھ: میں امام شعبہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۴۰)

آپ کا پورا نام شعبہ بن الحجاج الورد العتکی الازدی تھا، ابوبسطام کینت تھی، بعد میں آپ بصرہ منتقل ہوگئے، آپ نے حضرت حسن بصری اور ابنِ سیرین رحمہما اللہ کی زیارت کی ہے، اور بڑے بڑے تابعین حضرات سے آپ روایت کرتے ہیں، اسی طرح بہت سے مشائخ آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو اہلِ عراق حدیث نہ سمجھتے (البدایہ والنہایہ ج ۱۰، ثم دخلت سنۃ ستین ومائۃ)

(۳۵)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۷۰ھ: میں امام خلیل النحوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص ۴۳)

آپ کا پورا نام خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم ابوعبدالرحمٰن الفراہیدی تھا، آپ علم نحو کے امام سمجھے جاتے ہیں، آپ سے امام سیبویہ، نضر بن شمیل وغیرہ اکابرین نے علم حاصل کیا، آپ کو علمِ لغت میں بھی بڑا مقام حاصل تھا (البدایہ والنہایہ ج ۱۰، ثم دخلت سنۃ سبعین ومائۃ)

(۳۶)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۸۸ھ: میں ابراہیم بن اسرائیل نے روم کے شہروں پر چڑھائی کی (تقویمِ تاریخی ص ۴۷)

رومیوں کی طرف سے النقفور ان کے مقابلے کے لئے نکلا، لیکن اس جنگ میں نقفور سخت زخمی ہوا اور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور چالیس ہزار کے قریب اس کے فوجی قتل ہوئے اور مسلمانوں کو بہت زیادہ مالِ غنیمت ہاتھ آیا (البدایہ والنہایہ ج ۱۰، ثم دخلت سنۃ ثمان وثمانین ومائۃ)

(۳۷)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۹۲ھ: میں عرعرہ بن البرند بن النعمان بن علجۃ کی وفات ہوئی۔

آپ کی کنیت ابومحمد تھی، اور عباسی خلیفہ ھارون الرشید کے عہدِ خلافت میں وفات ہوئی، بعض نے آپ کی وفات رجب کے مہینے میں لکھی ہے (الطبقات الکبریٰ ج ۷ص ۲۹۲)

(۳۸)...... ماہِ جمادی الثانیہ ۱۹۳ھ: میں عباسی خلیفہ ھارون الرشید کی وفات خراسان کے علاقے طوس کے مقام پر ہوئی۔

اس وقت ان کی عمر ۴۷ سال تھی، بعض کے نزدیک اس کی ولادت ۱۵۰ھ اور بعض کے نزدیک اس کی ولادت ۱۴۶ھ میں ہوئی، مدتِ خلافت ۲۳ سال تھی (تاریخِ خلیفہ بن خیاط ج ۱ص ۴۶۰)

(۳۹)...... ماہِ جمادی الثانیہ ۱۹۸ھ: میں شیخ الاسلام ابومحمد سفیان بن عیینۃ بن میمون الہلالی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ حرم کے محدث کہلاتے تھے، اور محمد بن مزاحم جوضحاک بن مزاحم کے بھائی تھے کے آزاد کردہ غلام تھے، ۱۰۷ھ میں ولادت ہوئی اور چھوٹی عمر میں ہی علم حاصل کرنا شروع کردیا، عمرو بن دینار، زہری، زیاد بن علاقۃ، ابواسحاق، اسود بن قیس، زید بن اسلم، عبداللہ بن دینار، منصور بن المعتمر اور عبدالرحمٰن بن القاسم رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اعمش، ابن جریج، شعبۃ، ابن المبارک، ابن مہدی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین، اسحاق بن راھویہ اور احمد بن صالح رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مالک اور سفیان حجاز میں نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہوجاتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین احادیث کے علاوہ احکام کی ساری احادیث امام مالک کے پاس پائیں، اور چھ احادیث کے علاوہ احکام کی ساری احادیث سفیان بن عیینہ کے پاس پائیں
(طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۲۶۴)

(۴۰)...... ماہِ جمادی الثانیہ ۱۹۸ھ: میں ابوسعید عبدالرحمٰن بن مہدی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا آپ کی ولادت ۱۰۵ھ میں ہوئی، ایمن بن نابل، ہشام دستوائی، معاویۃ بن صالح، ابوخلدۃ، شعبۃ اور سفیان رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابن المبارک، امام احمد، اسحاق، ابن المدینی، بندار، عبدالرحمٰن، محمد بن یحیٰ اور عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور الحارثی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔
(طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۳۳۱)

(۴۱)......ماہِ جمادی الثانیہ ۱۹۹ھ: میں ابنِ طباطبا کا کوفہ میں خروج ہوا۔

اس کا پورا نام محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا، اور اس نے کوفہ پر بغیر قتال کے قبضہ کرلیا، پھر اسی سال شعبان میں اس کی وفات ہوئی (تاریخ خلیفہ بن خیاط ج ا ص ۴۶۸)

تیسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۴۲)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۰۲ھ: میں حضرت ابومغیث ولید بن عبداللہ بن حجازی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: محمد بن علی بن ابی طالب (المعروف بابن الحنفیہ) اور یوسف بن ماہک حنفی رحمہما اللہ، ابراہیم بن یزید، عبیداللہ بن الاقنس، محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی اور معقل بن عبیداللہ الجزری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(تھذیب الکمال ج ۳۱ ص ۴۰)

(۴۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۰۲ھ: میں حضرت عمر بن شبۃ بن عبیدہ بن زید بن رائطہ النمیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، اپنے والد شبۃ بن عبیدہ اور عمر بن علی المقدمی، مسعود بن واصل، عبید بن الطفیل، عبدالوھاب الثقفی، حسین الجعفی اور ابوداؤد دالطیالسی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ابنِ ماجہ، ابوشعیب عبداللہ بن الحسن الحرانی، احمد بن یحییٰ ثعلب النحوی، احمد بن یحییٰ البلاذری، ابنِ ابی الدنیا اور ابونعیم بن عدی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تھذیب التھذیب ج ۷ ص ۴۰۴)

(۴۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۰۲ھ: میں حضرت ابوسعید حماد بن مسعدۃ التمیمی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

حمید الطّویل، سلیمان التیمی، یزید بن ابی عبید، ہشام بن عروۃ، عبیداللہ بن عمر اور ابنِ ابی ذئب رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام احمد، اسحاق، علی، معلیٰ بن اسد، ابوبکر بن ابی

شیبہ، بندار، ابوموسیٰ اور ہارون بن الحمال رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، بصرہ میں وفات ہوئی (تهذيب التهذيب ج ۳ ص ۱۷)

(۴۵)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۰۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن بکر بن عثمان البرسانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کو ابوعثمان البصری کہا جاتا تھا، ایمن بن نابل، بسطام بن مسلم، حماد بن سلمہ، حمید بن مہران الکندی اور سعید بن ابی عروبہ رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام احمد بن حنبل، ابوالاشعث احمد بن المقدام العجلی، احمد بن منصور الرمادی اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، عبداللہ بن ہارون کے دورِ خلافت میں بصرہ میں وفات ہوئی۔

(تهذيب الكمال ج ۲۴ ص ۵۳۳)

(۴۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۰ھ: میں حضرت ابوالحسن آدم بن ابی ایاس عبدالرحمٰن بن محمد الخراسانی المروزی العسقلانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اصلاً خراسان کے رہنے والے تھے، اور اس کے بعد بغداد منتقل ہو گئے تھے، اور بغداد میں ہی علمِ حدیث حاصل کیا، بغداد کے علاوہ آپ نے کوفہ، بصرہ، حجاز، مصر اور شام کے بڑے بڑے اور سرکردہ علماء سے بھی علم حاصل کیا، آخر میں آپ نے عسقلان کے مقام پر رہائش اختیار کر لی، اور یہیں پر آپ کی وفات ہوئی، اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن عیاش، حماد بن سلمہ اور شعبہ رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، امام بخاری، احمد بن الازہر، احمد بن عبداللہ العکاری، اسماعیل سمویہ اور ہاشم بن مرثد الطبرانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تهذيب الكمال ج ۲ ص ۳۰۹، طبقات ابنِ سعد ج ۷ ص ۴۹۰، طبقات الحفاظ للسيوطی ج ۱ ص ۳۱، سير اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۳۳۷، تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۴۰۹)

(۴۷)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۰ھ: میں حضرت ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود البصری النہدی المؤدب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ایمن بن نابل (جو کہ تابعی ہیں) عکرمۃ بن عمار التابعی، سفیان الثوری اور ابراہیم بن طہمان رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، الذہلی اور عبد بن حمید رحمہم اللہ

آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کی عمر ۹۲ سال تھی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۱۳۹، طبقات ابنِ سعد ج۷ ص ۳۰۴، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۷)

(۴۸)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۲ھ: میں صاحب الطبقات حضرت ابوعبداللہ **محمد** بن سعد بن منیع البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ کی الطبقات الکبریٰ جو ''طبقات ابنِ سعد'' کے نام سے مشہور ہے، فنِ تاریخ وسوانح کا ایک اہم حصہ سمجھی جاتی ہے، بغداد میں ۶۲ سال کی عمر میں وفات ہوئی، اور ''باب الشام'' کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

سفیان بن عیینۃ، اسماعیل بن علیۃ، ابوضمرۃ انس بن عیاض، **محمد** بن اسماعیل بن ابی فدیک، **محمد** بن عمر الواقدی اور معن بن عیسیٰ القزاز رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، ابوبکر بن ابی الدنیا، حارث بن **محمد** بن ابی اسامہ، احمد بن عبید، احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری اور حسین بن **محمد** بن عبدالرحمٰن بن الفہم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(تہذیب الکمال ج۲۵ ص ۲۵۸، تہذیب التہذیب ج۹ ص ۱۶۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۴۲۵، الوافی بالوفیات للصفدی ج ۱ ص ۳۳۵ ''سیر اعلام النبلاء میں سنِ وفات ۲۳۰ھ لکھی ہے'')

(۴۹)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۴ھ: میں حضرت ابوعمر موسیٰ بن ہارون بن بشیر القیسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ولید بن مسلم، ہشام بن یوسف، **محمد** بن حرب، بشر بن اسماعیل اور ابنِ وھب رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: **محمد** بن عبداللہ بن البرقی، **محمد** بن یحییٰ الذہلی، عبداللہ بن حماد الآملی اور یحییٰ بن عثمان بن صالح رحمہم اللہ۔

آپ مصر میں رہتے تھے اور مصر ہی میں علمِ حدیث کو پھیلایا، اس کے بعد آپ ''فیوم'' (مصر کے ایک میدانی علاقے) تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ ص ۳۳۵، تہذیب الکمال ج۲۹ ص ۱۶۳)

(۵۰)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۴ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن **محمد** بن حمید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن ابی الاسود کے نام سے مشہور تھے، ہمدان کے مشہور قاضی عبدالرحمٰن بن مہدی کے بھانجے تھے، امام مالک، ابوعوانہ، جعفر بن سلیمان اور یزید بن زریع رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام بخاری، ابوداؤد، ابنِ ابی الدنیا اور یعقوب الفسوی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ۶۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۹۳)

(۵۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۵ھ: میں حضرت ابوبکر الاعین محمد بن ابی عتاب حسن بن طریف البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

روح بن عبادۃ، یزید بن ہارون اور الفریابی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، امام مسلم، ابنِ ابی الدنیا، بغوی اور سراج رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۳)

(۵۲)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۵ھ: میں حضرت ابوالعتاہیہ اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کیسان العتر ی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، بلند پایہ ادیب اور بڑے اونچے درجے کے شاعر تھے، ابوعمر بن عبدالبر نے آپ کے حالات اور اشعار کو جمع کیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۱۹۷)

(۵۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۵ھ: میں حضرت ابوعمر حفص بن عمر بن الحارث الازدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ہشام دستوائی، ابوحرۃ الرقاشی، واصل بن عبدالرحمٰن، شعبہ، ہمام اور یزید بن ابراہیم التستر ی رحمہم اللہ سے آپ روایت کرتے ہیں، امام بخاری، ابوداؤد، محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، احمد بن الفرات، احمد بن داؤد المکی اور اسماعیل القاضی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث روایت کی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۳۵۵، تہذیب الکمال ج ۷ ص ۳۰۶، طبقات ابنِ سعد ج ۷ ص ۲۹)

(۵۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۲۹ھ: میں حضرت خلف بن ہشام بن ثعلب البغدادی المقر ی البز ار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

امام مالک، حماد بن زید، ہشیم، ابوشہاب، ابوعوانہ اور الدراوردی رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، امام

مسلم، ابوداؤد، ابن ابی خیثمہ، ابراہیم الحربی، عباس الدوری، عبداللہ بن احمد بن حنبل اور احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

حضرت یحییٰ بن الفحام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خلف بن ہشام کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

(تھذیب التھذیب ج۳ص ۱۳۵، سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۵۸۰، طبقات الحفاظ ج۷ص ۳۴۸، تھذیب الکمال ج۸ص ۳۰۳)

(۵۵)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۲ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن ایوب **الحنفی** رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اسحاق بن سلیمان الرازی، ابواسامہ حماد بن اسامہ، سفیان بن عیینہ، سلمہ بن سلیمان المروزی اور عبدالعزیز بن ابی رزمہ المروزی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، امام بخاری، احمد بن حفص بن عبداللہ **السلمی** نیشاپوری، اسحاق بن منصور الکوسج اور حسن بن ایوب نیشاپوری رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تھذیب الکمال ج ۱ ص ۳۲۵)

(۵۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۲ھ: میں حضرت ابوبکر جمعہ بن عبداللہ بن زیاد بن شداد **السلمی البلخی** رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: مروان بن معاویہ، اسد بن عمرو البجلی، عمر بن ہارون البلخی اور ہشیم رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: حسین بن سفیان، محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار اور حسن بن الطیب رحمہم اللہ (تھذیب التھذیب ج ۲ ص ۹۴)

(۵۷)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۴ھ: میں حضرت ابوعامر عبداللہ بن براد بن یوسف بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ابواسامہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن فضیل، فضیل بن موفق اور محمد بن القاسم الاسدی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری، مسلم، ابوزرعہ، موسیٰ بن ہارون، عبدان الاہوزی، محمد بن عبداللہ الحضرمی اور محمد بن عبید بن عتبہ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ

آپ سے ۲۷/احادیث روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج۵ص۱۳۷، تہذیب الکمال ج۴ ص۳۲۸)

(۵۸)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۶ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد الیمامی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن الرومی کے نام سے مشہور تھے، اور بغداد میں رہتے تھے، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، نضر بن محمد الجرشی، عمر بن یونس الیمامی اورعبدالرزاق رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوحاتم رازی، امام مسلم، ابراہیم بن اسحاق الحربی، احمد بن الحسن، عبدالجبار الصوفی اوراحمد بن ابی خیثمہ رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تہذیب الکمال ج۱۶ ص۱۰۶، طبقات الحنابلۃلابنِ ابی یعلیٰ ج۱ ص۷۷)

(۵۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن ابی مواتۃ الکلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ''الفیدی'' کے لقب سے مشہور تھے، وکیع، ابومعاویہ، محمد بن فضیل، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، یزید بن ہارون اوریحییٰ بن یمان رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابواحمد البزار بن حمویہ، یعقوب بن شیبہ اورمحمد بن عبداللہ الحضرمی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری، کتاب الھبہ میں آپ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۸۴، تہذیب الکمال ج۲۴ ص۵۸۷)

(۶۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۷ھ: میں حضرت ابویحییٰ عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر الباہلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ النرسی کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: امام مالک، وہیب بن خالد، حمادین، یزید بن زریع، داؤد بن عبدالرحمٰن العطار اورابنِ ابی الزناد رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم اورابوحبیب الیزنی رحمہم اللہ۔

آپ سے مروی احادیث میں شعب الایمان کے متعلق یہ مشہور حدیث بھی ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''ایمان کے کچھ اوپر ساٹھ (یا ستر) شعبے ہیں، سب سے افضل کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ پڑھنا ہے، اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف پہنچانے والی چیز کا ہٹانا ہے، اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے''

(تهذيب التهذيب ج٦ ص ٨٦، العبر في خبر من غبر ج ١ ص ٨٠، سير اعلام النبلاء ج ١١ ص ٢٩، تهذيب الكمال ج١٦ ص ٣٥٢، تذكرة الحفاظ ج٢ ص٤٦٧)

(۶۱)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۳۸ھ: میں حضرت ابوعلی حسین بن منصور بن جعفر بن عبداللہ بن رزین السلمی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

سفیان بن عیینہ، وکیع، ابومعاویہ الضریر، اسباط بن احمد اور ابواسامہ رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، امام بخاری، مسلم، احمد بن سلمہ، احمد بن ابی بکر، جعفر بن احمد بن نصر، حسن بن سفیان، ابوالعباس السراج اور محمد بن شاذان رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر دنیا سے الگ تھلگ نظر آتے ہیں لیکن دل سے دنیا کی محبت میں مبتلا ہوتے ہیں، اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر دنیا میں مشغول نظر آتے ہیں لیکن دل سے الگ تھلگ رہتے ہیں''

(سير اعلام النبلاء ج ١١ ص ٣٨٤)

(۶۲)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۰ھ: میں حضرت ابومحمد جعفر بن حمید القرشی العبسی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن ایاد بن لقیط، ولید بن ابی ثور، یونس بن ابی یعفور، خدیج بن معاویہ اور حفص بن سلیمان رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، بقی بن مخلد، ابویعلیٰ، حسن، ابوزرعہ رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے آپ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

(تهذيب التهذيب ج٢ ص ٧٥، تهذيب الكمال ج٥ ص ٢١)

(۶۳)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۲ھ: میں حضرت ابومحمد مخلد بن مالک بن شیبان القرشی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اسماعیل بن عیاش، حفص بن میسرۃ الصنعانی اور عطاف بن خالد المخزومی رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، ابراہیم بن یوسف الھسنجانی، احمد بن علی الآبار، احمد بن النضر العسکری اور اسحاق بن سیار رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

(تھذیب الکمال ج۲۷ ص ۳۴۳)

(۶۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۳ھ: میں حضرت ابو احمد مغیرۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف بن حبیب بن الریان الاسدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کے والد عبدالرحمٰن بن عوف اور زید بن علی الرقی، محمد بن ربیعہ الکلابی، مسکین بن بکیر، عیسیٰ بن یونس اور اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام نسائی، ہلال بن العلاء، یعقوب بن سفیان، احمد بن علی الآبار، عیسیٰ بن خشنام المؤذن، ابو عقیل انس بن سلیم اور بقی بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، جمعہ کی رات وفات ہوئی۔

(تھذیب التھذیب ج۱۰ ص ۲۳۹)

(۶۵)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۶ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن میمون بن عباس بن الحارث الغطفانی الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اصلاً کوفہ کے رہنے والے تھے، ابراہیم بن ایوب الحورانی، احمد بن ثعلبہ العاملی، احمد بن حجر الجزری، احمد بن صاعد اور احمد بن محمد بن حنبل رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم بن محمد البسری، ابوالجہم احمد بن حسین بن طلاب المشغرانی اور احمد بن سلیمان الکندی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی ولادت ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

آپ نے ایک مرتبہ اپنے شیخ ابوسلیمان رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے، تو انہوں نے اس طرح سے ان کو وصیت کی:

''ہر کام میں نفس کی مخالفت کرو کیونکہ نفس تو ہمیشہ برے کام ہی کا حکم دیتا ہے، اور اپنے آپ کو کسی مسلمان کی تحقیر سے بچاؤ، اور اللہ کی اطاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ، اور اخلاص کو اپنا زادِ راہ بناؤ، اور سچ کو اپنی ڈھال بناؤ، اور میری طرف سے اس بات کو قبول کرلو اور اس پر عمل کبھی چھوڑو نہ اور نہ ہی اس سے غافل ہو، جو شخص اپنے اقوال اور افعال میں

ہروقت اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بندوں میں سے اولیاء کے مقام پر پہنچا دیتے ہیں‘‘

آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ کے یہ الفاظ ہروقت اپنے سامنے رکھتا ہوں اوراس کو یادرکھتا ہوں اوراپنے نفس سے ان کاموں پرعمل کرنے کا مطالبہ کرتا رہتا ہوں (تھذیب الکمال ج ۱ ص ۳۷۴)

(۶۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۸ھ: میں حضرت ابوالہیثم خالد بن خداش بن عجلان المھلبی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، امام مالک بن انس، مہدی بن میمون، ابوعوانہ، حماد بن زید اور بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، امام مسلم، احمد بن ابی خیثمہ، ابوزرعہ، ابوبکر بن ابی الدنیا اور عثمان بن خرزاذ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (تھذیب الکمال ج۸ ص ۴۹، سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ۱۰ ص ۳۸۹)

(۶۷)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

عبدالعزیز الدراوردی، محمد بن مصعب القرقسائی، ابنِ عیینۃ، نضر بن شمیل اور عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام ترمذی، نسائی، موسیٰ بن ہارون اور عبداللہ بن احمد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کی وفات عراق کے مشہور شہر سامرآء میں ہوئی (تھذیب التھذیب ج۳ ص ۱۴۸)

(۶۸)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعیہ بن ابوزرعۃ المصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ابوالاسود نضر بن عبدالجبار، اسد بن موسیٰ، عمرو بن ابی سلمہ، موسیٰ بن ہارون البردی، یحییٰ بن حسان اور عبداللہ بن عبدالحکم رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کے بیٹے عبیداللہ بن محمد اور امام ابوداؤد، ابوحاتم، معمر اور ابراہیم بن یوسف الھسنجانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(تھذیب الکمال ج۲۵ ص ۵۰۴، تھذیب التھذیب ج۹ ص ۲۳۵)

(۶۹)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابراہیم بن یوسف الحضرمی الکندی الصیرفی

رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ابو یحییٰ اسماعیل بن ابراہیم التیمی ، حارث بن عمران الجعفری اور حفص بن غیاث رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام نسائی، ابوجعفر احمد بن حمدان التستری، ابوبکر بن عمرو بن عبدالخالق البزار، حسن بن سلامۃ الدھان الکوفی اور عباس بن حمدان الحنفی الاصبہانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (تهذيب الكمال ج ٢ ص ٢٥٦)

(۷۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۴۹ھ: میں حضرت ابوبکر خلاد بن اسلم البغدادی الصفار المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

حنیفہ بن مرزوق، سعید بن خثیم الہلالی، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن ادریس اور عبدالعزیز بن محمد الدراوردی رحمہ اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، امام ترمذی، نسائی، ابراہیم بن اسحاق الحربی اور احمد بن محمد بن ابی شیبہ البزاز رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، عراق کے شہر ''سامراء'' میں آپ کی وفات ہوئی (تهذيب الكمال ج ١ ص ٣٧٤)

(۷۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۰ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن الوضاح بن سعید الکوفی اللؤلؤی الوضاحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن سعد الاودی کے نام سے مشہور تھے، حسین بن علی الجعفی ، حفص بن غیاث، زیاد بن عبداللہ البکائی، زید بن الحباب اور سلیمان بن عمرو رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، امام ترمذی، احمد بن الحسن بن عبدالجبار اور ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(تهذيب الكمال ج ١٦ ص ٢٦٧)

(۷۲)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۳ھ: میں حضرت علی بن حسین بن مطر الدرہمی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: امیہ بن خالد، حسن بن حبیب بن ندبہ، خالد بن حارث، زکریا بن یحییٰ بن عمارہ، ابوقتیبہ سلم بن قتیبہ، ابوبدر شجاع بن ولید، ابوعاصم ضحاک بن مخلد اور عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوداؤد، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیرفی، ابوبکر احمد بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیرفی، احمد بن محمد بن عبدالکریم الجرجانی، احمد بن یحییٰ بن

حبیب التمار، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری اور حسن بن علی بن نصر طوسی رحمہم اللہ۔ ۱

(تہذیب الکمال ج۲۰ ص ۴۰۴، تہذیب التہذیب ج۷ص ۲۷۰)

(۷۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن مسلم بن سعید الطّوسی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

جریر بن عبدالحمید، یوسف بن یعقوب الماجشون، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن ابی زائدہ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اور ابو یوسف القاضی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، بخاری، ابوداؤد، نسائی، یحییٰ بن معین، ابوبکر الاثرم، ابنِ ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد، ابومحمد بن صاعد، قاضی محاملی اور حسین بن عیاش رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۳ سال کی عمر میں اتوار کے دن بغداد میں انتقال ہوا۔ ۲

(سیر اعلام النبلاء ج۱۱ ص ۵۲۵، تہذیب الکمال ج۲۱ ص ۱۳۴، تہذیب التہذیب ج۷ص ۳۳۴)

(۷۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۴ھ: میں حضرت ابوالسائب سلم بن جنادۃ بن سلم بن خالد بن جابر بن سمرۃ السوائی العامری الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ابراہیم بن یوسف الکندی الصیرفی، احمد بن بشیر الکوفی، جنادۃ بن سلم السوائی (یہ آپ کے والد ہیں) حسین بن علی الجعفی، حفص بن غیاث، ابواسامہ حماد بن اسامہ، زید بن حباب اور عبداللہ بن ادریس رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوحامد احمد بن حمدون بن رستم الاعمش نیشاپوری، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار، ابوبکر احمد بن محمد بن ابراہیم السعدی الزہری، محمد بن ابوحمزہ الذہبی اور احمد بن محمد العجنس رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، کوفہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ۳

(تہذیب الکمال ج۱۱ ص ۲۲۰، تہذیب التہذیب ج۴ص ۱۱۴)

(۷۵)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۷ھ: میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن حبیب

---

۱ قال ابوحاتم: صدوق. وقال النسائی: صدوق. وقال فی موضع آخر: لاباس به. وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث

۲ روی النسائی ایضاعن رجل عنه وقال لابأس به، وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات

۳ قال ابوحاتم: شیخ صدوق وقال النسائی: کوفی صالح. وقال ابوبکر البرقانی: ثقة حجة لایشک فیه، یصلح للصحیح. وذکرہ ابنِ حبان فی کتاب الثقات

بن الشہید الشہیدی رحمہم اللہ کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن حبیب بن الشہید (یہ آپ کے والد ہیں) بزیع بن عبداللہ اللحام ، بشر بن مفضل، حارث بن نعمان بن سالم بن ابوالنضر الاکفانی، حفص بن غیاث، حماد بن یحییٰ بن حماد اور حمید بن عبدالرحمٰن الرؤاسی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم الشہیدی (یہ آپ کے بیٹے ہیں) ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیر فی ،احمد بن بطۃ بن اسحاق الاصبہانی، احمد بن حمدون بن رستم الاعمشی ، احمد بن بحر العطار البصری اور احمد بن محمد بن عبداللہ الجوار بی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں [۱]

(تہذیب الکمال ج ۲ ص ۳۶۳، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۸۷)

(۷۶)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۸ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زنجویہ بغدادی الغزال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بڑے فقیہ تھے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں، یزید بن ہارون، زید بن حباب، عبدالرزاق، جعفر بن عون اور محمد بن یوسف الفریابی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، ابویعلیٰ ، بغوی، ابنِ صاعد، محاملی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۴۷،تہذیب الکمال ج ۲۶ ص ۱۸ ،العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۰، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۸۰، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۴)

(۷۷)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۸ھ: میں حضرت ابومحمد عباس بن جعفر بن عبداللہ بن الزبرقان البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن صرمہ الانصاری، احمد بن اسحاق الحضرمی، احمد بن حارث بن واقد الغسانی، احمد بن عبداللہ بن یونس اور احمد بن یعقوب المسعودی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن حماد بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید القاضی، ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبۃ البغدادی

---

[۱] قال عبداللّٰہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ:صدوق.وقال النسائی :ثقۃ.وقال الدارقطنی:ثقۃ مامون

[۲] وثقہ النسائی ،وقال عبدالرحمان بن ابی حاتم :سمع منہ ابی وسمعت منہ، وھو صدوق.وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات

البز از، ابوعلی احمد بن محمد بن مصقلۃ الاصبہانی، عبداللہ بن اسحاق المدائنی، ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤ د اور ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، بدھ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

(تہذیب الکمال ج۱۴ ص۲۰۴، تہذیب التہذیب ج۵ ص۱۰۱)

(۷۸)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۹ھ: میں حضرت ابوزید عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ بن نذیر الاموی القرطبی المالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ نذیر کے نام سے مشہور تھے، اور اندلس کے مفتی شمار ہوتے تھے، آپ کو فقہ میں بڑا مقام حاصل تھا اور فقہ کے گہرے اور دقیق مسائل حل کرنے کے ماہر تھے، ابوعبدالرحمٰن المقرئ، مطرف بن عبداللہ الیساری اور عبدالملک بن الماجشون رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، محمد بن عمر بن لبابۃ، سعید بن عثمان الاعناقی اور محمد بن فطیس رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اندلس کے مشہور مقام قرطبہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص۳۳۷)

(۷۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۹ھ: میں حضرت ابوالقاسم محمود بن ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن سمیع الدمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ سمیع کے نام سے مشہور تھے، اور ''الطبقات'' کتاب کے مؤلف تھے، اسماعیل بن ابی اویس، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، ابوجعفر النفیلی اور صفوان بن صالح رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوحاتم، ابوزرعہ الدمشقی اور ابنِ جوصا رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۵۵، تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۵۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۱۴)

(۸۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۰ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالرحمٰن بن حسن بن علی بن ولید الجعفی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

---

[۱] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: سمعت منه مع ابی ببغداد وهو ثقة سئل عنه ابی فقال: بغدادی صدوق. وقال عبدالله بن اسحاق المدائنی: حدثنا عباس بن ابی طالب وكان ثقة. وذكره ابن حبان فی كتاب الثقات.

[۲] قال ابوحاتم: صدوق مارأيت بدمشق اكيس منه.

آپ دمشق میں رہتے تھے، اور مشہور محدث حسین بن علی الجعفی رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے، ابراہیم بن عیینہ، اسباط بن محمد القرشی، اسحاق بن منصور بن حیان الاسدی، جعفر بن عون، ابواسامہ حماد بن اسامہ، داؤد بن معاذ المصیصی، زید بن حباب، سعید بن کثیر بن عفیر، سعید بن مسلمہ الاموی اور ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن مروان، ابوالجہم احمد بن حسین بن طلاب المشغرائی، ابوالفضل احمد بن عبداللہ بن نصر بن ہلال السلمی، ابوالحسن احمد بن عمیر بن جوصا رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [1]

(تهذیب الکمال ج۲۵ ص ۲۰۶، تهذیب التهذیب ج ۹ ص ۲۶۳)

(۸۱)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۰ھ: میں حضرت ابومحمد ہاشم بن قاسم بن شیبۃ بن اسماعیل بن شیبۃ القرشی الحرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

بشر بن بکر التنیسی، عبداللہ بن وہب، عتاب بن بشیر، عثمان بن عبدالرحمٰن الطرائفی، عیسیٰ بن یونس، مبشر بن اسماعیل الحلبی، محمد بن سلمہ الحرانی، محمد بن عجلان الملطی اور مسکین بن بکیر رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن محمد بن حسن متویہ الاصبہانی، احمد بن حسن بن الجعد، احمد بن حسن بن عبدالجبار الصوفی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم، احمد بن عمرو القطرانی اور احمد بن ابوعوف البزوری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ [2]

(تهذیب الکمال ج۳۰ ص ۱۳۰، تهذیب التهذیب ج ۱۱ ص ۱۸)

(۸۲)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۲ھ: میں حضرت ابوزید عمر بن شبۃ بن عبدۃ بن زید بن رائطہ الاخباری النمیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ کی ولادت ۱۷۳ھ میں ہوئی، یحییٰ بن سعید القطان، یوسف بن

[1] قال ابوحاتم: سألت ابابكر عنه فقال: كان يحفظ الحديث، وكان جيد الحفظ للمسند والمنقطع. وقال ابوزرعة: التقيت معه وحفظت منه اشياء. وذكره ابن حبان في كتاب الثقات وقال مستقيم الحديث، حدثهم بالشام بالغرائب.

[2] قال عبدالرحمان بن ابي حاتم: كتب الي والى ابي ببعض حديثه محله الصدق. وذكره ابن حبان في كتاب الثقات

عطیہ، عمر بن علی المقدمی، عبدالوہاب الثقفی، عبدالاعلیٰ السامی، معاذ بن معاذ، علی بن عاصم، یزید بن ہارون، ابوزکیر یحییٰ بن محمد بن قیس اور ابواحمد الزبیری رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، ابنِ ابی الدنیا، ابنِ صاعد، ابوالعباس السراج، ابونعیم بن عدی، محمد بن احمد الاثرم، ابوبکر بن ابی داؤد، محمد بن جعفر الخرائطی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

۹۰ سال سے زائد کی عمر میں وفات ہوئی، آپ نے بصرہ کی تاریخ پر بڑی جامع کتاب لکھی۔
اس کے علاوہ اخبارالمدینہ، اخبارالکوفۃ، اخبارِ مکۃ، الامراء، الشعر والشعراء، اخبارالمنصور، النسب، التاریخ، آپ کی مشہور کتب ہیں۔ [1]

(سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۷۱، تہذیب الکمال ج ۲۱ ص ۳۹۰)

(۸۳)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۶ھ: میں حضرت ابوعبیداللہ حماد بن حسن بن عنبسۃ الوراق نہشلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ سامراء میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ازہر بن سعد السمان، حجاج بن نصیر، حسن بن عنبسۃ (یہ آپ کے والد ہیں) روح بن عبادۃ، سیار بن حاتم، ضحاک بن مخلد، عبدالعزیز بن خطاب، محمد بن بکر البرسانی اور ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: امام مسلم، ابوذر احمد بن ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، عبداللہ بن ابوداؤد، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری، عبدالرحمٰن بن سانجور الرملی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ۔ [2]

(تہذیب الکمال ج۷ ص ۲۳۳، تہذیب التہذیب ج۳ ص ۶)

(۸۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۶ھ: میں حضرت ابوعمر عبدالحمید بن محمد بن مستام بن حکیم بن عمرو الحرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

---

[1] وثقہ الدارقطنی وغیر واحد. وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم: کتبت عنہ مع ابی، وھو صدوق، صاحب عربیۃ وادب . وقال ابوحاتم البستی: مستقیم الحدیث، وکان صاحب ادب وشعر، واخبار ومعرفۃ بایام الناس .قال ابوبکر الخطیب: کان ثقۃ عالما بالسیر وایام الناس ولہ تصانیف کثیرۃ .وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث ،وکان صاحب ادب وشعر واخبار ومعرفۃ بایام الناس.

[2] قال ابوحاتم: صدوق. قال ابنہ عبدالرحمان بن ابی حاتم: ثقۃ صدوق. وقال ابوبکر بن زیاد نیشاپوری والدارقطنی: ثقۃ. وذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات

آپ حرّان مقام میں جامع مسجدِ حران کے امام تھے،حسین بن عیاش الباجدائی،ابوجعفر عبداللہ بن محمد نفیلی،ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن محمد،عبدالجبار بن محمد الخطابی،عثمان بن عبدالرحمٰن الطرائفی اور عصام بن سیف الحرانی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں،نسائی،ابراہیم بن محمد بن حسن بن متویہ الاصبہانی،ابوسعید احمد بن طاہر الحرانی،ابوعروبہ حسین بن محمد الحرانی،ابوالفضل عباس بن یوسف اسماعیل الشکلی،ابوالسائب عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن اسحاق المسیبی اور یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں [۱]

(تہذیب الکمال ج۱۶ ص۴۵۸، تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۱۰)

(۸۵)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۷ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس الذہلی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ حیکان کے لقب سے مشہور تھے،احمد بن حنبل،اسحاق بن راہویہ،اسماعیل بن ابی اویس، سلیمان بن حرب،علی بن عثمان اللاحقی،محمد بن کثیر العبدی،مسدد بن مسرہد،ابوعمر الحوضی اور ابوالولید الطیالسی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں،ابنِ ماجہ،ابراہیم بن ابی طالب، ابوعمرو احمد بن نصر،ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور محمد بن اسحاق الثقفی السراج رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں،آپ نے احمد بن عبداللہ الخجستانی خارجی کے ظلم کے خلاف خروج کیا تھا، جس کی پاداش میں اس نے آپ کو شہید کرادیا تھا۔ [۲]

(تہذیب الکمال ج۳۱ ص۵۳۰)

(۸۶)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۷ھ: میں حضرت ابوبکر اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن بکیر بن زید النہشلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا لقب شاذان تھا،ابوداؤ الطیالسی،وہب بن جریر اور اسود بن عامر شاذان رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی،ابوبکر بن ابی داؤد،احمد بن علی الجارودی،عبدالرحمٰن بن خراش،محمد بن عمر الجورجیری،

---

[۱] قال النسائی:ثقة.وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم کتب عنه بعض اصحابنا ، ولم یقض لی السماع منه . وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

[۲] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم:سمعت منه وهو صدوق

محمد بن حمزہ بن عمارہ اور نصر بن ابونصر الشیر ازی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۸۳)

(۸۷)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۰ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن مرزوق بن دینار البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مصر میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابوداؤد الطیالسی، عثمان بن عمر، مکی بن ابرہیم، عبدالصمد بن عبدالوارث اور ابوعامر العقدی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: نسائی، ابوجعفر الطحاوی، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، عمر بن بجیر، ابوالعباس الاصم اور ابوالفوارس السندی رحمہم اللہ۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۵۵، تہذیب الکمال ج ۲ ص ۱۹۸)

(۸۸)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۱ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن سنان بن یزید بن الذیال بن خالد بن عبداللہ بن یزید بن سعید القزاز البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ مصر کے مشہور محدث یزید بن سنان رحمہ اللہ کے بھائی تھے، روح بن عبادہ، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عمر بن یونس الیمامی، عمرو بن محمد بن ابی رزین، قریش بن انس، محمد بن بکر البرسانی اور وہب بن جریر بن حازم رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابوذر احمد بن محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، اسماعیل بن محمد الصفار، حسین بن اسماعیل المحاملی، محمد بن جعفر المطیری، محمد بن عبدالملک التاریخی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۳]

(تہذیب الکمال ج ۲۵ ص ۳۲۵)

---

[۱] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: کتب الی والی ابی وھو صدوق. وذکرہ ابوحاتم البستی فی الثقات .

[۲] قال النسائی: صالح. وقال فی موضع آخر: لابأس بہ. وقال فی موضع آخر: لیس لی بہ علم. وقال الدارقطنی: ثقۃ الا انہ کان یخطئ فیقال لہ فلایرجع. وقال سعید ابن یونس: کان ثقۃ ثبتا.

[۳] قال ابوعبید الآجری: وسمعتہ یعنی اباداوٗد یتکلم فی محمد بن سنان یطلق فیہ الکذب. وقال عبدالرحمان بن ابی حاتم: کتب عنہ ابی بالبصرۃ، وکان مستورافی ذالک الوقت، فاتیتہ انا ببغداد سألت عنہ عبدالرحمان بن خراش فقال: ھو کذاب، روی حدیث والان عن روح بن عبادہ فذھب حدیثہ. وقال ابوالعباس بن عقدہ: فی امرہ نظر، سمعت عبدالرحمان بن یوسف یذکرہ، فقال لیس عندی بثقۃ. وقال الحاکم ابوعبداللہ عن ابی الحسن الدارقطنی: محمد بن سنان القزاز اصلہ بصری، سکن بغداد لابأس بہ.

(۸۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۱ھ: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن سعید بن مسلم المصیصی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ انطاکیہ میں رہتے تھے، حجاج بن محمد الاعور، محمد بن مصعب القرقسانی، عبیداللہ بن موسیٰ، خالد بن یزید القسری، ھوذہ بن خلیفہ، ابومسہر الغسانی اور محمد بن مبارک الصوری رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابوعوانہ، یحییٰ بن صاعد، ابوبکر بن زیاد، محمد بن احمد بن صفوۃ اور محمد بن ربیع الجیزی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۹۰ سال کے قریب عمر پائی۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۳۳، تہذیب الکمال ج ۳۲ ص ۴۳۲، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۸۴)

(۹۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۳ھ: میں حضرت ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم بغدادی الطرسوسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ طرسوس میں رہتے تھے، اور یہاں کے بڑے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: عبدالوہاب بن عطاء، عمر بن یونس الیمامی، روح بن عبادہ، جعفر بن عون، عبداللہ بن بکر السہمی، عثمان بن عمر بن فارس، عبیداللہ بن موسیٰ، حسن بن موسیٰ الاشیب اور شبابۃ بن سوار رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوحاتم، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، ابنِ جوصا، ابوالدحداح، ابوبکر بن زیاد، ابوالطیب بن عبادل، عثمان بن محمد السمرقندی اور ابوعلی الحصائری رحمہم اللہ۔ [۲]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۹۲، تہذیب الکمال ج ۲۴ ص ۳۳۱، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۸۱)

(۹۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۴ھ: میں حضرت ابوعلی احمد بن محمد بن یزید بن مسلم بن ابی

---

[۱] قال النسائی: ثقۃ حافظ. وقال ابن ابی حاتم: کتب الی ببعض حدیثه وهو ثقة صدوقا، وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

[۲] قال النسائی: هو بغدادی، سکن طرسوس. وقال ابن یونس: کان فهما حسن الحدیث. وقال ابوداؤد: ثقة. وقال ابوعبدالله الحاکم: ابوامیة صدوق کثیر الوهم. وقال ابوبکر الخلال الفقیه: ابوامیة رفیع القدر جدا، کان امام فی الحدیث. قال ابوعبید الآجری: سئل ابوداؤد عن ابی امیة الثغری، فقال ثقة. وقال ابن حبان فی کتاب الثقات: محمد بن ابراهیم بن مسلم ابوامیة السجستانی سکن طرسوس، حدثنا عنه ابراهیم بطرسوس، وکان من الثقات، دخل مصر، فحدثهم من حفظه من غیر کتاب باشیاء اخطأ فیها، فلایعجبنی الاحتجاج بخبره الا بما حدثت من کتابه

الخناجر الانصاری شامی الاطرابلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

یزید بن ہارون، یحییٰ بن ابی بکیر، مؤمل بن اسماعیل، محمد بن مصعب القرقسانی اور معاویہ بن عمرو رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابونعیم بن عدی، ابنِ جوصا، ابنِ صاعد، ابن ابی حاتم اور خیثمہ بن سلیمان رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [1]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۴۰)

(۹۲)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۶ھ: میں حضرت شیخ الاسلام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد بن یزید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، محمد بن عیسیٰ الاعشی، ابومصعب الزہری، صفوان بن صالح، ابراہیم بن منذر الحزامی، ہشام بن عمار، یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی اور محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، احمد بن بقی بن مخلد (یہ آپ کے بیٹے ہیں) ایوب بن سلیمان المری، احمد بن عبداللہ الاموی، اسلم بن عبدالعزیز، محمد بن وزیر، محمد بن عمر بن لبابۃ، حسن بن سعد الکنانی اور عبداللہ بن یونس المرادی القبری رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

آپ کی ولادت رمضان ۲۰۱ھ میں ہوئی، ابوعبیدہ فرماتے ہیں:

> بقی ہر رات میں تیرہ رکعتوں میں ایک قرآن ختم کرتے تھے، اور دن کو سو رکعت نوافل پڑھتے تھے، اور ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔

آپ اتنے بڑے محدث تھے اور صبح وشام دین کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے کفار کے خلاف تقریباً ۷۰ جنگوں میں حصہ لیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۹۶، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۳۱)

(۹۳)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن جہم السمری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مشہور شخصیت یحییٰ الفراء رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، یزید بن ہارون، عبدالوہاب بن عطاء، جعفر بن

---

[1] قال ابن ابی حاتم: صدوق

عون اور یعلیٰ بن عبید رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، موسیٰ بن ہارون، ابوبکر بن مجاہد، اسماعیل الصفار، ابوالعباس الاصم، ابوسہل بن زیاد اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۱۶۴)

(۹۴)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۸ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن الہیثم البلدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، ابوالیمان، آدم بن ابی ایاس، علی بن عیاش اور ابوصالح الکاتب رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، اسماعیل الصفار، النجار، ابوبکر الشافعی اور ابوعبداللہ بن مخرم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [۲] (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۱۲)

(۹۵)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۱ھ: میں حضرت ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو النصری الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کو اپنے زمانے میں شام کا شیخ کہا جاتا تھا، ابراہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبر، احمد بن خالد الوہبی، احمد بن عبداللہ بن یونس، احمد بن محمد بن حنبل، آدم بن ابی ایاس، ابوالنضر اسحاق بن ابراہیم بن یزید الفردیسی اور اسحاق بن موسیٰ الانصاری رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابوالدرداء الصرفندی، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان القرشی، ابوالحسن احمد بن سلیمان بن ایوب بن حذلم اور ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [۳]

(تہذیب الکمال ج۱۷ ص ۳۰۴، تہذیب التہذیب ج۶ ص ۲۱۵، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۲۴)

(۹۶)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۳ھ: میں حضرت ابوالعیناء محمد بن قاسم بن خلاد البصری الضریر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

---

[۱] قال الدارقطنی: ثقة. وقال الذهبی: یقع حدیثه عالیا فی الغیلانیات.

[۲] قال ابن عدی: احادیثه مستقیمة، سوی حدیث الغار، فنالوا منه. قال الخطیب: هو ثقة ثبت عندنا

[۳] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم عن ابیه: ذکر احمد بن ابی الحواری ابازرعة الدمشقی، فقال هو شیخ الشباب. وقال ایضا: کان رفیق ابی و کتب عنه و کتبنا عنه، و کان صدوقا ثقة، سئل ابی عنه فقال صدوق.

آپ کی ولادت اہوازؔ مقام پر ہوئی اور پرورش بصرہ میں ہوئی، ابوعبیدۃ، ابوزید، ابوعاصم النبیل اوراصمعی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، حکیمی، ابوبکر الصولی، ابوبکر الادمی، احمد بن کامل اور ابنِ نجیح رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ۹۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۰۹)

(۹۷)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۴ھ: میں حضرت ابوعمرو احمد بن مبارک المستملی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مستملی کے نام سے مشہور تھے، یزید بن صالح الفراء، احمد بن حنبل، قتیبۃ بن سعید، سہل بن عثمان العسکری، عبیداللہ القواریری، اسحاق بن راھویہ، ابومصعب اور سریج بن یونس رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابوعمرو احمد بن نصر الخفاف، جعفر بن محمد بن سوار، ابوعثمان سعید بن اسماعیل الحیری، ابوحامد بن الشرقی، زنجویہ بن محمد، محمد بن صالح بن ھانیٔ اور محمد بن یعقوب بن الاخرم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے مستجاب الدعوات بھی تھے، آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کیا کرتے، آپ کی وفات نیشاپور میں ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۷۵، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵۵، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۴۴)

(۹۸)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۶ھ: میں حضرت ابوالعباس محمد بن یونس بن موسیٰ بن سلیمان بن عبید بن ربیعہ بن کدیم القرشی الکدیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۱۸۳ھ میں ہوئی، اور جس رات آپ کی ولادت ہوئی اسی رات حضرت ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، روح بن عبادہ رحمہ اللہ آپ کے سوتیلے والد تھے، ابوداؤد الطیالسی، عبداللہ الخریبی، ازہر السمان، ابوزید الانصاری، روح بن عبادہ، ابوعاصم، اصمعی، عبدالرحمٰن بن حماد الشعیثی، حمیدی اور ابونعیم رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر بن الانباری، اسماعیل الصفار، ابوبکر الشافعی، احمد بن یوسف بن خلاد، احمد بن الریان المکی، خیثمہ بن سلیمان، عثمان بن سنقۃ، ابوعبداللہ بن محرم، عمر بن سلم الختلی اور ابوبکر القطیعی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت

---

[۱] قال الدارقطنی: لیس بالقوی

کرتے ہیں۔ [۱]

(سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۰۵،تهذیب الکمال ج۲۷ ص۷۸،العبر فی خبر من غبر ج۱ ص۱۰۱، تهذیب التهذیب ج۹ ص۴۸۵،عن البعض مات فی جمادی الاولیٰ "تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۱۹")

(۹۹)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۶ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن سلمہ بن عبداللہ نیشاپوری البزار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی معیت میں طلبِ علم کے لئے کئی سفر کئے، آپ کے استاد درجِ ذیل ہیں: قتیبۃ، اسحاق بن راہویہ، محمد بن مہران الجمال، عبداللہ بن معاویہ، عثمان بن ابی شیبۃ، ابوکریب، ابنِ حمید اور احمد بن منیع رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابنِ وارہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوحامد بن الشرقی، یحییٰ بن منصور القاضی، سلیمان بن محمد بن ناجیۃ، علی بن عیسیٰ اور ابوالفضل محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ (سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۷۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۳۷)

(۱۰۰)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۹۰ھ: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال الشیبانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ فقہ حنبلی کے بانی اور مشہور امام حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے تھے، آپ کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی، آپ اصبہان کے قاضی صالح بن احمد رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے، احمد بن حنبل (یہ آپ کے والد ہیں) یحییٰ بن عبدویہ، شبان بن فروخ، سوید بن سعید، یحییٰ بن معین، محمد بن صباح دولابی، ہیثم بن خارجہ، عبدالاعلیٰ بن حماد، ابوالربیع الزہرانی، ابوبکر بن ابی شیبۃ اور ابراہیم بن حجاج

---

[۱] قال ابن عدی: اتهم الکدیمی بوضع الحدیث. وقال ابن حبان: لعله قد وضع اکثر من الف حدیث. قال ابن عدی: وادعی رؤیة قوم لم یرهم، ترک عامة مشائخنا الروایة عنه. وقال ابوالحسین بن المنادی: کتبنا عن الکدیمی، ثم بلغنا کلام ابوداؤد فیه، فرمینا بما سمعنا منه. قال ابوعبید الآجری: رأیت اباداؤد یطلق فی محمد بن یونس الکذب، وکان موسیٰ بن هارون ینهی الناس عن السماع من الکدیمی. وقال موسیٰ وهو متعلق باستار الکعبة: اللهم انی اشهدک ان الکدیمی کذاب، یضع الحدیث. قال القاسم بن زکریا المطرز: انا اجاثی الکدیمی بین یدی الله واقول: کان یکذبک علی رسولک وعلی العلماء. واما اسماعیل الخطبی فتبارد وقال: کان ثقة. مارأیت ناسا اکثر من مجلسه. وقال عبدالله بن احمد بن حنبل: سمعت ابی یقول: کان محمد بن یونس الکدیمی حسن الحدیث، حسن المعرفة. وقال الحافظ ابوبکر الخطیب: کان حافظا کثیر الحدیث.

السامی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابنِ صاعد، ابوعوانہ الاسفرایینی، خضر بن المثنیٰ الکندی، ابوبکر بن زیاد، محمد بن مخلد، محاملی، اسحاق بن احمد الکاذی اور ابوبکر النجاد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

آپ اپنے والد کی زندگی میں طویل عرصہ تک زندہ رہے، اور اپنے والد سے خوب فیض حاصل کر کے اس کو آگے پھیلایا، اتوار کے دن آپ کی وفات ہوئی، اور دن کے آخری حصہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کے بھتیجے زہیر بن صالح رحمہ اللہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور باب التبن کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۵۲۳، تہذیب الکمال ج۱۴ ص۲۹۱، العبر فی خبر من غبر ج۱ ص۴۰۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۶۲)

تیسری صدی ہجری کے بعد کے چند اجمالی واقعات

(۱۰۱)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ: میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ افغانستان کے ایک نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے آپ کی پیدائش اپنے ساتھ ہزاروں سعادتیں اور برکتیں لئے ہوئے تھی، تاریخ میں آپ کے بڑے کارنامے موجود ہیں، آپ علم ظاہر اور علم باطن میں اونچے مقام پر فائز تھے۔

آپ کے انتقال کے بعد ایک صاف ستھرے مقام پر آپ کے لئے قبر تیار کی گئی، لیکن جب آپ کی نعش مبارک کو لے کر چلے تو لوگوں پر ایسی بدحواسی طاری ہوئی کہ جنازہ لے جانے والوں نے کسی اور مقام پر لے جا کر جنازہ رکھ دیا۔ جب اس مقام پر جنازہ رکھا گیا تو مریدین میں سے کسی کو یاد آیا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں ایک روز حضرت نے وضو فرمایا تھا اور اٹھتے وقت جب آپ نے دیکھا کہ آپ کے دامن مبارک پر وہاں کی خاک لگ گئی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ ہماری

دامن گیر ہوئی ہے یہاں ہی ہمارا دفن ہوگا۔

چنانچہ اس واقعہ کے یاد آنے کے بعد اسی جگہ قبر کھودی گئی اور حضرت کے جسم اقدس کو سپر دِ خاک کیا گیا، یہ مقام دہلی میں صدر بازار کے قریب قطب روڈ پر واقع ہے (تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۱۲۶، مصنفہ: مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ)

(۱۰۲)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۰۶۰ھ: میں حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

آپ نے مسلمانوں کی مختلف حیثیتوں سے خدمت انجام دی، حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ رحمہ اللہ ولیِ کامل اور عالمِ باعمل ہونے کے علاوہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے صاحبِ علم تھے، چنانچہ آپ نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔

حضرت شاہ صاحب نے رشدوہدایت کی شمع ایسے زمانہ میں روشن کی تھی جب ہندوستان کے مسلمان ایک نہایت ہی نازک دور سے گزر رہے تھے، سلطنتِ مغلیہ کا آفتاب غروب ہورہا تھا، معاشرہ پر تباہی کے آثار بُری طرح نمودار ہو چکے تھے، مذہب کی روح ختم ہو چکی تھی صرف اوہام اور رسوم باقی تھیں، اس تاریک دور میں آپ نے ملت میں زندگی دوڑانے کی کوشش کی۔

جب آپ کی عمر مبارک ۸۱ برس کی ہوئی تو تھوڑے دن علیل رہنے کے بعد آپ دہلی میں ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو رحلت فرما گئے (تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۱۴۹ تا ۱۵۳ ملخصاً)

(۱۰۳)...... ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ: میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

انیسویں صدی میں ملک وملت جن ممتاز ترین اور عظیم المرتبت شخصیتوں پر فخر کرسکتی ہے ان ہی میں سے ایک مایۂ ناز اور عہد آفریں شخصیت شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کی ہے۔

حاجی صاحب نے باقاعدہ تعلیم وتدریس کم حاصل کی تھی، لیکن عشق ومحبتِ الٰہی اور سوز وگداز نے آپ کا سینہ کھول دیا تھا جس طرح انبیاء علیہم السلام کا سارا علم وہبی ہوتا ہے کسبی نہیں، اسی طرح امتوں

میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو بظاہر تو کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں لیکن اتباعِ سنت اور اپنی عملی زندگی کی وجہ سے ایسا روحانی مقام حاصل کر لیتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء ان سے تربیتِ روحانی حاصل کرتے ہیں۔

امتِ محمدیہ ﷺ میں ایسے سینکڑوں افراد گزرے ہیں، اسی وہبی اور للّٰہی دولت کی وجہ سے اپنے زمانہ کے بہترین علماء آپ کے گرد جمع ہو گئے اور ان سب نے آپ سے صفائی باطن اور تزکیۂ قلب حاصل کیا، اور آپ کو انگریز کے خلاف جہاد کے لئے امیر مقرر کیا گیا، اور آپ کو شیخ المشائخ وسید الطائفہ کا لقب دیا (بیس بڑے مسلمان ص۸۴تا۱۰۰ملخصاً)

(۱۰۴)......ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ: میں فقیہہ الامت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے عظیم خلیفہ تھے، آپ اپنے وقت کے فقہ وحدیث کے امام تھے اور تمام علوم کے بحرِ ذخار تھے لیکن حدیث وفقہ سے آپ کو بہت زیادہ شغف تھا۔

آپ نے تقریباً صحاحِ ستہ کی تمام کتابیں پڑھائی ہیں، آپ نے گنگوہ میں حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ کی خانقاہ کو جو تین سو سال سے ویران اور خراب وخستہ پڑی تھی مرمت کر کے آباد کیا اور رات دن ذکر وفکر الٰہی میں مشغول رہتے، راتوں کو رویا کرتے تھے اور جو لحاف آپ اوڑھا کرتے تھے آنسوؤں کی بارش سے داغدار ہو گیا تھا۔

آپ کے علمی اور روحانی کمالات کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے، آپ تمام عمر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔

فتاویٰ رشیدیہ آپ کا علمی شاہکار ہے اس کے علاوہ کئی تصانیف لکھی ہیں اور ہزاروں علماء ومشائخ آپ کے فیضِ علمی وروحانی سے مستفید ہوئے ہیں (اکابر علماءِ دیو بند ص۱۹تا۲۴ملخصاً)